سلسلہ : رسائلِ فتاویٰ رضویہ

جلد: پانچویں

رسالہ نمبر 2

# حاجز البحرین
# الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ

دو دریاؤں کو ملنے سے روکنے والا، دو ۲ نمازوں کو
جمع کرنے سے بچانے والا

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

# رسالہ
# حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ

دو دریاؤں کو ملنے سے روکنے والا، دو۲ نمازوں کو جمع کرنے سے بچانے والا

**مسئلہ (۲۸۶)** از بریلی محلّہ قراولان یکم رجب ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سفر کے عذر سے جس میں قصر لازم آتا ہے دو۲ نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ الذی جعل الصلاۃ علی المؤمنین کتابا موقوتا، وامرھم ان یحافظوا علیھا فیحفظوھا ارکانا وشروطا ووقوتا، مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ، وافضل الصلوات، واکمل التحیات، علی من عین الاوقات وبین العلامات، وحرم علی امتہ اضاعۃ الصلوات، وعلی اٰلہ الکرام، وصحبہ العظام، ومجتھدی شرعہ الغر الفخام، لاسیما

الامام الاقدم،والهمام الاعظم،امام الائمة،مالك الازمة،كاشف الغمة،سراج الامة،نائل علم الشرع الحنفى من اوج الثريا،ناشر علم الدين الحنيفى نشرا جليا،نصرالله اتباعه ورضى اتباعه متبوعا تابعيا،وعلينا معهم،ياارحم الراحمين،الى يوم الدين۔

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے ارشادات سے نمازِ فرض کا ایک خاص وقت جداگانہ مقرر فرمایا ہے کہ نہ اُس سے پہلے نماز کی صحت نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت، ظہرین عرفہ وعشائین مزدلفہ کے سوادو ۲ نمازوں کا قصداً ایک وقت میں جمع کرنا سفراً حضراً ہر گز کسی طرح جائز نہیں۔قرآن عظیم واحادیث صحاح سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس کی ممانعت پر شاہد عدل ہیں۔یہی مذہب ہے حضرت ناطق بالحق والصواب موافق الرائے بالوحی والکتاب امیر المومنین عمر فاروق اعظم وحضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص احد العشرۃ المبشرۃ وحضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود من اجل فقہاء الصحابۃ البررۃ وحضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق وحضرت سیدتنا امّ المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق **اعاظم صحابہ کرام** وخلیفہ راشد امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز وامام سالم بن عبداللہ بن عمر وامام علقمہ بن قیس وامام اسود بن یزید نخعی وامام حسن بصری وامام ابن سیرین وامام ابراہیم نخعی وامام مکحول شامی وامام جابر بن زید وامام عمرو بن دینار وامام حماد بن ابی سلیمان وامام اجل ابوحنیفہ اجلہ ائمہ تابعین وامام سفیٰن ثوری وامام لیث بن سعد وامام قاضی الشرق والغرب ابویوسف وامام ابوعبداللہ محمد الشیبانی وامام زفر بن الہذیل وامام حسن بن زیاد وامام دارالہجرۃ عالم المدینۃ مالک بن انس فی روایۃ ابن قاسم اکابر تبع **تابعین** وامام عبدالرحمٰن بن قاسم عتقی تلمیذ امام مالک وامام عیسٰی بن ابان وامام ابوجعفر احمد بن سلامہ مصری وغیرہم ائمہ دین کا، رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اجمعین۔

**تحقیق مقام** یہ ہے کہ جمع بین الصلاتین یعنی دو ۲ نمازیں ملا کر پڑھنا دو ۲ قسم ہے: **جمع فعلی** جسے جمع صوری بھی کہتے ہیں کہ واقع میں ہر نماز اپنے وقت میں واقع مگر ادا میں مل جائیں جیسے ظہر اپنے آخر وقت میں پڑھی کہ اس کے ختم پر وقتِ عصر آگیا اب فوراً عصر اوّل وقت پڑھ لی، ہوئیں تو دونوں اپنے اپنے وقت اور فعلاً وصورۃً مل گئیں۔اسی طرح مغرب میں دیر کی یہاں تک کہ شفق ڈوبنے پر آئی اُس وقت پڑھی ادھر فارغ ہُوئے کہ شفق ڈوب گئی عشاء کا وقت ہوگیا وہ پڑھ لی، ایسا ملانا بعذر مرض وضرورت سفر بلاشبہہ جائز ہے۔ہمارے علمائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم بھی اس کی رخصت دیتے ہیں۔ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| للمسافر والمريض تاخير المغرب للجمع بينها وبين العشاء فعلا،كما فى الحلية وغيرها،اى ان تصلى فى اٰخر وقتها | مسافر اور مریض مغرب میں تاخیر کرسکتے ہیں تاکہ اس کو اور عشاء کو فعلاً اکٹھا کرلیں، جیسا کہ حلیہ وغیرہ میں ہے، یعنی مغرب آخری وقت میں پڑھی جائے |

| | |
|---|---|
| والعشاء فی اول وقتها[1]۔ | اور عشاء اوّل وقت ہیں۔(ت) |

**اقول:** تاخیر مغرب کا تو یہ خاص جزئیہ ہے اور اسی طرح تاخیر ظہر کہ عصر سے مل جائے بلکہ یہ بدرجہ اولٰی کہ ظہر میں تو کوئی وقت کراہت نہیں[2] کماصرح به فی البحر الرائق وحققناه فیما علقناه علی ردالمحتار۔(جیسا کہ بحرالرائق میں تصریح ہے اور ردالمحتار کے حاشیے پر ہم نے اس کی تحقیق کی ہے۔ت) بخلاف مغرب کہ اُس کی اتنی تاخیر بے عذر مکروہ شدید ہے[3] کمافی البحر والدر وغیرهما، ونطقت بکراهة ذلك احادیث۔(جیسا کہ بحر اور در وغیرہ میں ہے، اور اس کی کراہت پر کوئی احادیث ناطق ہیں۔ت)
پھر جزئیہ ظہرین بھی کتاب الحج میں نظر فقیر سے گزرا اس کتاب جلی الصواب حلی الخطاب رفیع النصاب میں کلام امام ہمام محرر المذہب سیدنا محمد بن الحسن تلمیذ سید الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ اور تالیف رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قال ابوحنیفة رضی الله تعالٰی عنه: الجمع بین الصلاتین فی السفر فی الظهر والعصر، والمغرب والعشاء سواءٌ یؤخر الظهر الی اٰخر وقتها ثم یصلی ویعجل العصر فی اول وقتها فیصلی فی اول وقتها، وکذلك المغرب والعشاء یؤخر المغرب الی اٰخر وقتها فیصلی قبل ان یغیب الشفق وذلك اٰخر وقتها، ویصلی العشاء فی اول وقتها حین یغیب الشفق، فهذا الجمع بینهما[4]۔ | امام فقیہ محدث عیسٰی بن ابان تلمیذ امام محمد سے امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ سفر میں دو۲ نمازوں کا جمع کرنا، خواہ ظہر اور عصر ہوں یا مغرب اور عشاء ہوں، یکساں ہے۔ یعنی ظہر کو آخر وقت مؤخر کرکے پڑھے اور عصر میں تعجیل کرکے اس کو اول وقت میں پڑھ لے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء میں مغرب کو اتنا مؤخر کرے کہ اس کے آخری وقت میں، یعنی شفق غائب ہونے سے تھوڑا پہلے پڑھے اور عشاء میں جلدی کرکے اس کو اول میں پڑھ لے، یعنی شفق غائب ہونے کے ساتھ ہی، یہ طریقہ ہے ان کو جمع کرنے کا۔(ت) |

اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابوحنیفة رحمه الله تعالٰی: من اراد | ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص بارش، |

[1] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ مطبوعہ المصطفٰی البابی مصر ۱/۲۷۱
[2] البحرالرائق کتاب الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۹
[3] الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ مجتبائی دہلی ۱/۶۱
[4] کتاب الحجۃ باب جمع الصلاۃ فی السفر مطبوعہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۷۴

| | |
|---|---|
| ان یجمع بین الصلاتین بمطر اوسفر اوغیرہ، فلیؤخر الاولی منھما حتی تکون فی اٰخر وقتھا، ویعجل الثانیۃ حتی یصلیھا فی اول وقتھا فیجمع بینھما، فتکون کل واحدۃ منھما فی وقتھا[5] الخ۔ | سفر یا کسی اور وجہ سے دو۲ نمازوں کو جمع کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ پہلی کو آخر وقت تک مؤخر کردے اور دوسری میں جلدی کرکے اول وقت میں ادا کرے، اس طرح دونوں کو جمع کرلے، تاہم ہوگی ہر نماز اپنے وقت میں الخ (ت) |

اس کلام برکت نظام امام کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ وعنہم سے ظاہر ہوا کہ جواز جمع صوری صرف مرض وسفر پر متصور نہیں بضرورت شدت بارش بھی اجازت ہے مثلاً ظہر کے وقت مینہ برستا ہو تو انتظار کرکے آخر وقت حاضر مسجد ہوں جماعت ظہر ادا کریں اور وقت عصر پر تیقن ہوتے ہی جماعت عصر کرلیں کہ شاید شدتِ مطر بڑھ جائے اور حضور مسجد سے مانع آئے، مطر شدید میں تنہا گھر پڑھ لینے کی بھی اجازت ہے تو اُس صورت میں تو دونوں نمازوں کے لئے جماعت ومسجد کی محافظت ہے **واللہ تعالٰی اعلم**۔ دوسری قسم جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔ **اقول:** یعنی بمعنی مصطلح قائلان جمع کہ جو معنی جمع اُن کا مذہب ہے وہ حقیقۃً اسی صورت میں ہے ورنہ جمع اپنے اصل معنی پر دونوں جگہ حقیقی ہے **کما لایخفی**، اور اسی لحاظ سے جمع فعلی کو صوری کہتے ہیں ورنہ حقیقۃً فرائض میں یہ جمع بھی جمع صوری ہی ہے اُن میں تداخل محال تو جب ملیں گے صورۃً ملیں گے اور معنًی جدا **فافھم فانہ نفیس جدا** (اس کو سمجھو کیونکہ یہ بہت نفیس ہے۔ت) اس جمع کے یہ معنی ہیں کہ ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی جائے جس کی دو۲ صورتیں ہیں:

**جمع تقدیم** کہ وقت کی نماز مثلاً ظہر یا مغرب پڑھ کر اُس کے ساتھ ہی متصلا بلافصل پچھلے وقت کی نماز مثلاً عصر یا عشاء پیشگی پڑھ لیں، اور **جمع تاخیر** کہ پہلی نماز مثلاً ظہر یا مغرب کو باوصف قدرت واختیار قصداً اٹھار رکھیں کہ جب اس کا وقت نکل جائے گا پچھلی نماز مثلاً عصر یا عشاء کے وقت میں پڑھ کر اس کے بعد متصلاً خواہ منفصلاً اُس وقت کی نماز ادا کریں گے، یہ دونوں صورتیں بحالتِ اختیار صرف حجاج کو صرف حج میں صرف عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ میں جائز ہیں اول میں جمع تقدیم اور دوم میں جمع تاخیر عام ازیں کہ وہ مسافر ہوں یا خاص ساکنانِ مکّہ ومنٰی وغیرہما مواضع قریبہ کی وہ بوجہ نسک ہے نہ بوجہ سفر اور بحالت اضطرار وعدمِ قدرت سفر حضر یا ظہر عصر وغیرہا کسی شے کی تخصیص نہیں جتنی نمازوں تک مشغولی جہاد یا شدّتِ مرض یا غشی وغیرہا کے سبب قدرت نہ ملے ناچار سب موخر رہیں گی اور وقت قدرت بحالت عدم سقوط ادا کی جائیں گی جس طرح حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے غزوہ خندق میں ظہر وعصر ومغرب وعشاکے وقت پڑھیں ان کے سوا کبھی کسی شخص کو کسی حالت میں کسی صورت جمع وقتی کی اصلاً اجازت نہیں اگر جمع تقدیم کرے گا نماز اخیر

---

[5] کتاب الحجۃ باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۵۹

محض باطل وناکارہ جائے گی جب اُس کا وقت آئیگا فرض ہوگی نہ پڑھے گی ذمے پر رہے گی اور جمع تاخیر کرے گا تو گنہ گار ہوگا عمداً نماز قضا کردینے والا ٹھہرے گا اگرچہ دوسرے وقت میں پڑھنے سے فرض سر سے اُتر جائے گا۔ یہ **تفصیل** مذہب مہذب ہے اور اسی پر دلائل قرآن وحدیث ناطق بلکہ توقیت صلاۃ کا مسئلہ متفق علیہا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ نماز کو دانستہ قضا کردینا بلاشبہ حرام تو جس طرح صبح یا عشا قصداً نہ پڑھنی کہ ظہر یا فجر کے وقت پڑھ لیں گے حرام قطعی ہے یوں ہی ظہر یا مغرب عمداً نہ پڑھنی کہ عصر یا عشاکے وقت ادا کرلیں گے حرام ہونا لازم اور وقت سے پہلے تو حرمت درکنار نماز ہی بیکار جیسے کوئی آدھی رات سے صبح کی نماز یا پہر دن چڑھے سے ظہر پڑھ رکھے قطعاً نہ ہوگی، یونہی جو ظُہر کے وقت عصر یا مغرب کے وقت عشاء نبٹالے اس کا بھی نہ ہونا واجب، احادیث میں کہ حضور پُرنور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ سے جمع منقول اُس میں صراحۃً وہی جمع صوری مذکور یا مجمل ومحتمل اُسی صریح مفصل پر محمول، جمع حقیقی کے باب میں اصلاً کوئی حدیث صحیح صریح مفسر وارد نہیں جمع تقدیم تو اس قابل بھی نہیں کہ اُس پر کسی حدیث صحیح کا نام لیا جائے جمع تاخیر میں احادیث کثیرہ کے خلاف دو حدیثیں ایسی آئی ہیں جن سے بادی النظر میں دھوکا ہو مگر عندالتحقیق جب احادیث متنوعہ کو جمع کرکے نظرِ انصاف کی جائے فوراً حق ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ بھی وجوباً یا امکاناً اُسی جمع صوری کی خبر دے رہی ہیں غرض جمع وقتی پر شرع مطہر سے کوئی دلیل واجب القبول اصلاً قائم نہیں بلکہ بکثرت صحیح حدیثیں اور قرآن عظیم کی متعدد آیتیں اور اصول شرع کی واضح دلیلیں اُس کی نفی پر حجت مبین، یہ اجمال کلام ودلائل مذہب ہے۔ لہٰذا یہ مختصر کلم چار ۴ فصل پر منقسم:

فصل **۱** میں جمع صوری کا اثبات جمیل،

فصل **۲** میں شبہات جمع تقدیم کا ابطال جلیل،

فصل **۳** میں جمع تاخیر کی تضعیف واضح البینات،

فصل **۴** میں دلائل نفی جمع وہدایت التزام اوقات۔

اس مسئلے میں ہمارے زمانے کے امام لامذہباں مجتہد نامقلداں مخترع طرز نوی مبتدع آزادروی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی ہداہ اللہ الی الصراط السوی نے کتاب عجب العجاب معیار الحق کے آخر میں اپنی چلتی حد بھر کا کلام مشبع کیا مباحث مسئلہ میں اگلے پچھلے مالکیوں شافعیوں وغیرہم کا اُلٹا پلٹا اُلجھا سُلجھا جیسا کلام حنفیّہ کے خلاف جہاں کہیں ملا سب جمع کرلیا اور کھلے خزانے احادیثِ صحاح کو رَد فرمانے رواۃ صحیحین کو مردود بتانے بخاری ومسلم کی صدہا حدیثوں کو واہیات بتانے محدثی کا بھرم عمل بالحدیث کا دھرم دن دہاڑے دھڑی دھڑی کرکے لٹانے میں رنگ رنگ سے اپنی نئی ابکار افکار کو جلوہ دیا تو بعون قدیر اُس تحریر عدیم التحریر حائز ہر غث ویابس ونقیر وقطمیر کے رد میں تمام مساعی نو وکہن کا جواب اور مُلّا جی کے ادعاے باطل عمل بالحدیث ولیاقت اجتہاد وعلم حدیث کے روئے نہانی سے کشف حجاب

بعض علمائے عصر[عہ۱] وعظمائے وقت غفراللہ تعالٰی لناولہ وشکرفی انصار نا للحق سعینا وسعیہ نے ملاجی پر تعقبات کثیرہ بسیط کیے مگراِن شاء اللہ العزیز الکریم ولاحول ولاقوۃ اِلّا باللہ العلی العظیم، یہ افاضات تازہ چیزے دیگر ہوں گے جنہیں دیکھ کر ہر منصف حق پسند بے ساختہ پکار اُٹھے کہ: ع

کم ترك الاول للاٰخر

(بہت سی چیزیں پہلوں نے پچھلوں کیلئے چھوڑ دی ہیں۔ت)

فقیر حقیر غفرلہ المولی القدیر کو اپنی تمام تصانیف مناظرہ بلکہ اکثر اُن کے ماورا میں بھی جن کا عدد بعونہ تعالٰی اس ع‍ــہ۲ وقت تک ایک سو چالیس سے متجاوز ہے ہمیشہ التزام رہا ہے کہ محل خاص نقل واستناد کے سوا محض جمع وتلفیق کلمات سابقین سے کم کام لیا جائے، حتی الوسع بحول وقوت ربانی اپنے ہی فائضات قلب کو جلوہ دیا جائے: ع

کہ حلوا چو یکبار خورند وبس

اگر اقامت دلائل یا ازاحت اقوال مخالف میں وہ امور مذکور بھی ہوتے ہیں کہ اور متکلمین فی المسئلہ ذکر کرگئے تو غالبًا وہ وہی واضحات متبادرہ الی الفہم ہیں کہ ذہن بے اعانت دیگرے اُن کی طرف سبقت کرے۔ انصافًا ان میں سابق ولاحق دونوں کا استحقاق یکساں مگر ازانجا کہ کلمات متقدمہ میں اُن کا ذکر نظر سے گزرا اپنی طرف نسبت نہیں کیا جاتا پھر ان میں بھی بعونہ تعالٰی تلخیص وتہذیب وترصیب وتقریب وحذف زوائد وزیادت فوائد سے جدّت جگہ پائے گی اور کُچھ نہ ہو توان شاء اللہ تعالٰی طرز بیان ہی احلی واوقع فی القلب نظر آئے گی اس وقت تو یہ اپنا بیان ہے جس سے بحمداللہ تعالٰی تحدیث بنعمۃ اللہ عزّوجل مقصود والحمدللہ الغفور الودود، اہلِ حسد جس معنے پر چاہیں محمول کریں مگر اربابِ انصاف اگر تصانیف فقیر کو موازنہ فرمائیں گے بعونہ تعالٰی عیان موافق بیان پائیں گے بایںہمہ اس اعتراف سے چارہ نہیں کہ الفضل للمتقدم (پہل کرنے والے کو فضیلت حاصل ہوتی ہے) خصوصًا علمائے سلف رضی اللہ تعالٰی عنا باکرامہم وحشرنا فی زمرۃ خدامہم کہ جو کچھ ہے اُنہیں کی خدمت کلمات. برکت آیات کا نتیجہ اور اُنہیں کی بارگاہ دولت کا حصہ رسد بٹتا ہوا صدقہ: ع

اے بادِ صبا! ایںہمہ آوردہ تست

ہاں ہاں یہ کفش برادری خدام درگاہ فضائل پناہ اعلٰحضرت عظیم البرکت اعلم العلماء الربانین افضل

---

عــہ۱: یعنی جناب مستطاب حامی السنن ماحی الفتن مولٰنا مولوی حافظ الحاج محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

عــہ۲: یہ اُس وقت تھا اب کہ ۱۳۱۹ھ ہے بحمد اللہ تعالٰی عدد تصانیف ایک سو نوے ۱۹۰ سے متجاوز ہے ۱۲ اور اب تو بحمدہ تعالٰی اگر احصا کیا جائے تو پانسو سے متجاوز ہوگا ۱۲ (م)

الفضلاء الحقانیین حامی السنن السنیہ ماحی الفتن الدنیہ بقیہ السلف المصلحین حجۃ الخلف المفلحین آیۃ من آیات رب العٰلمین معجزۃ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارك وسلم اجمعین ذی التصنیفات الرائقہ والتحقیقات الفائقہ والتدقیقات الشائقہ تاج المحققین سراج المدققین اکمل الفقہاء المحدثین حضرت سیدنا الواجد امجد الاماجد اطیب الاطائب **مولانا مولوی محمد نقی علی خان صاحب** محمدی سنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس اللہ سرہ وعم برّہ وثم نورہ واعظم اجرہ واکرم نزلہ وانعم منزلہ ولاحرمنا سعدہ ولم یفتنا بعدہ والحمدللہ دہر الداہرین ہاں ہاں یہ ادنٰی خاکبوسی آستان رفیع غلمان منیع بندگان بارگاہ عرفان پناہ اقدس حضرت آقائے نعمت دریائے رحمت اعرف العرفاء الکرام مرجع الاولیاء العظام السحاب الھامر بفیض القادر والعباب الزاخر بالفضل الباھر ذوالقرب الزاہر والعلو الظاہر والنسب الطاہر ملحق الاصاغر بالجلۃ الاکابر معدن **البرکات** مخزن الحسنات من **آل محمد** سید الکائنات علیہ وعلیہم افضل الصلوات وارث النجدات من **حمزۃ** الحمزات القمر المستبین بالنور المبین من **شمس الدین ابی الفضل** العظیم والشرف الکریم سیدنا ومولٰنا وملجانا وماوانا شیخی ومرشدی کنزی وذخری لیومی وغدمی اعلٰحضرت **سیدنا السید الشاہ آل رسول الاحمدی** فاطمی حسینی قادری برکاتی واسطی بلجرامی مارہری رضی اللہ تعالٰی عنہ واجرل واعظم قربہ منہ واشرق علینا من نورہ التام وافاض علینا من بحرہ الطام وجعلنا من خدمہ فی دارالسلام بفضل رحمۃ علیہ وعلٰی آبائہ الکرام والحمدللہ ابدالآبدین ؎

عہد ما بالب شیریں دہناں بست خدائے
ماہمہ بندہ وایں قوم خداوند انند

(خدانے شیریں دہنوں کے لبوں سے ہمارا عہد باندھ دیا ہے، ہم سب بندے ہیں اور یہ لوگ ہمارے آقا ہیں۔ت)

خیر کہنا یہ تھا کہ یہاں بھی اِن شاء اللہ تعالٰی یہی طریقہ رعایت[عہ] پائے گا ولہٰذا ایک آدھ بحث کہ بقدر کافی طے کردی گئی اس سے تعرض اطناب سمجھا جائے گا کہ مقصود اظہار احقاق ہے نہ اکثار اوراق۔ ان چار فصل میں ملّاجی کے ادعائی بول یکسر برعکس ہیں سایہ بخت سے سب قابل نکس ہیں جابجا ثابت کو ناثابت ناثابت کو ثابت ساکت کو ناطق ناطق کو ساکت ضعیف کو صحیح صحیح کو ضعیف تحریف کو توجیہ توجیہ کو تحریف مؤول کو مفسر مفسر کو مؤول محتمل کو صریح صریح کو محتمل کہا اول تا آخر کوئی دقیقہ تحکم ومکابرہ وتعصب مدابرہ کا نامرعی نہ رہا یہاں بعونہٖ تعالٰی عزمجدہ ہر فصل میں قول فصل وحق اصل بدلائل قاہرہ وبیانات باہرہ ظاہر کیجئے کہ اگر زبان انصاف سالم وصاف

---

عـہ: لاسیما اذاکان فیئی لاتر تضیہ لوھن اوضعف نعلم فیہ ۱۲۔(م) (حاشیہ کی اس عبارت سے غالبًا اعلٰحضرت کی اپنی عبارت گزشتہ صفحہ ۱۶۴ کی طرف اشارہ ہے: فقیر حقیر غفرلہ المولی القدیر کو اپنی تصانیف مناظرہ بلکہ اکثر ان کے ماورا میں بھی حق الوسع اپنے ہی فائضات قلب کو جلوہ دیا جائے، ملخصًا (نذیر احمد سعیدی)

ہو تو مکالف منکر مدعی مُصر کو بھی معترف و مقر کیجئے۔

| | |
|---|---|
| وماذلك علی الله بعزیز .ان ذلك علی الله یسیر ، ان الله علٰی کل شیئ قدیر۔ | اور یہ اللہ کیلئے مشکل نہیں ہے، یہ اللہ پر آسان ہے، اللہ ہر شیئ پر قادر ہے۔ (ت) |

یہ معارک جلیلہ تو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں رسالہ آپ کے پیشِ نظر ہے ملاحظہ کیجئے داد انصاف دیجئے ع فی طلعۃ الشّمس مایغنیک عن خبر (سُورج طلوع ہوجائے تو اس کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ت)

اس کے سوا نفس مسئلہ میں ملّاجی نے اپنے موافق کہیں چودہ ۱۴ کہیں پندرہ ۱۵ صحابیوں سے روایات آنا بیان کیا اور خود ہی اُسے بگاڑ کر کمی کی طرف پلٹے اور چار سے زیادہ ظاہر نہ کرسکے اُن میں بھی عندالانصاف اگر کُچھ لگتی ہوئی بات ہے تو صرف ایک سے۔ میں بعونہٖ تعالٰی اپنے موافق روایات تیئیس ۲۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے لاؤں گا، ملّاجی صرف چار حدیثیں پیش خویش اپنے مفید دکھاسکے جن میں حقیقۃً کوئی بھی ان کے مفید نہیں اور آیت کا تو اُن کی طرف نام بھی نہیں، میں بحول اللہ تعالٰی اُن سے دُونی آیتیں اور دس گنی حدیثیں اپنی طرف دکھاؤں گا، میں یہ بھی روشن کردوں گا کہ حنفیّہ کرام پر غیر مقلدوں کی طعنہ زنی ایسی پوچ ولچر بے بنیاد ہوتی ہے، میں یہ بھی بتاؤں گا کہ ان صاحبوں کے عمل بالحدیث کی حقیقت اتنی ہے، میں یہ بھی دکھادوں گا کہ ملّاجی صاحب جو آج کل مجتہد العصر اور تمام طائفہ کے استاد مانے گئے ہیں اُن کی حدیث دانی ایک متوسط طالب علم سے بھی گرے درجہ کی ہے کل ذلك بعون الملك العزیز القریب المجیب وماتوفیقی الاّ باللہ علیہ توکّلت والیہ انیب وھذا اوان الشروع فی المقصود متوکلا علی واھب الفیض والجود والحمدللہ العلی الودود والصّلاۃ والسلام علٰی احمد محمود محمد واٰلہ الکرام السعود امین۔

## فصل اول طلوع فجر نوری بہ اثبات جمع صوری:

حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جمع صوری کا ثبوت اصلاً محل کلام نہیں اور وہی مذہب مہذب ائمہ حنفیّہ ہے اس میں صاف صریح جلیل وصحیح احادیث مروی مگر ملّاجی تو انکارِ آفتاب کے عادی، بکمال شوخ چشمی بے نقط سُنادی کہ کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جس سے ثابت ہو کہ آنحضرت؎ جمع صوری سفر میں کیا کرتے تھے[6]، بہت اچھا ذرا نگاہ رُوبرُو۔

---

؎ صلی اللہ علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہ وبارک وکرم ۱۲منہ (م)

---

6 معیار الحق مسئلہ پنجم جمع بین الصلوٰۃ مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۴۰۱

**حدیث ۱:** جلیل و عظیم حدیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ اُس جناب سے مشہور و مستفیض ہے جسے امام بخاری وابوداؤد ونسائی نے اپنی صحاح اور امام عیسٰی بن ابان نے کتاب الحج علٰی اہلِ مدینہ اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار اور ذہلی نے زہریات اور اسمٰعیل نے مستخرج صحیح بخاری میں بطرق عدیدہ کثیرہ روایت کیا:

| | |
|---|---|
| فالبخاری والاسمعیلی والذھلی من طریق اللیث بن سعد عن یونس عن الزھری، والنسائی من طریقی یزید بن زریع والنضربن شمیل عن کثیر بن قاروندا کلاھما عن سالم۔ والنسائی عن قتیبۃ والطحاوی عن ابی عامر العقدی والفقیہ فی الحجج ثلثتھم عن العطاف، وابوداؤد عن فضیل بن غزوان، وعن عبداللہ بن العلاء، وایضا ھوعیسٰی والنسائی عن الولید والطحاوی عن بشر بن بکر، ھؤلاء الثلثۃ عن ابن جابر، والطحاوی عن اسامۃ بن زید، خمستھم اعنی العطاف وفضیلا وابن العلاء وجابر واسامۃ عن **نافع**۔ وابوداؤد عن **عبداللہ** بن واقد۔ والطحاوی عن **اسمٰعیل** بن عبدالرحمٰن اربعتھم عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما۔ | بخاری، اسمٰعیل اور ذہلی نے لیث ابن سعد کے طریقے سے یونس سے، اس نے زہری سے روایت کی ہے۔ اور نسائی نے یزید ابن زریع اور نضر ابن شمیل کے دو ۲ طریقوں سے کثیر ابن قاروندا سے روایت کی ہے۔ دونوں (زہری اور کثیر) سالم سے راوی ہیں۔ نسائی نے قتیبہ سے، طحاوی نے ابو عامر عقدی سے اور فقیہ نے حجج میں یہ تینوں عطاف سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابوداؤد نے فضیل ابن غزوان سے اور عبداللہ ابن علاء سے روایت کی ہے۔ اور ابوداؤد نے ہی عیسٰی سے، نسائی نے ولید سے، طحاوی نے بشر ابن بکر سے، یہ تینوں (عیسٰی، ولید، بشر) جابر سے روایت کرتے ہیں۔ اور طحاوی نے اسامہ ابن زید سے روایت کی ہے۔ یہ پانچوں یعنی عطاف، فضیل، عبداللہ، جابر اور اسامہ نافع سے راوی ہیں، نیز ابوداؤد عبداللہ ابن واقد سے راوی ہیں اور طحاوی اسمٰعیل ابن عبدالرحمٰن سے راوی ہیں۔ چاروں (سالم، نافع، عبداللہ ابن واقد، اسمٰعیل) عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے (ناقل ہیں) (ت) |

فقیر غفراللہ تعالٰی نے جس طرح یہاں جمع و تلخیص طرق کی اکمال المحجہ وایضاح الحجہ کیلئے اُن کے اکثر نصوص والفاظ بھی وارد کرے وباللہ التوفیق، سنن **ابوداؤد** میں بسند صحیح ہے:

| | |
|---|---|
| حدثنا محمد بن عبید المحاربی نامحمد بن فضیل عن ابیہ عن نافع وعبداللہ بن واقد ان مؤذن ابن عمر | یعنی نافع وعبداللہ بن واقد دونوں تلامذہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے مؤذن نے نماز کا تقاضا کیا، فرمایا چلو |

| | |
|---|---|
| قال: الصلاۃ،قال: سر،حتی اذاکان قبل غیوب الشفق نزل۔فصلی المغرب،ثم انتظر حتی غاب الشفق فصلی العشاء،ثم قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم کان اذا عجل به امر صنع مثل الذی صنعت فسار فی ذلك الیوم واللیلة مسیرۃ ثلث [7]۔ | یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اُتر کر مغرب پڑھی پھر انتظار فرمایا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اُس وقت عشاپڑھی پھر فرمایا: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی جلدی ہوتی تو ایساہی کرتے جیسا میں نے کیا۔ابن عمر نے اس دن رات میں تین رات دن کی راہ قطع کی (م) |

ابوداود نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| رواہ ابن جابر عن نافع نحو ھذا باسنادہ حدثنا ابراھیم بن موسٰی الرازی انا عیسٰی ابن جابر بھذا المعنی ورواہ عبداللہ بن العلاء عن نافع،قال: حتی اذاکان عندذھاب الشفق نزل فجمع بینھما [8]۔ | اس کو ابن جابر نے نافع سے اسی طرح روایت کیا ہے مع اسناد کے حدیث بیان کی ہم سے ابراہیم ابن موسٰی رازی نے،اس نے کہا کہ خبر دی ہمیں عیسٰی ابن جابر نے اس مفہوم کے ساتھ اور روایت کیا ہے اسکو عبداللہ بن علاء نے نافع سے کہ انھوں نے کہا: جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہُوئی اتر کر دونوں نمازیں جمع کیں۔(ت) |

نسائی کی روایت بسند صحیح یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اخبرنا محمود بن خالدثنا الولید ثنا ابن جابر ثنی نافع قال: خرجت مع عبداللہ بن عمر فی سفر،یرید ارضاله،فاتاہ | یعنی نافع فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر اپنی ایک زمین کو تشریف لیے جاتے تھے کسی نے آکر کہا آپ کی زوجہ صفیہ [عہ] بنت ابی عبید اپنے حال میں مشغول ہیں شاید ہی |

| | |
|---|---|
| عــہ: ھی اخت مختار الکذاب المشھور،وابوھا ابوعبید رضی اللہ تعالٰی عنه من الصحابة،استشھد فی خلافة امیرالمؤمنین،اما | صفیہ،مشہور مختار کذاب کی بہن تھیں۔ان کے والد ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ صحابہ میں سے تھے،امیرالمومنین کی خلافت کے دوران شہید ہوگئے تھے۔(باقی برصفحہ آئندہ) |

[7] سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۱۷۱
[8] سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۱۷۱

| | |
|---|---|
| آتٍ فقال: ان صفیة بنت ابی عبید لمابها، فانظران تدرکها۔فخرج مسرعا،ومعه رجل من قریش یسایره،وغابت الشمس فلم یصل الصلاۃ،وکان عهدی به وهو یحافظ علی الصلاۃ،فلما ابطاء **قلت:** الصلاۃ،یرحمك الله، فالتفت ای ومضی،حتی اذاکان فی اٰخر الشفق نزل فصلی المغرب،ثم اقام العشاء وقد تواری الشفق فصلی بنا،ثم اقبل علینا،فقال: ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان اذاعجل به السیر صنع هکذا[9]۔ | آپ انہیں زندہ پائیں۔یہ سُن کر بہ سُرعت چلے اور اُن کے ساتھ ایک مرد قریشی تھا سُورج ڈوب گیا اور نماز نہ پڑھی اور میں نے ہمیشہ اُن کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے تھے جب دیر لگائی میں نے کہا نماز خدا آپ پر رحم فرمائے میری طرف پھر کر دیکھا اور آگے روانہ ہُوئے جب شفق کا اخیر حصّہ رہا اُتر کر مغرب پڑھی پھر عشا کی تکبیر اس حال میں کہی کہ شفق ڈوب چکی اُس وقت عشا پڑھی پھر ہماری طرف منہ کرکے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے۔(م) |

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

هی،ففی عمدۃ القاری،ادرکت النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وسمعت منه۔اھ وفی ارشاد الساری،الصحابیة الثقفیة اخت المختار،وکانت من العابدات۔اھ لکن قال الحافظ فی التقریب: قیل لها ادراک،وانکرہ الدارقطنی،وقال العجلی: ثقه فهی من الثانیة۔اھ وحقق فی الاصابة نفی السماع واثبات الادراك ظنا،فراجعه۔وقدحدث عن ازواج النبی صلی الله تعالٰی علیه وعلیهن وسلم ۱۲ منه (م)

صفیہ کے بارے میں عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا۔اور ارشاد الساری میں ہے کہ یہ بنی ثقیف سے تعلق رکھنے والی صحابیہ تھیں اور مختار کی بہن تھیں،عبادت گزار خواتین میں سے تھیں۔لیکن حافظ نے تقریب میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ صفیہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا زمانہ پایا تھا لیکن دارقطنی نے اس کا انکار کیا ہے اور عجلی نے کہا ہے کہ ثقہ تھیں۔اس لحاظ سے یہ طبقہ ثانیہ میں ہوں گی (یعنی تابعیات سے) اصابہ میں ثابت کیا ہے کہ صفیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تو نہیں سنا البتہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا زمانہ پایا ہو۔اس سلسلے میں اصابہ کی طرف رجوع کرو۔صفیہ نے ازواج مطہرات سے احادیث بیان کی ہیں۔(ت)

[9] سنن نسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافر الخ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۹۹

اسی طرح امام طحاوی نے روایت کی فقال حدثنا ربیع المؤذن ثنا بشر بن بکر ثنی ابن جابر ثنی نافع [10] فذکرہ۔ نیز نسائی نے بسند حسن بطریق اخبرنا قتیبۃ بن سعید حدثنا العطاف [11] اور ابوجعفر نے بطریق حدثنا یزید بن سنان ثنا ابوعامر العقدی ثنا العطاف بن خالد المخزومی [12] اور امام فقیہ نے حجج میں بلاواسطہ روایت کی کہ اخبرنا عطاف بن خالد المخزومی المدینی قال اخبرنا نافع قال اقبلنا مع ابن عمر من مکۃ، حتی اذاکان ببعض الطریق استصرخ علی زوجتہ، فقیل لہ انھا فی الموت، فاسرع السیر، وکان اذانودی بالمغرب نزل مکانہ فصلی، فلما کان تلك اللیلۃ نودی بالمغرب فسار حتی امسینا فظننا انہ نسی، فقلنا: الصلاۃ، فسار حتی اذاکان الشفق قرب ان یغیب نزل فصلی المغرب، وغاب الشفق فصلی العشاء ثم اقبل علینا فقال: ھکذا کنا نصنع مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاجدبنا السیر۔ (یعنی امام نافع فرماتے ہیں راہِ مکّہ میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جب شفق ڈوبنے کے قریب ہُوئی اُتر کر مغرب پڑھی اور شفق ڈوب گئی اب عشاء پڑھی پھر ہماری طرف مُنہ کرکے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے جب چلنے میں کوشش ہوتی تھی) امام عیسٰی بن ابان نے اسے روایت کرکے فرمایا: وھکذا قال ابوحنیفۃ فی الجمع بین الصلاتین ان یصلی الاول منھما فی اٰخر وقتھا، والاخری فی اول وقتھا، کما فعل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما، ورواہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [13] (یعنی دو۲ نمازیں جمع کرنے میں یہی طریقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے کہ پہلی کو اس کے آخر وقت اور پچھلی کو اُس کے اوّل وقت میں پڑھے جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے خود کیا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا) نیز امام طحاوی نے اور طریق سے یوں روایت کی: حدثنا فحدثنا الحمانی ثنا عبداللہ بن المبارك عن اسامہ بن زید اخبرنی نافع، وفیہ حتی اذاکان عند غیبوبۃ الشفق فجمع بینھما وقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصنع ھکذا اذاجدبہ السیر [14] (یعنی جب شفق ڈوبنے کے نزدیک ہوئی اُتر کر دونوں نمازیں جمع کیں اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یوں ہی کرتے دیکھا جب حضور کو سفر میں

---

10 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلٰوتین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۲

11 سنن النسائی الوقت الذی مجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشائ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۷۰

12 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۳

13 کتاب الحجۃ باب الجمع الصلٰوۃ فی السفر دار المعارف نعمانیہ لاہور ۱/۱۷۴، ۱۷۵

14 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلٰوتین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۲

جلدی ہوتی) یہ طرق حدیث نافع عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تھے، اور صحیح بخاری ابواب التقصیر باب ھل یؤذن اویقیم اذاجمع بین المغرب والعشاء میں یوں ہے: حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری قال اخبرنی سالم عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینھا وبین العشاء۔ قال سالم، وکان عبداللہ یفعلہ اذاعجلہ السیر، ویقیم المغرب فیصلیھا ثلثا ثم یسلم، ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین[15] ۔الحدیث۔ اُسی کے باب یصلی المغرب ثلثا فی السفر میں بطریق مذکور وکان عبداللہ یفعلہ اذاعجلہ السیر تک روایت کرکے فرمایا[16] وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شھاب قال سالم کان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما یجمع بین المغرب والعشاء بالمزدلفۃ۔ قال سالم: واخر ابن عمرالمغرب، وکان استصرخ علی امرأتہ صفیۃ بنت ابی عبید، فقلت لہ: الصلاۃ، فقال: سر، فقلت لہ: الصلاۃ، فقال: سر، حتی سار میلین اوثلثۃ، ثمّ نزل فصلی، ثم قال: ھکذا رأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاعجلہ السیر یؤخر المغرب فیصلیھا ثلثا ثم یسلم، ثم قلما یلبث حتی یقیم العشاء فیصلیھا رکعتین[17] الحدیث۔ (ان دونوں روایتوں کا حاصل یہ کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما ایامِ حج میں ذی الحجہ کی دسویں رات مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھتے اور جب اپنی بی بی کی خبر گیری کو تشریف لے گئے تھے تو یوں کیا کہ مغرب کو آخر کیا، میں نے کہا نماز، فرمایا چلو، میں نے پھر کہا نماز۔ فرمایا چلو، دو۲ تین۳ میل چل کر اُترے اور نماز پڑھی، پھر فرمایا میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سفر میں جلدی ہوتی ایسا ہی کرتے، مغرب اخیر کرکے تین۳ رکعت پڑھتے پھر سلام پھیر کر تھوڑی دیر انتظار فرماتے پھر عشا کی اقامت فرماکر دو۲ رکعت پڑھتے) نسائی کے یہاں یوں ہے: اخبرنی محمد بن عبداللہ بن بزیع حدثنا یزید بن ذریع حدثنا کثیر بن قارَوَنْدا قال: سألت سالم بن عبداللہ عن صلاۃ ابیہ فی السفر وسألناہ ھل کان یجمع بین شیئ من صلاتہ فی سفرہ؟ فذکر ان صفیۃ بنت ابی عبید کانت تحتہ فکتبت الیہ، وھو فی زراعۃ لہ، انی فی اٰخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من

---

[15] جامع صحیح البخاری باب ھل یؤذن اویقیم الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۹

[16] جامع صحیح البخاری باب یصلی المغرب ثلثافی السفر ۱/۱۴۸

[17] جامع صحیح البخاری باب یصلی المغرب ثلثافی السفر ۱/۱۴۸

الاخرۃ،فرکب فاسرع السیر الیھا،حتی اذاحانت صلاۃ الظھر قال لہ المؤذن: الصلاۃ یا ابا عبدالرحمٰن! فلم یلتفت،حتی اذاکان بین الصلاتین نزل،فقال: اقم،فاذا سلمت فاقم،فصلی ثم رکب حتی اذاغابت الشمس،قال لہ المؤذن: الصلاۃ،فقال: کفعلك فی صلاۃ الظھر والعصر،ثم سار حتی اذا اشتبکت النجوم نزل،ثم قال المؤذن: اقم فاذاسلمت فاقم،فصلی ثم انصرف فالتفت الینا فقال،قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاحضر احدکم الامر الذی یخاف فوتہ فلیصل ھذہ الصلاۃ[18]۔(خلاصہ یہ کہ جب صفیہ کا خط پہنچا کہ اب میرا دمِ واپسیں ہے ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما شتاباں چلے،نماز کیلئے ایسے وقت اُترے کہ ظُہر کا وقت جانے کو تھا اور عصر کا وقت آنے کو،اُس وقت ظہر پڑھ کر عصر پڑھی اور مغرب کے لئے اُس وقت اُترے جب تارے خُوب کِھل آئے تھے (جس وقت تک بلاعذر مغرب میں دیر لگانی مکروہ ہے،اُسے پڑھ کر عشاء پڑھی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کسی کو ایسی ضرورت پیش آئے جس کے فوت کا اندیشہ ہو تو اس طرح نماز پڑھے) نیز اسی حدیث میں دوسرے طریق سے یوں زائد کیا: اخبرنا عبدۃ بن عبدالرحیم ثنا ابن شمیل ثنا کثیر بن قارَوندا قال سألنا سالم بن عبداللہ عن الصلاۃ فی السفر،فقلنا اکان عبداللہ یجمع بین شیئ من الصلاۃ فی السفر؟ فقال لا الا یجمع[19] یعنی ہم نے سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے سوال کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سفر میں کسی نماز کو دُوسری کے ساتھ جمع فرماتے تھے کہا نہ سوا مزدلفہ کے (جہاں کا ملانا سب کے نزدیک بالاتفاق ہے) پھر وہی حدیث بیان کی کہ اُس سفر میں اُس طریق سے نمازیں پڑھی تھیں۔اس حدیث جلیل کے اتنے طُرق کثیرہ ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے سفر میں بحال شتاب وضرورت جمع صوری فرمائی ہے اور یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب ہے۔

**حدیث ۲:** امام اجل احمد بن حنبل مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم مصنف میں بسند حسن بطریق اپنے شیخ وکیل بن الجراح کے اور امام طحاوی معانی الآثار میں بطریق حدثنا فھد ثنا الحسن بن البشیر ثنا المعافی بن عمران کلاھما عن مغیرہ بن زیاد الموصلی عن عطاء بن

---

[18] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافرالخ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۹۸

[19] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافرالخ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۹۹

ابی رباح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السفر یؤخر الظھر ویقدم العصر ،ویؤخر المغرب ویقدم العشاء [20] (حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں ظہر کو دیر فرماتے عصر کو اول وقت پڑھتے مغرب کی تاخیر فرماتے عشاء کو اوّل وقت پڑھتے)

**حدیث ۳:** ابوداؤد اپنی سنن باب متی یتم المسافر اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنّف میں بسند حسن جید متصل حضرت عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب وہ اپنے والد ماجد محمد بن عمر بن علی وہ اپنے والد ماجد عمر بن علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ، سے روایت کرتے ہیں: ان علیاً کان اذاسافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ،ثم ینزل فیصلی المغرب ،ثم یدعو بعشائہ فیتعشی ،ثم یصلی العشاء ،ثم یرتحل ۔ویقول: ھکذا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصنع [21]۔ (یعنی امیر المومنین مولی المسلمین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وبہہ الاسنی جب سفر فرماتے سورج ڈوبے پر چلتے رہتے یہاں تک کہ قریب ہوتا کہ تاریکی ہوجائے پھر اُتر کر مغرب پڑھتے پھر کھانا منگا کر تناول فرماتے پھر عشا پڑھ کر کُوچ کرتے اور کہتے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا کرتے تھے)۔امام عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی سند کو فرمایا: لاباس بہ (اس میں کوئی نقص نہیں)۔

**حدیث ۴:** طحاوی بطریق ابی خثیمہ عن عاصم الاحول عن ابی عثمٰن راوی قال وفدت انا وسعد بن مالك ونحن بنادر للحج ،فکنا نجمع بین الظھر والعصر ،نقدم من ھذہ ونؤخر من ھذہ ،ونجمع بین المغرب والعشاء ،نقدم من ھذہ ونؤخر من ھذہ ،حتی قدمنا مکۃ [22] (یعنی میں اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ حج کی جلدی میں مکہ معظمہ تک ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو یوں جمع کرتے گئے کہ ظہر ومغرب دیر کرکے پڑھتے اور عصر وعشا جلد)

**حدیث ۵:** نیز امام ممدوح عبدالرحمٰن بن یزید سے راوی صحبت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حجہ فکان یؤخر الظھر ویعجل العصر ،ویؤخر المغرب ویعجل العشاء ،ویسفر بصلاۃ الغداۃ [23]۔(میں حج میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہمراہ رکاب تھا ظہر میں دیر فرماتے

---

[20] شرح معانی الآثار باب الجمع بین صلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۱۳

[21] سنن ابی داؤد باب متی یتم المسافر مطبوعہ مجتبائی لاہور پاکستان ۱/ ۱۷۳

[22] شرح معانی الآثار باب الجمع بین صلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۱۴

[23] شرح معانی الآثار باب الجمع بین صلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۱۱۴)

اور عصر میں تعجیل مغرب میں تاخیر کرتے عشاء میں جلدی اور صبح روشن کرکے پڑھتے) امام ممدوح ان احادیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وجمیع ماذھبنا الیہ من کیفیۃ الجمع بین الصلاتین قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالٰی[24]۔ | نمازیں جمع کرنے کا یہ طریقہ جو ہم نے اس باب میں اختیار فرمایا یہ سب امام اعظم وامام ابویوسف وامام محمد کامذہب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم (م) |

الحمدللہ جمع صوری کا طریقہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحضرت مولی علی وعبداللہ بن مسعود وسعد بن مالک وعبداللہ بن عمرو غیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روشن وجہ پر ثابت ہوا اور امام لامذہبان کا وہ جبروتی ادعا کہ اس میں کوئی حدیث صحیح نہیں، اور اس سے بڑھ کر یہ بانگ بے معنی کہ یہ روایات جن سے جمع صوری کرنی ابن عمر کی واضح ہوتا ہے سب واہیات اور مردود اور شاذ اور مناکیر ہیں اور بشدت حیایہ خاص جحود وافترا کہ ابن عمر نے اس کیفیت سے ہرگز نمازیں جمع نہیں کیں جیسا کہ ان روایتوں سے معلوم ہوتا ہے[25] اپنی سزائے کردار کو پہنچا اب ایضاح مرام وازاحت اوہام کو چند افادات کا استماع کیجئے۔

**افادہ اولٰی:** لامذہب مُلّا کو جب کہ انکار جمع صوری میں چاند پر خاک اُڑانی تھی اور احادیث مذکورہ صحاح مشہورہ میں موجود و متداول تو بے رَد صحاح چارہ کار کیا تھا لہٰذا بایں پیرانہ سالی حضرت کے رقص جملی ملاحظہ ہوں:

**لطیفہ ۱:** ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث جلیل وعظیم کے پہلے طریق صحیح مروی سنن ابی داود کو محمد بن فضیل کے سبب ضعیف کیا۔

**اقول اوّلاً:** یہ بھی شرم نہ آئی کہ یہ محمد بن فضیل صحیح بخاری و صحیح مسلم کے رجال سے ہے۔

**ثانیاً:** امام ابن معین جیسے شخص نے ابن فضیل کو ثقہ امام احمد نے حسن الحدیث، امام نسائی نے لاباس بہ (اس میں کوئی نقص نہیں۔ت) کہا، امام احمد نے اُس سے روایت کی اور وہ جسے ثقہ نہیں جانتے اُس سے روایت نہیں فرماتے میزان میں اصلاً کوئی جرح مفسّر اُس کے حق میں ذکر نہ کی۔ **ثالثاً:** یہ بکف چراغی قابل تماشا کہ ابن فضیل کے منسوب بہ رفض ہونے کا دعوی کیا اور ثبوت میں عبارت تقریب رمی بالتشیع ملّاجی کو بایں سالخوردی ودعوی محدثی آج تک اتنی خبر نہیں کہ محاوراتِ سلف و

---

[24] شرح معانی الآثار باب الجمع بین صلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۴

[25] معیار الحق مسئلہ پنجم جمع بین الصلوٰتین مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۹۶

اصطلاح محدثین میں تشیع و رفض میں کتنا[عہ] فرق ہے۔

زبان متاخرین میں شیعہ روافض کو کہتے ہیں خذلہم اللہ تعالٰی جمیعا بلکہ آج کل کے بیہودہ مہذبین روافض کو رافضی کہنا خلافِ تہذیب جانتے اور انہیں شیعہ ہی کے لقب سے یاد کرنا ضروری مانتے ہیں خود مُلّاجی کے خیال میں اپنی مُلّائی کے باعث یہی تازہ محاورہ تھا یا عوام کو دھوکا دینے کیلئے متشیع کو رافضی بنایا حالانکہ سلف میں جو تمام خلفائے کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ساتھ حُسنِ عقیدت رکھتا اور حضرت امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم کو اُن میں افضل جانتا شیعی کہا جاتا بلکہ جو صرف امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ پر تفضیل دیتا اُسے بھی شیعی کہتے ہیں حالانکہ یہ مسلک بعض علمائے اہلسنّت کا تھا اسی بناء پر متعدد ائمہ کوفہ کو شیعہ کہا گیا بلکہ کبھی محض غلبہ محبت اہل بیت کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کو شیعیت سے تعبیر کرتے حالانکہ یہ محض سنیت ہے امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں خود انہیں محمد بن فضیل کی نسبت تصریح کی کہ ان کا تشیع صرف موالات تھا و بس۔

| | |
|---|---|
| حیث قال: محمد بن فضیل بن غزوان، المحدث الحافظ، کان من علماء ھذا الشان، و ثقه یحیٰی بن مَعین، وقال احمد: حسن الحدیث، شیعی۔ **قلت:** کان متوالیا فقط[26]۔ | چنانچہ ذہبی نے کہا ہے کہ محمد ابن غزوان، جو کہ محدّث اور حافظ ہے، حدیث کے علماء میں سے تھا یحیٰی ابن معین نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور احمد نے کہا ہے کہ اچھی حدیثیں بیان کرتا ہے مگر شیعہ ہے۔ میں نے کہا "صرف اہلِ بیت سے محبت رکھتا تھا"۔ (ت) |

**رابعًا:** ذرا رواۃ صحیحین دیکھ کر شیعی کو رافضی بنا کر تضعیف کی ہوتی، کیا بخاری و مسلم سے بھی

| | |
|---|---|
| عـہ: کما صرحوا به وتدل علیه محاوراتھم، منھا مافی المیزان فی ترجمة الحاکم بعد ماحکی القول برفضه، الله یحب الانصاف، ماالرجل برافضی بل شیعی فقط اھ ۱۲ منه (م) | جیسا کہ علماء نے تصریح کی ہے اور ان کے محاورات سے بھی واضح ہے۔ مثلاً میزان میں حاکم کے حالات میں کسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رافضی تھا۔ اس کے بعد کہا ہے "اللہ انصاف کو پسند کرتا ہے، یہ آدمی رافضی نہیں ہے، صرف شیعہ ہے"۔ (ت) |

[26] تذکرۃ الحفاظ فی ترجمۃ محمد بن فضیل مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱/ ۲۹۰

ہاتھ دھونا ہے ان کے رواۃ عــہ میں تیس ۳۰ سے زیادہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اصطلاح قدماء پر بلفظ تشیع ذکر کیا جاتا یہاں تک کہ تدریب میں حاکم سے نقل کیا کتاب مسلم ملاٰن من الشیعۃ[27] (مسلم کی کتاب شیعوں سے بھری ہوئی ہے۔ت) دُور کیوں جایئے خود یہی ابن فضیل کہ واقع کے شیعی صرف بمعنی محب اہل بیت کرام اور آپ کے زعم میں معاذاللہ رافضی صحیحین کے راوی ہیں۔

**خامسًا:** اُس کے ساتھ ہی حدیث کی متابعتین دو ۲ ثقات عدول ابن جابر وعبداللہ بن العلاء سے ابوداود نے ذکر کردیں اور سنن نسائی وغیرہ میں بھی موجود تھیں پھر ابن فضیل پر مدار کب رہا ولکن الجھلۃ لایعلمون (لیکن جاہل جانتے نہیں ہیں۔ت) اور یہ تو ادنٰی نزاکت ہے کہ تقریب میں ابن فضیل کی نسبت صدوق عارف لکھا تھا مُلّاجی نے نقل میں عارف اُڑادیا کہ جو کلمہ مدح کم ہو وہی سہی۔

**لطیفہ ۲:** طرفہ تماشا کہ متابعت ابن جابر جو امام داؤد نے ذکر کی آپ اسے یوں کہہ کر ٹال گئے کہ وہ تعلیق ہے اور تعلیق حجت نہیں اب کون کہے کہ کسی سے آنکھیں قرض ہی لے کر دیکھیے کہ ابوداؤد نے رواہ ابن جابر عن نافع کہہ کر اُسے یوں ہی معلق چھوڑدیا یا وہیں حدثنا ابرھیم بن موسٰی الرازی انا عیسٰی عن ابن جابر[28] فرماکر موصول کردیا ہے ولکن النجدیۃ لایبصرون

**لطیفہ ۳:** امام طحاوی کی حدیث بطریق ابن جابر عن نافع پر بشر بن بکر سے طعن کیا کہ وہ ف غریب الحدیث ہے

---

عــہ: مثلاً ابان بن تغلب، اسمٰعیل بن ابان ورّاق، اسمٰعیل بن زکریا، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن سُدی صدوق یھم، بکیر بن عبداللّٰہ، جریر بن عبدالحمید، جعفر بن سلیمٰن، حسن بن صالح، خالد بن مخلد قطوانی، ربیئع بن انس صدوق لہ اوھام، زاذان کندی، سعید بن فیروز، سعید بن عمرو ھمدانی، عباد بن یعقوب رواجنی، عبادبن عوام کلابی، عبداللہ بن عمر مشکدانہ، عبداللہ بن عیسٰی کوفی، عبدالرزاق، صاحبِ مصنّف، عبدالملک بن اعین، عبیداللہ بن موسٰی، عدی بن ثابت، علی بن الجعد، علی بن ھاشم بن البرید، فضل بن دُکین ابونعیم، فضیل بن مرزوق، فطر بن خلیفۃ، مالک بن اسمٰعیل نھدی، محمد بن اسحٰق صاحبِ مغازی، محمد بن جحادہ اور یھی محمد بن فضیل، ھشام بن سعد، یحیی بن الجزار وغیرھم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

---

[27] تدریب الراوی شرح تقریب النواوی روایۃ المبتدع مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۳۲۵

[28] سنن ابوداؤد باب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۷۱

ف۔ معیار الحق ص ۳۹۶

ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف **قالہ الحافظ فی التقریب۔**

**اقول اوّلاً:** ذرا شرم کی ہوتی کہ یہ بشر بن بکر رجال صحیح بخاری سے ہیں صحیح حدیثیں رَد کرنے بیٹھے تواب بخاری بھی بالائے طاق ہے۔

**ثانیاً:** اس صریح خیانت کو دیکھئے کہ تقریب میں صاف صاف بشر کو ثقہ فرمایا[29] تھاوہ ہضم کرگئے۔

**ثالثاً:** محدث جی! تقریب میں **ثقۃ یغرب**[30] ہے، کسی ذی علم سے سیکھو کہ فلاں یغرب اور فلاں غریب الحدیث میں کتنافرق ہے۔

**رابعا:** اغراب کی یہ تفسیر کہ ایسی روایتیں لاتا ہے کہ سب کے خلاف محدث جی! غریب ومنکر کافرق کسی طالب علم سے پڑھو۔

**خامسا:** باوصف ثقہ ہونے کے مجرد اغراب باعث رد ہوتو صحیحین سے ہاتھ دھولیجئے، یہ اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھی کہ بخاری ومسلم کے رجال میں کتنوں عـہ کی نسبت یہی لفظ کہاہے اور وہاں یہ بشر خود ہی جو رجال بخاری سے ہیں۔

**سادسا:** ذرا میزان تو دیکھئے کہ **اما بشر بن بکر التنیسی فصدوق ثقۃ لاطعن فیہ**[31] (یعنی بشر بن بکر تنیسی خُوب راست گو ثقہ ہیں جن میں اصلاً کسی وجہ سے طعن نہیں) کیوں شرمائے تونہ ہوگے ایسی ہی اندھیری ڈال کر جاہلوں کو بہکادیا کرتے ہوکہ حنفیّہ کی حدثیں ضعیف ہیں ع

شرم بادت ازخدا وازرسول

---

عـہ: **مثلاً ابرھیم بن طھمان، بشر بن خالد، ابرھیم بن سوید بن حبان، بشیر بن سلمان، حسن بن احمد بن ابی شبیب، محمد بن عبدالرحمٰن بن حکیم وغیرھم** کہ سب ثقہ یغرب ہیں۔ احمد بن صباح حکام بن مسلم وغیر ھما ثقۃ لہ غرائب خصوصا ازھر بن جمیل، خالد بن قیس، ابراھیم بن اسحٰق وغیر ھم کہ صدوق یغرب یہ تینوں بشر بن بکر سے بھی گئے درجے کے ہوئے کہ ثقہ سے اتر کر طرف صدوق ہیں ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

---

[29] تقریب التہذیب ترجمہ بشر بن بکر التنیسی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۴۴

[30] تقریب التہذیب ترجمہ بشر بن بکر التنیسی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۴۴

[31] میزان الاعتدال فی ترجمۃ بشر بن بکر ۱۱۸۶ مطبوعہ دار المعرفت بیروت لبنان ۱/۳۱۴

**لطیفہ ۴:** طریق ابن جابر سے سنن نسائی کی حدیث کو ولید بن قاسم سے رَد کیا کہ روایت میں اُس سے خطا ہوتی تھی کہا تقریب میں صدوق یخطی۔

**اقول اولا:** مسلمانو! اس تحریفِ شدید کو دیکھنا اسنادِ نسائی میں یہاں نام ولید غیر منسوب واقع تھا کہ **اخبرنا محمود بن خالد ثنا الولید ثنا ابن جابر ثنا نافع الحدیث**[32]۔ ملّاجی کو چالاکی کا موقع ملا کہ تقریب میں اسی طبقہ کا ایک شخص رواۃ نسائی سے کہ نام کا ولید اور قدرے متکلم فیہ ہے چھانٹ کر اپنے دل سے ولید بن قاسم تراش لیا حالانکہ یہ ولید بن قاسم نہیں ولید بن مسلم ہیں رجال صحیح مسلم وائمہ ثقات وحفاظ اعلام سے اسی تقریب میں ان کے ثقہ ہونے کی شہادت موجود، ہاں تدلیس کرتے ہیں مگر بحمد اللہ اُس کا احتمال یہاں مفقود کہ وہ صراحۃً حدثنا ابن جابر قال حدثنی نافع فرمارہے ہیں۔ میزان میں ہے:

| | |
|---|---|
| الولیدبن مسلم ابوالعباس الدمشقی، احد الاعلام وعالم اھل الشام۔ له مصنفات حسنة، قال احمد: مارأیت فی الشامیین اعقل منه۔ وقال ابن المدینی: عنده علم کثیر۔ قال ابو مسهر: الولید مدلس، قلت: اذاقال الولید: عن ابن جریج اوعن الاوزاعی، فلیس بمعتمد لانه یدلس عن کذابین، فاذاقال: حدثنا فهو حجة اھ ملخصًا۔[33] | ولید ابن مسلم ابوالعباس دمشقی۔ بلند مرتبہ لوگوں میں سے ایک، شام کا عالم، اس کی تصنیفات عمدہ ہیں احمد نے کہا ہے کہ میں نے شامیوں میں اس سے زیادہ عقل مند آدمی نہیں دیکھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ اس کے پاس بہت علم ہے۔ ابو مسہر نے کہا ہے کہ ولید مدلّس ہے۔ میں نے کہا: جب ولید عن ابن جریج یا عن الاوزاعی کہے تو قابلِ اعتماد نہیں ہے لیکن جب حدثنا کہے تو مستند ہے اھ ملخصًا۔ (ت) |

مُلّاجی! ؎

در بساط نکتہ داناں خودفروشی شرط نیست
یا سخن دانستہ گوا ے مرد غافل یا خموش

(نکتہ دانوں کی مجلس میں اپنے آپ کو بیچ دینا ضروری نہیں ہے اے مردِ غافل! یا تو سوچ سمجھ کر بات کر یا خاموش رہ)

---

[32] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیه المسافر مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۹۹/۱

[33] میزان الاعتدال فی ترجمۃ ولید بن مسلم ۹۴۰۵ دارالمعرفت بیروت، ۴/ ۳۴۷۔ ۳۴۸

تم نے جانا کہ آپ کے کید پر کوئی آگاہ نہ ہوگا ذرا بتائیے تاکہ آپ نے ولید کا ولید بن قاسم کس دلیل سے متعین کرلیا، کیا اس طبقہ میں اس نام کا راوۃ نسائی میں کوئی اور نہ تھا اگر اب عاجز آکر ہم سے پوچھنا ہو کہ تم نے ولید بن مسلم کیسے جانا اوّل تو بقانون مناظرہ جب آپ غاصب منصب ہیں ہم سے سوال کا محل نہیں اور استفادۃً پوچھو تو پہلے اپنی جزاف کا صاف صاف اعتراف کرو پھر شاگردی کیجئے تو ایک یہی کیا بعونہٖ تعالٰی بہت کچھ سکھادیں وہ قواعد بتادیں جس سے اسمائے مشترکہ میں اکثر جگہ تعین نکال سکو۔

**ثانیا:** بفرض غلط ابن قاسم ہی سہی پھر وہ بھی کب مستحقِ رد ہیں امام احمد نے اُن کی توثیق فرمائی، اُن سے روایت کی، محدثین کو حکم دیا کہ اُن سے حدیث لکھو۔ ابنِ عدی نے کہا: **اذا روی عن ثقة فلا باس بہ**[34] (وہ جب کسی ثقہ سے روایت کریں تو اُن میں کوئی عیب نہیں) اور ابن جابر کا ثقہ ہونا خود ظاہر۔

**ثالثا:** ذرا رواۃ صحیح بخاری ومسلم پر نظر ڈالے ہُوئے کہ اُن میں کتنوں عہ کی نسبت تقریب میں یہی صدوق

---

عـہ: مثلاً اسمٰعیل بن مجالد، اشهل بن حاتم، بشر بن عبیس، حارث بن عبید، حبیب بن ابی حبیب، حجاج بن ابی زینب، حسان بن ابرهیم، حسان بن حسان بصری، حسان بن عبداللہ کندی، حسن بن بشر بن سلم، حسن بن ذکوان ورمی بالقدر، خالد بن خداش، خالد بن عبدالرحمٰن السلمی، شریك بن عبداللہ بن ابی بر، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار، عبدالمجید بن عبدالعزیز، مسکین بن بکیر، معقل بن عبیداللہ وغیرهم ان سب پر وہی حکم صدوق یخطئ لگایا ہے خلیفة بن خیاط، عبداللہ بن عمر نمیری، عبدالرحمن بن حرملہ اسلمی، عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبید، یحیٰی بن ابی اسحٰق حضرمی وغیرهم صدوق ربما اخطأ ہیں، اب زیادہ کی بعض مثالیں لیجئے حجاج بن ارطاۃ صدوق کثیر الخطاء والتدلیس، شریك بن عبداللہ نخعی صدوق یخطئ کثیرا تغیر حفظه، صالح بن رستم المزنی صدوق کثیر الخطاء، عبداللہ بن صالح صدوق کثیر الغلط ثبت فی کتابه وکانت فیه غفلة، فلیح بن سلیمان صدوق کثیر الخطاء، مطر الوراق صدوق کثیر الخطاء وحدیثه عن عطاء ضعیف، نعیم بن حماد صدوق یخطئ کثیرا ۱۲ منه رضی اللہ تعالٰی عنه (م)

---

[34] الکامل لابن عدی فی ترجمۃ ولید ابن قاسم مطبوعہ المکتبۃ الاثریۃ سانگلہ ہل ۷/ ۲۵۴۵

**یخطئ** بلکہ اس سے زائد کہا ہے کیا قسم کھائے بیٹھے ہو کہ صحیحین کارَد ہی کر دوگے!

**رابعًا:** صحیح بخاری میں حسان بن حسان بصری سے روایت کی تقریب میں انہیں **صدوق یخطئ**[35] پھر حسان بن حسان واسطی کی نسبت لکھا **خلطه ابن مندة بالذی قبل فوهم ، وهذا ضعيف**[36] (ابن مندہ نے اسے پہلے کے ساتھ ملادیا ہے یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے۔ت) دیکھو صاف بتادیا کہ جسے صدوق یخطی کہا وہ ضعیف نہیں، مُلّاجی اپنی جہالت سے مردود واہیات گا رہے ہیں۔

**لطیفہ ۵:** حدیث صحیح نسائی وطحاوی وعیسٰی بن ابان بطریق عطاف عن نافع کو عطاف سے معلول کیا ف کہ وہ وہمی ہے کہا تقریب میں صدوق یھم۔

**اقول اوّلا:** عطاف کو امام احمد وامام ابن معین نے ثقہ کہا وکفی بھما قدوۃ میزان میں ان کی نسبت کوئی جرح مفسّر منقول نہیں۔

**ثانیًا:** کسی سے پڑھو کہ وہمی اور صدوق یھم میں کتنا فرق ہے۔

**ثالثًا:** صحیحین سے عداوت کہاں تک بڑھے گی تقریب ملاحظہ ہو کہ آپ کے وہم کے ایسے وہمی عـہ اُن میں کس قدر ہیں۔

**رابعًا:** بالفرض یہ سب رواۃ مطعون ہی سہی مگر جب بالیقین اُن میں کوئی بھی درجہ سقوط میں نہیں تو تعدّد طرق سے پھر حدیث حجت تامہ ہے **ولکن الوهابية قوم يجهلون** (لیکن وہابی جاہل لوگ ہیں۔ت)

---

عـہ: مثل ابرھیم بن یوسف بن اسحاق، اسامه بن زید اللیثی، اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن السدی، ایمن بن نابل، جابر بن عمرو، جبر بن نوف، حاتم بن اسمٰعیل، حرب بن ابی العالیه، حرمی بن عمارۃ، حزم بن ابی حزم، حسن بن الصباح، حسن بن فرات، حمید بن زیاد، ربیعه بن کلثوم، عبدالله بن عبدالله بن اویس وغیرھم سب صدوق یھم ہیں احوص بن جواب، حمزہ بن جیب زیات امام قراءت، معاذ بن ھشام، عاصم بن علی بن عاصم وغیرھم سب صدوق ربما وھم بلکہ عطاء بن ابی مسلم صدوق یھم کثیرا ۱۲ منه رضی الله تعالٰی عنه (م)

---

[35] تقریب التہذیب فی ترجمہ ابن حسان الواسطی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۶۸

[36] تقریب التہذیب فی ترجمہ ابن حسان الواسطی مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۶۸ ف، معیار الحق ص ۳۹۶

**لطیفہ ۶**: آپ کے امتحان علم کو پُوچھا جاتا ہے کہ روایت طحاوی حدثنا فھد ثنا الحمانی ثنا ابن المبارك عن اسامة بن زید اخبرنی نافع میں آپ نے کہاں سے معین کرلیا کہ یہ اُسامہ بن زید عدوی مدنی ضعیف الحافظ ہے، اسی طبقہ سے اسامہ بن زید لیثی مدنی بھی تو ہے کہ رجال صحیح مسلم و سُنن اربعہ وتعلیقات بخاری سے ہے جسے یحیٰی بن معین نے کہا: ثقہ [37] ہے۔ ثقہ صالح ہے ثقہ حجت ہے دونوں ایک طبقہ ایک شہر ایک نام کے ہیں اور دونوں نافع کے شاگرد، پھر منشاء تعیین کیا ہے اور آپ کی تو شاید اس سوال میں بھی وقت پڑے کہ کہاں سے مان لیا کہ یہ حمانی حافظ کبیر یحیٰی بن عبدالحمید صاحب مسند ہے جس کی جرح آپ نے نقل کی اور امام یحیٰی بن معین وغیرہ کا ثقہ اور ابن عدی کا ارجو انه لاباس [38] به (مجھے امید ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ت) اور ابن نمیر کا ھو اکبر من ھؤلاء کلھم، فاکتب عنه (وہ ان سب سے بڑا ہے، اس لئے میں اس سے حدیث لکھتا ہوں۔ت) کہنا چھوڑ دیا اسی طبقہ تاسعہ سے اُس کا والد عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بھی تو ہے کہ رجال صحیحین سے ہے اور دونوں حمانی کہلائے جاتے ہیں کمافی التقریب۔

**لطیفہ ۷**: روایات نسائی بطریق کثیر بن قار وندا عن سالم عن ابیہ میں جھُوٹ کو بھی کچھ گنجائش نہ ملی تو اُسے یوں کہہ کر ٹالا کہ وہ شاذ ہے ف اس لئے کہ مخالف ہے روایات شیخین وغیر ہماکے وہ ارجح ہیں سب سے بالاتفاق اور مقدم ہوتی ہیں سب پر جب کہ موافقت اور نسخ نہ بن سکے۔

**اقول اوّلا**: شیخین کا نام کس مُنہ سے لیتے اور اُن کی احادیث کو ارجح کہتے ہو یہ وہی شیخین تو ہیں جو محمد بن فضیل سے حدیثیں لاتے ہیں جسے تمہارے نزدیک رافضی کہا گیا اور حدیثوں کا پلٹ دینے والا اور موقوف کو مرفوع کردینے کا عادی تھا۔

**ثانیا ثالثا رابعا**: یہ وہی شیخین تو ہیں جن کے یہاں سب کے خلاف حدیثیں لانے والے حدیثوں میں خطا کرنے والے وہمی کئی درجن بھرے ہُوئے ہیں۔

**خامسًا**: مخالف شیخین کا دعوی محض باطل ہے جیسا کہ بعونہ تعالیٰ عنقریب ظاہر ہوتا ہے۔

**لطیفہ ۸**: اس حدیث جلیل صحیح کے رَد میں مُلّا جی نے جو جو چالاکیاں بیباکیاں برتیں اُن کا پردہ تو فاش ہوچکا، جابجا ثقات کو مجروح فرمایا، رواۃ بخاری ومسلم کو مردود ٹھہرایا، حدیث موصول کو معلق بنایا، متابعات سے آنکھیں بند کرلیں، نقلِ عبارت میں خیانتیں کیں، معانی میں تحریف کی راہیں لیں، راوی کو کچھ سے کچھ

---

[37] میزان الاعتدال ترجمہ اسامہ بن زید اللیثی ۷۰۵ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۷۴

[38] میزان الاعتدال ترجمہ یحیٰی بن عبدالحمید الحمانی ۹۵۶۷ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۳۹۲/۴، ف معیار الحق ص ۳۹۷

بنالیا، مشترک کو جزافاً معین کر دیا جہاں کچھ نہ بن پڑا مخالفتِ شیخین کا اعادہ کیا، اب خود حدیث صحیح بخاری شریف کو کیا کریں رجال بخاری کو رَد کر دینا اور بات تھی کہ عوام کو ان کی کیا خبر، مگر خود حدیث بخاری کا نام لیکر رَد کرنے میں سخت مشکل پیش نظر، لہٰذا یہ چال چلے کہ لاؤ اسے بزورِ زبان وزورِ بہتان اپنے موافق بنالیجئے اس لئے حدیث مذکور باب ھَل یوذن اویقیم کا ایک ٹکڑا جس میں وہ تین میل چل کر مغرب پڑھنے کا ذکر تھا اپنے ثبوت کی احادیث میں نقل کرکے فرمایا فیہ بات ادنٰی عاقل بھی جانتا ہے کہ بعد دخول وقت مغرب کے دو تین کوس مسافت چلیں تو اتنے میں شفق غائب ہو جاتی ہے اور وقت عشا کا داخل ہو جاتا ہے۔

**اوّلاً:** میل کا کوس بنایا کہ کچھ دیر بڑے دو[۲] میل کا تو سواہی کوس ہوا، اور تین ہی لیجئے جب بھی دو[۲] کوس پُورے نہیں پڑتے۔

**ثانیًا اقول:** فریبِ عوام کو چالاکی یہ کی کہ حدیث کا ترجمہ نہ کیا دو تین کوس مسافت چلیں لکھ دیا کہ جاہل سمجھیں غروب کے بعد پیادہ تین کوس چلے ہوں ترجمہ کرتے تو کھُلتا کہ سوار تھے اور کیسی سخت جلدی کی حالت میں تھے ہم نے حدیث ابوداؤد سے نقل کیا کہ اُنہوں نے اُس دن سہ[۳] منزلہ فرمایا تو صرف میل بھر یا اُس سے بھی کم چلنے کی دیر رہ گئی اگر پیادہ ہی چلئے تو اتنی دیر میں ہر گز وقتِ عشاء نہیں آتا تو حدیث سے مغرب کا وقت مغرب ہی میں پڑھنا پیدا تھا جسے صاف کا یا پلٹ کر دیا کہ معظّمہ اور اُس کے حوالی میں جن کا عرض مابین کا حہ ا۔لت حہ ہے غروبِ شمس سے انحطاط حہ (کچھ لکھنا ہے) تک ہر موسم میں ایک ساعت فلکیہ سے زیادہ وقت رہتا ہے اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف جتنے بڑھیے وقت بڑھتا جائے گا کما لایخفی علی العارف بالھیأۃ (جیسا کہ علمِ ہیئت جاننے والے پر ظاہر ہے۔ت) تو غروب سے گھنٹے بھر بعد بھی نمازِ مغرب وقت میں ممکن، آپ کے نزدیک جبکہ دو[۲] میل چلنے میں عشاء آجاتی ہے تو لازم کہ اتنی مسافت میں ایک گھنٹے سے زیادہ صرف ہونا واجب ہو، اور امام مالک مؤطا میں روایت فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ مدینہ طیبہ میں نمازِ جمعہ سے فارغ ہو کر سوار ہوئے اور موضع ملَل میں عصر کیلئے اُترے۔

| | |
|---|---|
| مالك عن عمروبن یحیٰی المازنی عن ابن ابی سلیط ان عثمٰن بن عفان صلی الجمعة بالمدینة وصلی العصر بملل[39]۔ | مالک، عمرو بن یحیٰی المازنی سے، وہ ابن سلیط سے راوی کہ عثمان ابن عفان نے جمعہ مدینہ میں پڑھا اور عصر مَلل میں۔(ت) |

ملَل مدینہ طیبہ سے سترہ[۱۷] میل ہے کمافی النھایة[40] (جیسا کہ نہایۃ میں ہے۔ت) بعض نے کہا اٹھارہ[۱۸] میل

---

39 مؤطا امام مالک وقوت الصلوٰۃ، وقت الجمعۃ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۶

40 النہایۃ لابن اثیر المیم مع اللام لفظ ملل مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ ریاض ۳۶۲/۴، ف۔ معیار الحق ص ۳۷۵

کماحکاہ الزرقانی (جیسا کہ زرقانی نے بیان کیا ہے۔ت) ابن وضاح نے کہا بائیس ۲۲ میل کمانقلہ ابن رشیق عن ابن وضاح (جیسا کہ ابن رشیق نے ابن وضاح سے نقل کیا ہے۔ت)[41]

بلکہ بعض نسخ مؤطا میں خود امام مالک سے اسی کی تصریح ہے قال مالک وبینھما اثنان وعشرون میلا (مالک نے کہا ہے کہ دونوں کے درمیان بائیس ۲۲ میل کا فاصلہ ہے۔ت) وہ سترہ ۱۷ ہی میل سہی آپ کے طور پر کوئی رات کے نو دس بجے تک عصر کا وقت رہا ہوگا کہ جمعہ پڑھنے سے آٹھ نو گھنٹے بعد امیر المومنین نے عصر ادا کی کہ مدینہ طیبہ اور اس کے حوالی میں جن کا عرض الہ حہ سے زائد نہیں مقدار نہار روز تحویل سرطان بھی صرف ح ت لح ؔ ہے کمالایخفی علی من یعلم استخراج طول النھار من عرض البلاد (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں ہے جو عرض بلاد سے دن کی لمبائی کا استخراج کرسکتا ہو۔ت)

**ثالثاً اقول:** اسی لئے خود آخر حدیث بخاری میں مذکور تھا کہ مغرب کے بعد کچھ دیر انتظار کرکے عشاء پڑھی اگر خود عشاء ہی کے وقت میں مغرب پڑھتے تو ایسی جلدی واضطراب شدید کی حالت میں اب عشاء کیلئے انتظار کس بات کا تھا یہ ٹکڑا حدیث کا ہضم کرگیا کہ بھرم کھُلتا۔

**رابعاً اقول:** آپ تو اسی بحث میں فرما چکے کہ تعلیقات حجت نہیں صحیح بخاری میں یہ ٹکڑا جو آپ اپنی سند بنا کر نقل کررہے ہیں تعلیقاً ہی مذکور تھا اصل حدیث بطریق حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزھری ذکر کی جس میں آپ کے اس مطلب کا کچھ پتا نہ تھا اس کے بعد یہ ٹکڑا تعلیقاً بڑھایا کہ وزاد اللیث قال حدثنی یونس عن ابن شھاب، اب تعلیق کیوں حجت ہوگئی، وہاں تو آخر حدیث کو ہضم کیا تھا یہاں اول کلام تناول فرمایا کہ اپنا عیب نہ ظاہر ہو۔

**خامساً اقول:** آپ تو راوی کو اس کے وہم وخطا بلکہ صرف اغراب پر رَد فرماتے ہیں اگرچہ رجال بخاری ومسلم سے ہو، اب یہ تعلیق کیونکر مقبول ہوگئی اس میں زہری سے راوی یونس بن یزید ہیں جنہیں اسی تقریب میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| ثقۃ الا ان فی روایتہ عن الزھری وھما قلیلا وفی غیرالزھری خطأ[42]۔ | ہیں تو ثقہ مگر زہری سے ان کی روایت میں کچھ وہم ہے اور غیر زہری سے روایت میں خطا۔ |

اثرم نے کہا: ضعف احمد امر یونس (امام احمد نے یونس کا کام ضعیف بتایا) امام ابن سعد

41 شرح الزرقانی علی المؤطا لامام مالک زیر حدیث مذکور مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۲۶/۱

42 تقریب التہذیب حرف الیاء مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۲۸۷

نے کہا: لیس بحجة (یونس قابل احتجاج نہیں) امام وکیع بن الجراح نے کہا: سیئ الحفظ (یونس کا حافظہ بُرا ہے) یوں ہی امام احمد نے ان کی کئی حدیثوں کو منکر بتایا کل ذلك فی المیزان [43] (یہ سب میزان میں ہے۔ت)

**تنبیہ:** یہ ہم نے آپ کا ظلم وتعصب ثابت کرنے کو آپ کی طرح کلام کیا ورنہ ہمارے نزدیک نہ تعلیق مطلقاً مردود نہ یونس ساقط نہ وہم وخطا جب تک فاحش نہ ہوں موجب رد نہ یہ حدیث بخاری اصلاً تمہارے موافق بلکہ صراحۃً ہمارے مؤید وباللہ التوفیق چند اوہام یا کُچھ خطائیں محدّث سے صادر ہونا نہ اُسے ضعیف کردیتا ہے نہ اُس کی حدیث کو مردود نہ وہ کہتے ہیں جو بالکل پاک صاف گزر گئے ہیں، یہ ہیں تمام محدثین کے امام الائمہ سفیٰن بن عیینہ جنھوں نے زہری سے روایت میں بیس۲۰ سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں مجھ میں اور علی بن مدینی میں مذاکرہ ہوا کہ زہری سے روایت میں ثابت تر کون ہے، علی نے کہا سفیٰن بن عیینہ، میں نے کہا امام مالک کہ ان کی خطا سفیٰن کی خطاؤں سے کم ہے قریب بیس۲۰ حدیثوں کے ہیں جن میں سفیٰن نے خطا کی پھر میں نے اٹھارہ گِنا دیں اور اُن سے کہا آپ مالک کی خطائیں بتائیں وہ دو تین حدیثیں لائے پھر جو میں نے خیال کیا تو سفیٰن نے بیس۲۰ سے زیادہ حدیثوں میں خطا کی ہے [44] ذکرہ فی المیزان (اسے میزان میں ذکر کیا گیا ہے۔ت) بااینہمہ امام سفیٰن کے ثقہ ثبت حجت ہونے پر علمائے اُمت کا اجماع ہے۔

**لطیفہ ۹:** مُلّاجی کی یہ ساری کارگزاریاں حیاداریاں حدیث صحیح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے متعلق تھیں حدیث ام المؤمنین صدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا مروی امام طحاوی ونیز امام احمد وابن ابی شیبہ استاذان بخاری ومسلم کے رَد کو پھر وہی معمولی شگوفہ چھوڑا کہ ایک راوی اس کا مغیرہ بن زیادہ موصلی ہے اور یہ مجروح ہے کہ وہمی تھا قالہ الحافظ التقریب۔

**اقول اوّلا:** تقریب میں صدوق کہا تھا وہ صندوق میں رہا۔

**ثانیا:** وہی اپنی وہمی نزاکت کہ لہ اوھام کو وہمی کہنا سمجھ لیا۔

**ثالثا:** وہی صحیحین سے پُرانی عداوت تقریب دُور نہیں دیکھئے تو کتنے رجال عـــہ بخاری ومسلم کو یہی صدوق لہ

---

عـــہ: صدوق یھم وصدوق ربما وھم کی بکثرت مثالیں اوپر گزرچکیں مگر باتباع لفظ خاص امثلہ سُنیے احمد بن بشیر، حسن بن خلف، خالد بن یزید بن زیاد، (باقی برصفحہ آئندہ)

---

[43] میزان الاعتدال حرف الیاء ۹۹۲۴ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۴۸۴

[44] میزان الاعتدال ترجمہ سفیان بن عیینہ ۳۳۲۷ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۱۷۰

ف معیار الحق ص ۴۰۱

**اوھام** (سچّا ہے، اس کے اوہام ہیں ت) کہا ہے۔

**رابعا:** مغیرہ رجال سنن اربعہ سے ہے امام ابن معین وامام نسائی دونوں صاحبوں نے بآں تشدد شدید فرمایا: **لیس بہ باس** (اس میں کوئی بُرائی نہیں) زاد یحیٰی لہ حدیث واحد منکر (اُس کی صرف ایک حدیث منکر ہے) لاجرم وکیع نے ثقہ، ابوداؤد نے صالح، ابن عدی نے **عندی لاباس بہ**[45] (میرے نزدیک اس میں کوئی نقص نہیں ہے۔ت) کہا تو اس کی حدیث حسن ہونے میں کلام نہیں اگرچہ درجہ صحاح پر بالغ نہ ہو جس کے سبب نسائی نے لیس بالقوی (اُس درجے کا قوی نہیں ہے۔ت) ابواحمد حاکم نے **لیس بمتین عندھم**[46] (اس درجے کا متین نہیں ہے ان کے نزدیک۔ت) کہا لا **انہ لیس بقوی لیس بمتین وشتان مابین العبارتین** (نہ یہ کہ سرے سے قوی اور متین نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں بہت فرق ہے۔ت) حافظ نے ثقہ سے درجہ صدوق میں رکھا اس قسم کے رجال اسانید صحیحین میں صدہا ہیں۔

**لطیفہ ۱۰:** حدیث مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم مروی سنن ابی داؤد کے رد کو طرفہ تماشا کیا مسند ابی داؤد میں یوں تھا:

**قال اخبرنی عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب عن ابیہ عن جدہ ان علیا کان اذاسافر الحدیث**[47]۔

جس کا صاف صریح حاصل یہ تھا کہ عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی اپنے والد محمد سے راوی ہیں اور وہ ان کے دادا یعنی اپنے والد عمر سے کہ ان کے والد ماجد مولٰی علی نے جمع صوری خود بھی کی اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

رباح بن ابی معروف، ربیع بن انس ورمی بالتشیع، ربیع بن یحیٰی، ربعیہ بن عثمان، زکریا بن یحیٰی بن عمر، سعید بن زید بن درھم، سعید بن عبدالرحمٰن جمحی، شجاع بن الولید، مسلمہ بن علقمہ، مصعب بن المقدام، معاویہ بن صالح، معاویہ بن ہشام، ہشام بن حجیر، ہشام بن سعد ورمی بالتشیع اور ان کے سوا اور کہ سب صدوق لہ اوھام ہیں احمد بن ابی الطیب وغیرہ صدوق لہ اغلاط ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

---

[45] میزان الاعتدال ترجمہ مغیرہ بن زیاد موصلی ۸۷۰۹ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۶۰/۴

[46] میزان الاعتدال ترجمہ مغیرہ بن زیاد موصلی ۸۷۰۹ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۶۰/۴

[47] سنن ابی داؤد باب یتیم المسافر مطبوعہ آفتاب عالم پریس۔لاہور ۱۷۳/۱

سے بھی روایت فرمائی۔ ابیہ اور جدّہ دونوں ضمیریں عبداللہ کی طرف تھیں حضرت نے بزور زبان ایک ضمیر عبداللہ دوسری محمد کی طرف قرار دے کر یہ معنی ٹھہرائے [48] کہ عبداللہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ محمد سے اور وہ محمد اپنے دادا علی سے۔ اور اب اس پر اعتراض جڑ دیا کہ محمد کو اپنے دادا علی سے ملاقات نہیں تو مرسل ہُوئی اور مرسل حجت نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ مرسل ہمارے اور جمہور ائمہ کے نزدیک حجت ہے ایمان سے کہنا کہ ان ڈھٹائیوں سے صحیح وثابت حدیثوں کو رَد کرنا کون سی دیانت ہے، میں کہتا ہوں آپ نے ناحق اتنی محنت بھی کی اور حدیث متصل کو صرف مرسل بنایا حدیثوں کو رَد کرنا کون سی دیانت ہے، میں کہتا ہوں آپ نے ناحق اتنی محنت بھی کی اور حدیث متصل کو صرف مرسل بنایا حیاودیانت کی ایک ادنٰی جھلک میں بھی باطل و موضوع ہوئی جاتی تھی اور بات بھی مدلل ہوتی کہ ضمیر اقرب کی طرف پھرتی ہے اور ابیہ سے اقرب ابوطالب اور جدّہ سے اقرب ابیہ تو معنی یوں کہے ہوتے کہ عبداللہ نے روایت کی ابوطالب کے باپ حضرت عبدالمطلب سے اور عبدالمطلب نے اپنے دادا عبد مناف سے کہ مولا علی نے جمع صوری کی، اب ارسال بھی دیکھئے کتنا بڑھ گیا کہ مولا علی کے پرپوتے مولا علی کے دادا سے روایت کریں اور حدیث صراحۃً موضوع بھی ہو گئی کہ کہاں عبدالمطلب وعبد مناف اور کہاں مولٰی علی سے روایت حدیث مفید احناف **ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔**

مسلمانو! دیکھا یہ عمل بالحدیث کا جھوٹا دعوی کرنے والے جب صحیح حدیثوں کے رد کرنے پر آتے ہیں تو ایسی ایسی بددیانتیوں بے غیرتیوں بیباکیوں چالاکیوں سے صحیح بخاری کو بھی پسِ پشت ڈال کر ایک ہانک بولتے ہیں کہ سب واہیات اور مردود [49] ہیں **انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔**

**افادہ ثانیہ:** احادیث وطرق پر نظرِ انصاف فرمایئے تو ارادہ جمع صوری پر متعدد قرائن پایئے مثلاً:

**(۱)** یہ کہ احادیث جمع بین الصلاتین کے راویوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کماسیأتی فی الحدیث التاسع من الافادۃ الرابعۃ (جیسا کہ افادہ رابعہ کی نویں حدیث میں آرہا ہے۔ت) حالانکہ یہی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے عرفات ومزدلفہ کے سوا کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو نمازیں جمع فرمائی ہوں **کماسیأتی تحقیقہ فی الفصل الرابع ان شاء اللہ تعالٰی** (اس کی تحقیق اِن شاء اللہ تعالٰی چوتھی فصل میں آئے گی۔ت) تو ضرور ہے کہ روایت جمع سے جمع صوری مراد ہو۔

**(۲) اقول:** خود حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی جمع کرنا مروی ہوا حالانکہ ان کا مذہب معلوم کہ جمع حقیقی کو منسک حج کے سوا ناجائز جانتے۔

**(۳) اقول:** مُلّاجی نے اُن پندرہ [۱۵] صحابیوں میں جن کی نسبت دعوی کیا کہ انہوں نے جمع بین الصلاتین

---

[48] ف ا معیار الحق ص ۴۰۰، ۴۰۱

[49] ف ۲ معیار الحق ص ۳۹۶

حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کی سعد بن ابی وقاس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی گِنا حالانکہ اُن کا بھی مذہب وہی منع جمع ہے ان دونوں صحابی جلیل الشان کا یہ مذہب ہونا خود امام شافعی المذہب امام ابوالعزیز یوسف بن رافع اسدی حلبی شہیر با بن شداد متوفی ۶۳۱ھ نے کتاب دلائل الاحکام میں ذکر فرمایا:

| | |
|---|---|
| کمافی عمدۃ القاری للامام البدر العینی عن التلویح شرح الجماع الصحیح للامام علاء الدین المغلطائی عن دلائل الاحکام لابن شداد۔ | جیسے کہ امام بدرالدین عینی نے تلویح سے نقل کیا جو کہ امام علاء الدین المغلطائی کی کتاب الجامع الصحیح کی شرح ہے اور انہوں نے ابن شداد کی (کتاب) دلائل الاحکام سے نقل کیا ہے۔(ت) |

تو مراد وہی جمع صوری ہوگی جیسا کہ خود اُن کے فعل سے مروی ہوا کماتقدم فی الحدیث الرابع (جیسا کہ حدیث ۴ میں گزرا۔ت)

**(۴) اقول:** بہت زور شور سے جمع کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما گنے جاتے ہیں وسیأتی بعض روایاتہ فی الحدیث الاول والباقی فی الفصل الثالث اِن شاء اللہ تعالٰی (عنقریب حدیث اول کے تحت ان سے بعض مرویات کا ذکر آئے گا اور بقیہ کا ذکر فصل ثالث میں آئے گا اِن شاء اللہ تعالٰی۔ت) حالانکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مغرب وعشا کو سفر میں ایک بار کے سوا کبھی جمع نہ فرمایا کماسیأتی فی اٰخر الفصل الرابع اِن شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ چوتھی فصل کے آخر میں آرہا ہے اِن شاء اللہ تعالٰی۔ت) ظاہر ہے کہ وہ بار حجۃ الوداع کی شب مزدلفہ تھی تو ضرور وہی جمع صوری منظور جیسا کہ اُن کی روایاتِ صحیحہ نے واضح کردیا جس کا بسط حدیث اوّل میں گزرا۔

**(۵) اقول:** لُطف یہ کہ ان عبداللہ بن عمر سے قصہ صفیہ بنت ابی عبید میں عشائین کا جمع جو مروی ہوا اُس کے جمع حقیقی ہونے پر بہت زور دیا جاتا ہے حالانکہ خود اُن کے صاحبزادے سالم کو اُس شب بھی اُن کے ہمراہ تھے صراحۃً فرماچکے کہ حضرت عبداللہ نے مزدلفہ کے سوا کبھی جمع نہ کی جیسا کہ حدیث نسائی سے گزرا اور سالم کا اُس رات ساتھ ہونا وہیں حدیث بخاری سے ظاہر ہوچکا قلت لہ: الصلاۃ، قال: سر الحدیث[50] (میں نے ان سے نماز کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے فرمایا: سفر جاری رکھو۔الحدیث۔ت) تو قطعًا یقینا جمع صوری ہی مراد ہے لاجرم روایات مفسرہ نے تصریح فرمادی یہ نکتہ یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہٖ تعالٰی بہت سے خیالات مخالفین کا علاج کافی ہوگا۔

[50] صحیح البخاری باب یصلی المغرب ثلثافی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۸

**(٦)** رواۃ جمع میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی ہیں کمایأتی فی الحدیث الثانی (جیسا کہ دوسری حدیث میں آرہا ہے۔ت) اور ان کی حدیث اِن شاء اللہ آخر رسالہ میں آئے گی کہ دوسری نماز کا وقت آنے سے پہلی فوت ہو جاتی ہے۔

**(٧)** یوں ہی حضرت ابُوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ راوی جمع ہیں کمایجیئ فی الحدیث الخامس (جیسا کہ پانچویں حدیث میں آئے گا۔ت) اور ان کی حدیث بھی بمشیۃ اللہ تعالٰی آنے والی ہے کہ نماز میں تفریط یہ ہے کہ دوسری کا وقت آنے تک پہلی کی تاخیر کرے افاد ھذین الامام الطحاوی فی شرح معانی الاٰثار (یہ دونوں فائدے امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں بیان کئے۔ت)

**افادہ ثالثہ:** اب کہ ملّاجی نے پیٹ بھر کر رَدِ احادیث سے فراغت پائی عقل پر عنایت کی باری آئی فرماتے ہیں: [ف]

جمع صوری سفر میں ازراہ عقل کے بھی واہی ہے کہ جمع رخصت ہے اور جمع صوری مصیبت کہ آخر جز اور اوّل جز نماز کا پہچاننا اکثر خواص کو نہیں ممکن چہ جائے عوام۔

**اقول:** ملّاجی بیچارے جو شامتِ ایام سے مقابلہ شیران حنفیّہ میں آپھنسے وہ چوکڑی بھُولے ہیں کہ اپنی اجتہادی آزادی بھی یاد نہیں یا تو وہ جوش تھے کہ ابوحنیفہ وشافعی کی تقلید حرام بدعت شرک یا اب جابجا ایک ایک مقلد مالکی شافعی کے ٹھیٹ مقلد بنے ہیں رطب یابس جہاں جو کچھ کلام کسی مقلد کا مل جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی پوچ اور ضعیف ہو اللہ بسم اللہ کہہ کر اُسے آنکھوں سے لگاتے سرپر رکھتے بے سمجھے بُوجھے ایمان لے آتے ہیں یہ اعتراض بھی حضرت نے بعض مالکیہ وشافعیہ کی تقلید جامد کے صدقہ میں پایا ہے مگر شوخ چشمی یہ کہ علمائے حنفیّہ جو طرح طرح اس کی دھجیاں اُڑاچکے اُن سے ایک کان گونگا ایک بہرا کرلیا اور پھر اسی رَد شدہ بات باطل و بے ثبات کو پیش کردیا بہادری تو جب تھی کہ اُن قاہر جوابوں کے جواب دیتے پھر واہی تباہی جو چاہتے فرمالیتے خیر اب بعض جوابات مع تازہ افاضات لیجئے وباللہ التوفیق۔

**اوّلاً:** اللہ عزوجل نے نماز خواص وعوام سب پر یکساں فرض کی اور اُس کے لئے اوقات مقرر فرمائے اور اُن کے لئے اول وآخر بتائے اور ان پر واضح وعام فہم نشان بنائے کہ اُن کا ادراک ہر خاص وعام کو آسان ہو جائے ہمارے دین میں کوئی تنگی نہ رکھی اور ہم پر کسی طرح دشواری نہ چاہی ماجعل علیکم فی الدین من حرج۔ یُرِیْدُاللہُ بِکُمُ الْیُسْرَ۔۔۔۔۔[51] (اس نے دین کے معاملہ میں تم پر تنگی نہیں فرمائی، اللہ تعالٰی

---

[51] القرآن ۲/۱۸۵

ف معیار الحق ص ۴۰۱،

تم پر آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا۔ت) تو ہر وقت کے اول وآخر شرعی کا پہچاننا خواص وعوام سب کو آسان خصوصًا سفر میں جہاں اُفق سامنے اور صاف میدان جو نہ سیکھے یا توجہ نہ کرے الزام اُس پر ہے نہ شرع مطہر پر، ہاں فصل مشترک حقیقی کہ آنِ واحد وجزء لایتجزی ہے اُس کا علم بے طرق مخصوصہ انبیاء واولیاء عامہ بشر کی طاقت سے وراء ہے مگر نہ اس کے ادراک کی تکلیف نہ اس پر جمع صوری کی توقیف۔

**ثانیًا اقول:** اول وآخر کا پہچاننا تو شاید تم بھی فرض جانتے ہو کہ تقدیم وتاخیر بے عذر بالاجماع مبطل وحرام ہے کیا اللہ عزوجل نے امر محال کی تکلیف دی۔۔ اللہُ۔۔لَاوُ۔۔[52] (اللہ تعالٰی کسی کو اس بات کا حکم نہیں دیتا جو اس کی طاقت میں نہ ہو۔ت) **فافھم۔**

**ثالثًا اقول:** تحقیق تام یہ ہے کہ اوقات متصلہ میں عامہ کے لئے پانچ حالتیں ہیں: وقتِ اوّل پر یقین، اُس پر ظن، دونوں میں شک، آخر کا ظن، اُس کا یقین، فقہیات میں ظن ملتحق بیقین ہے اور یقین شک سے زائل نہیں ہوتا تو بین الوقتین حکمًا بھی اصلًا فاصل نہیں مسئلہ تسحر ومسئلہ صلاۃ الفجر فی آخر الوقت وغیرہما میں تصریحاتِ علما دیکھیے۔

**رابعًا اقول:** کس نے کہا کہ جمع صوری میں وصل حقیقی بے فصل آنی لازم ہے حدیث مذکور ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ بروایت صحیح بخاری وحدیث امیر المؤمنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم بروایت ابی داؤد دیکھیے مصطفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رحمت پر نثار حضور نے عوام ہی کے ارشاد کو یہ طرز ملحوظ رکھی کہ مغرب آخر شفق میں پڑھ کر قدرے انتظار فرمایا پھر عشا پڑھی یا بین الصلاتین کھانا ملاحظہ فرمایا اور لطف الٰہی یہ کہ تمام احادیث جمع میں اگر منقول ہے تو حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا فعل۔ اُس کے ساتھ اُمت کو بھی ارشاد کہ جسے ضرورت ہو ایسا ہی کرلے اسی حدیث ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما میں ہے جس میں بروایت صحیح بخاری ثابت کہ دو۲ نمازوں کے بیچ میں قدر انتظار فرمایا تو آپ کے جہل کا خود رخصت عطا فرمانے والے رؤف رحیم خبیر علیم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لحاظ کرلیا تھا مگر افسوس کہ اب بھی آپ شکایت اور رحمت کا نام معاذاللہ مصیبت ہے ہر عاقل جانتا ہے کہ مسافر کو بار بار اُترنے چڑھنے وضو نماز کا جُدا جُدا سامان کرنے سے یہ بہت آسان ہے کہ ایک بار اُتر کر دفعۃً دونوں نمازوں سے فارغ ہولے اول قریب آخر پڑھے اور ایک لطیف انتظار کے بعد آکر اپنے اول میں اس کا انکار صریح مکابرہ ہے ہاں یہ کہئے کہ وقت گزار کر پڑھنے کی اجازت ملے تو اور آسانی ہے۔

---

[52] القرآن ۲/۲۸۶

**اقول:** دن ٹال کر گھر پہنچ کر اکٹھی پڑھ لینے کی رخصت ہو تو اور آسانی ہے اور بالکل معاف ہو جائے تو پُوری چھٹی رخصت میں آسانی درکار ہے پُوری آسانی کس نے مانی!

**خامسًا:** احمد بخاری مسلم ابوداؤد ونسائی طحاوی وغیرہم بطریق عمرو بن دینار عن جابر بن زید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

| | |
|---|---|
| وھذا لفظ مسلم، قال: صلیت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا، قلت: یاابا الشعثاء! اظنه اخر الظھر وعجل العصر، واخر المغرب وعجل العشاء، قال: وانا اظن ذلك[53]۔ | اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں، کہا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ اکٹھی آٹھ رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور اکٹھی سات رکعتیں بھی۔اس حدیث کا راوی کہتا ہے کہ میں نے کہا "اے ابوالشعثاء! میرا خیال ہے کہ انہوں نے ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھا ہوگا"۔ابوالشعثاء نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے"۔(ت) |

مالک احمد، مسلم، ابوداؤد ترمذی نسائی طحاوی وغیرہم اُسی جناب سے بطرق شتی والفاظ عدیدہ راوی:

| | |
|---|---|
| وھذا حدیث مسلم بطریق زھیرنا ابوالزبیر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم الظھر والعصر جمیعا بالمدینة فی غیر خوف ولاسفر، قال ابوالزبیر: فسألت سعیدا لم فعل ذلک؟ فقال: سألت ابن عباس کماسألتنی، فقال: اراد ان لایحرج احد من اُمته[54]۔ | اور یہ حدیث مسلم کی بواسطہ ابوالزبیر ہے کہ ہم سے بیان کیا سعید ابن جبیر نے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بغیر کسی خوف اور سفر کے مدینہ میں ظہر اور عصر اکٹھی پڑھیں، ابوالزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پُوچھا کہ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا؟ تو انہوں نے کہا کہ جس طرح تم نے مجھ سے پوچھا ہے اسی طرح میں نے ابن عباس سے پُوچھا تھا تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ چاہتے تھے کہ آپ کی اُمت پر کوئی تنگی نہ ہو۔(ت) |

53 الصحیح لمسلم جواز الجمع بین الصلٰوتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۶

54 الصحیح لمسلم جواز الجمع بین الصلٰوتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۶

| | |
|---|---|
| وفی اخری لہ وللترمذی بطریق جیب ابن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس،قال: جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین الظھر والعصر،وبین المغرب والعشاء بالمدینۃ فی غیر خوف ولامطر [55]۔وللطحاوی عن صالح مولی التوأمہ عن ابن عباس،فی غیر سفر ولامطر [56]۔وفی لفظ للنسائی اخبرنا قتیبۃ ثنا سفیٰن عن عمر وعن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: صلیت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالمدینۃ،ثمانیا جمیعا وسبعا جمیعا،اخر الظھر وعجل العصر،واخر المغرب وعجل العشاء [57]۔وفی لفظ لہ عن عمرو بن ھرم عن جابر بن زید عن ابن عباس انہ صلی بالبصرۃ،الاولی والعصر،لیس بینھما شیئ،والمغرب والعشاء،لیس بینھما شیئ،فعل ذلك من شغل۔ | مسلم نے ایک اور روایت میں اور ترمذی نے بواسطہ جیب ابن ابی ثابت،سعید ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بغیر کسی خوف اور بارش کے مدینہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔(ت) اور طحاوی نے صالح مولی التوامہ کے واسطے سے ابن عباس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں"بغیر سفر اور بارش کے"۔(ت) اور نسائی کے الفاظ یوں ہیں: خبر دی ہمیں قتیبہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے سفیٰن نے عمرو سے،اس نے جابر سے کہ ابن عباس نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں اکٹھی آٹھ رکعتیں بھی پڑھی ہیں اور سات رکعتیں بھی،آپ نے ظہر کو مؤخر کیا تھا اور عصر میں جلدی کی تھی،اسی طرح مغرب کو مؤخر کیا تھا اور عشاء میں جلدی کی تھی۔(ت) نسائی کی اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ عمرو ابن ہرم،جابر ابن زید سے راوی ہیں کہ ابن عباس نے بصرہ میں ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھا،ان کے درمیان کوئی شَے حائل نہ تھی،اور مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھا ان کے درمیان کوئی شیئ حائل نہ تھی۔اس طرح |

[55] جامع الترمذی ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ امین کمپنی اردو بازار دہلی ۱/۲۶

[56] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوٰتین کیف ہو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

[57] سنن النسائی کتاب المواقیت مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۹

| | |
|---|---|
| وزعم ابن عباس انه صلی مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالمدینة الاولی والعصر، ثمان سجدات لیس بینهما شیئ [58]۔ ولمسلم بطریق الزبیر بن الخرّیت عن عبدالله بن شقیق ان التاخیر کان لاجل خطبة خطبها [59]۔ | انہوں نے ایک مصروفیت کی وجہ سے کیا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ بھی ظہر وعصر اکٹھی پڑھی تھیں یہ آٹھ رکعتیں تھیں اور ان دو کے درمیان اور کوئی شے نہ تھی۔ مسلم نے زبیر ابن خرّیت کے واسطہ سے عبداللہ ابن شقیق سے روایت کی کہ یہ تاخیر ایک خطبہ دینے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ |
| وله بطریق عمران بن حُدیر عن عبدالله المذکور عن ابن عباس، فی القصة، قال: کنا نجمع بین الصلاتین علی عهد رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم [60]۔ وللطحاوی من هذا الوجه، قدکان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ربما جمع بینهما بالمدینة [61]۔ | اور مسلم نے بطریقہ عمران ابن حدیر، عبداللہ ابن شقیق سے روایت کی ہے کہ ابن عباس نے مذکورہ واقعے میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے زمانے میں ہم دو۲ نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ اور طحاوی اسی سند سے ناقل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہا دو نمازوں کو مدینہ میں اکٹھا پڑھا۔ (ت) |

ان روایاتِ صحاح سے واضح کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسی حالت میں کہ نہ خوف تھا نہ سفر نہ مرض نہ مطر محض بلاعذر خاص مدینہ طیبہ میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا بجماعت جمع فرمائیں سفر وخطر ومطر کی نفی تو خود احادیث میں مذکور اور مرض بلکہ ہر عذر ملجی کی نفی سوق بیان سے صاف مستفاد معہذا جب نمازیں جماعت سے تھیں تو سب کا مریض ومعذور ہونا مستبعد پھر راوی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اسی بناء پر صرف طول خطبہ کے سبب تاخیر مغرب واستناد بجمع مذکور انتفائے اعذار پر صریح دلیل حالانکہ مقیم کیلئے

58 سنن النسائی کتاب المواقیت مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۶۹/۱
59 صحیح لمسلم جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۱
60 صحیح لمسلم جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۱
61 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوٰتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۱/۱

بے عذر جمع وقتی ملّاجی بھی حرام جانتے ہیں، حدیثِ مسلم **انما التفریط علی من لم یصل الصلاۃ حتی یجیئ وقت الصلاۃ الاخری**[62] گناہ اس پر ہے جو نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہوجائے۔ت) کے جواب میں کیا فرمائیں گے [ف۱] یہ حدیث اُسی شخص کے حق میں ہے کہ بلاعذر نماز میں تاخیر کرے۔ حدیث امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ **ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر**[63] (ایک وقت میں دو۲ نمازوں کو جمع کرنا کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔ت) کے جواب میں کہہ چکے ہیں [ف۲] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جمع بین الصلاتین سے منع کرنا حالتِ اقامت میں بلاعذر تھا جیسا کہ شاہد ہے اس تاویل پر اتفاق جمہور صحابہ و من بعدہم کا اوپر عدم جواز بلاعذر کے، تو اس حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما میں جمع فعلی مراد لینے سے چارہ نہیں اور خود ملّاجی نے امام ابنِ حجر شافعی اور اُن کے توسط سے امام قرطبی وامام الحرمین وابن الماجشون وابن سید الناس وغیرہم سے یہاں ارادہ جمع فعلی کی تقویت وترجیح نقل کی معہذا قطع نظر اس سے کہ روایت صحیحین میں حضرت ابن عباس کے تلامذہ وراویانِ حدیث جابر بن زید وعمرو بن دینار نے ظنًّا حدیث کا یہی محمل مانا **قال ابن سید الناس: وراوی الحدیث ادری بالمراد من غیرہ** (ابن سید الناس نے کہا ہے کہ حدیث کا راوی، دوسرے شخص کی نسبت حدیث کی مراد سے زیادہ آگاہ ہوتا ہے۔ت) روایت نسائی میں خود ابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اس جمع کے جمع فعلی ہونے کی تصریح فرمادی کہ ظہر ومغرب میں دیر کی اور عصر وعشاء میں جلدی یہ خاص جمع صوری ہے اب کسی کو محل سخن نہ رہا تمہارے امام شوکانی غیر مقلد نے نیل الاوطار میں کہا:

| | |
|---|---|
| **مما یدل علی تعین حمل حدیث الباب علی الجمع الصوری، ما اخرجه النسائی عن ابن عباس (وذکر لفظه قال) فهذا ابن عباس، راوی حدیث الباب، قد صرح بان ما رواہ من الجمع المذکور هو الجمع الصوری**[64]۔ | جو چیزیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ اس باب سے متعلق حدیث کا جمع صوری پر حمل کرنا متعین ہے، ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو نسائی نے ابن عباس سے نقل کی ہے (اس کے بعد شوکانی نے مذکورہ روایت بیان کی ہے اور کہا ہے) یہ ابن عباس، جو اس موضوع سے متعلق حدیث کے (اولین) راوی ہیں خود تصریح کررہے ہیں کہ انہوں نے جمع بین الصلاتین کی جو روایت بیان کی ہے اس سے مراد جمع صوری ہے۔ت) |

---

[62] الصحیح لمسلم باب قضاء الصلٰوۃ الفائتۃ الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۳۹

[63] موطا امام محمد باب الجمع بین الصلٰوتین فی السفر والمطر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۷۹

[64] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار باب جمع المقیم لمطر اوغیرہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ص ۱۳۲

ف۱ معیار الحق ص ۴۱۷ ف۲ معیار الحق ص ۴۰۰

شوکانی نے اس ارادہ کے اور چند مؤیدات بھی بیان کیے اور انکار جمع صوری اور آپ کے زعم باطل مصیبت کی اپنی بساط بھر خوب خوب خبریں لی ہیں جی میں آئے تو ملاحظہ کر لیجئے بالجملہ شک نہیں کہ حدیث میں مراد صوری ہے اب اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی تصریح موجود ہے کہ جمع حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنظرِ رحمت وآسانی اُمّت کی تھی، مُلّا جی! اب اپنی مصیبت کی خبریں کہئے۔ **سادسًا:** عجب تر یہ کہ یہی صاحب جنہوں نے جمع صوری کو باعثِ مشقت ومنافی رخصت مانا خود اسی حدیثِ ابن عباس کو جمع صوری سے تاویل کر گئے کما افاد الامام الزیلعی وغیرہ (جیسا کہ امام زیلعی وغیرہ نے اس کا افادہ کیا ہے۔ت) یہ صریح منافقت ہے۔ **اقول:** مُلّا جی تو تقلید جامد کا جامہ پہنے بیٹھے ہیں اس تناقض میں بھی تقلید کر گئے حدیث طبرانی مفید جمع صوری کہ عنقریب آتی ہے حضرت اس کے جواب میں اَن کہی بولتے[ف۱] ہیں کہ اس میں کیفیت اُس جمع کی ہے جو حالتِ قیام میں بلاعذر آنحضرت[عہ۱] نے جمع کی تھی جیسا کہ روایت میں ابن عباس کی ہے کہ آنحضرت[عہ۲] صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حالت قیام میں مدینہ میں جمع صوری کی تھی۔ مُلّا جی! ذرا آنکھ ملا کر بات کیجئے اب وہ مصیبت رحمت ورافت کیونکر ہو گئی۔ **سابعًا:** حدیث حمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا مروی احمد وابوداؤد وترمذی جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے زنان مستحاضہ کے لئے جمع صوری پسند فرمائی ہے مُلّا جی کو وہاں بھی یہی عذر معمولی پیش آیا[ف۲] کہ وہ مقیم تھی پس مقیم پر مسافر کی نماز کو قیاس مع الفارق ہے۔ **اقول:** مُلّا جی جمع صوری تو عوام کیا اکثر خواص کو بھی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن تھی وہ بھی سفر کے کُھلے میدانوں میں، اب کیا دُنیا پلٹی کہ پردہ نشین زنان[عہ۳] ناقصات العقل کے لئے گھر کی چار دیواریوں میں ممکن ہو گئی۔ **ثامنًا:** عبدالرزاق مصنّف میں بطریق عمرو بن شعیب راوی:

| | |
|---|---|
| قال، قال عبداللّٰہ: جمع لنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مقیما غیر مسافر، بین الظھر والعصر، والمغرب، والعشاء، فقال رجل لابن عمر: لم تری النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فعل ذلك؟ | اس نے کہا عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمارے لئے دو۲ نمازوں کو جمع کیا جبکہ آپ مقیم تھے، مسافر نہ تھے۔ یعنی ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو۔ ایک آدمی نے ابن عمر سے پُوچھا کہ آپ کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ |

---

عہ۱ و عہ۲ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ (م)

عہ۳ یعنی یہ حکم اب بھی ہر مستحاضہ کیلئے ہے تو ثابت ہوا کہ پردہ نشین زنان ناقصات العقل کو جمع صوری میسر ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

ف۱: معیار الحق ص ۴۰۰، ف۲: معیار الحق ص ۴۱۸

| | |
|---|---|
| قال لان لاتحرج امته.ان جمع رجل [65]۔ | علیہ وسلم نے اس طرح کیوں کیا تھا؟ توانہوں نے جواب دیا تاکہ امت پر تنگی نہ ہو، اگر کوئی شخص جمع کرلے۔(ت) |

ابن جریر اس جناب سے بایں لفظ راوی:

| | |
|---|---|
| خرج علینا رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم .فکان یؤخر الظهر ویعجل العصر فیجمع بینهما،ویؤخر المغرب ویعجل العشاء فیجمع بینهما [66]۔ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر جلوہ فرماہُوئے توآپ ظہر میں تاخیر کرکے اور عصر میں تعجیل کرکے دونوں کو جمع کرلیتے تھے،اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشاء میں تعجیل کرکے دونوں کو اکٹھاپڑھ لیتے تھے۔(ت) |

نیز ابن جریر کی دُوسری روایت میں اُسی جناب سے یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اذا بادر احدکم الحاجة فشاء ان یؤخر المغرب ویعجل العشاء ثم یصلیهما جمیعا فعل [67]۔ | اگر تم میں سے کسی کو کسی ضرورت کی بناپر جلدی ہو اور وہ چاہے کہ مغرب کو مؤخر کرکے اور عشاء میں جلدی کرکے دونوں کو یکجاپڑھ لے،توایسا کرلے۔(ت) |

ان حدیثوں سے بھی ظاہر کہ جمع صوری میں بے شک آسانی ورحمت اور وقت حاجت عام لوگوں کو اس کی اجازت۔

**تاسعا:** عبدالرزاق صفوان بن سلیم سے راوی قال جمع عمر بن الخطاب بین الظهر والعصر في یوم مطیر [68]۔یعنی امیرالمؤمنین فاروق اعظم نے مینہ کے سبب ظہر وعصر جمع کی۔

**اقول:** ظاہر ہے کہ امیرالمؤمنین کے نزدیک جمع وقتی حرام وگناہِ کبیرہ ہے جس کا بیان اِن شاء اللہ المنان فصل چہارم میں آتا ہے لاجرم جمع صوری فرمائی۔**عاشرًا:** طبرانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء یؤخر هذه فی اٰخر وقتها ویعجل هذه فی اوّل | حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مغرب وعشاء کو جمع فرماتے، مغرب کو اس کے آخر وقت میں پڑھتے اور عشاء کو اس کے اوّل |

65 مصنّف ابی بکر عبدالرزاق حدیث ۴۴۳۷ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۵۵۶/۲

66 کنزالعمال الاکمال من صلٰوۃ المسافر حدیث ۲۲۷۸۶ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۲۵۰/۸

67 کنزالعمال الاکمال من صلٰوۃ المسافر ۲۰۱۹۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت ۵۴۷/۷

68 لمصنّف لعبدالرزاق، باب جمع بین الصلٰوتین فی الحضر حدیث ۴۴۴۰، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، ۵۵۶/۲

| | |
|---|---|
| وقتہا[69] | وقت میں (م)۔ |

یہ وہی حدیث طبرانی ہے جس میں جمع صوری مُلّاجی ابھی مان چکے ہیں اس کی نسبت باقی کلام کارِدان شاء اللہ العزیز آئندہ آتا ہے غرض شاباش ہے تمہارے جگرے کو کہ صحیح حدیثوں کے رَدوابطال میں کوئی دقیقہ مغالطہ جاہلین ومکابرہ عالمین وتقلید مقلدین کا اُٹھانہ رکھو اور پھر عمل بالحدیث کی شیشی کو ٹھیس تک نہ لگے ع

چوں وضوئے محکم بی بی تمیز

**افادہ رابعہ**: الحمدللہ جب کہ احادیث جمع صوری کی صحت مہر نیمروز ماہ نیم ماہ کی طرح روشن ہوگئی تو اب جس قدر حدیثوں میں مطلق جمع بین الصلاتین وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ظہر وعصر یا مغرب وعشاء کو جمع فرمایا یا عصر وعشا سے ملانے کو ظہر ومغرب میں تاخیر فرمائی وامثال ذلک کسی میں مخالف کے لئے اصلاً حجت نہ رہی سب اسی جمع صوری پر محمول ہوں گی اور استدلال مخالف احتمالِ موافق سے مطرود ومخذول مثل

**حدیث ا**: بخاری ومسلم ودارمی ونسائی وطحاوی وبیہقی بطریق سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم ومسلم ومالک ونسائی وطحاوی بطریق نافع۔

| | |
|---|---|
| عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما، کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یجمع بین المغرب والعشاء اذاجدبہ السیر[70]۔ وفی لفظ مسلم والنسائی من طریق سالم، رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذااعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینہا وبین صلاۃ العشاء[71]۔ | ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جب چلنے میں تیزی ہوتی تھی تو آپ مغرب وعشاء کو جمع کرتے تھے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت اور نسائی کی بطریقہ سالم روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر کے دوران چلنے میں جلدی ہوتی تو مغرب کی نماز کو اتنامؤخر کردیتے تھے کہ عشاکے ساتھ ملالیتے تھے۔ (ت) |

یہ معنی مجمل بروایات سالم ونافع مستفیض ہیں۔

| | |
|---|---|
| فرواہ البخاری عن ابی الیمان[1]، والنسائی | چنانچہ بخاری ابوالیمان سے، نسائی بقیہ اور |

69 المعجم الکبیر للطبرانی عن عبداللہ ابن مسعود حدیث ۹۸۸۰ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۴۷

70 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

71 الصحیح لمسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۴۵

| | |
|---|---|
| عن بقیۃ[2] وعثمٰن[3] کلھم عن شعیب بن ابی حمزۃ۔ومسلم عن ابن وھب عن یونس[4]۔ والبخاری عن[5] علی بن المدینی،ومسلم عن یحیٰی[6] بن یحیٰی وقتیبۃ[7] بن سعید وابی[8] بکر بن ابی شیبۃ وعمر[9] والناقد،والدارمی عن محمد[10] بن یوسف،والنسائی عن محمد[11] بن منصور،والطحاوی عن الحمانی[12]،ثمانیتھم عن سفیٰن بن عیینۃ،ثلثتھم اعنی شعیبا ویونس وسفیٰن عن الزھری عن سالم،ومسلم عن[13] یحیٰی بن یحیٰی،والنسائی عن قتیبۃ[14]،والطحاوی عن ابن[15] وھب،کلھم عن مالک،والنسائی بطریق عبدالرزاق ثنا معمر عن موسی[16] بن عقبۃ،والطحاوی[17] عن لیث،والبیھقی فی الخلافیات من طریق یزید بن ھارون عن یحیٰی[18] بن سعید،اربعتھم عن نافع،کلاھما عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما۔ | عثمان سے،یہ سب (ابوالیمان،بقیہ،عثمان) شعیب ابن ابی حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔اور مسلم،ابن وہب سے،وہ یونس سے روایت کرتے ہیں۔اور بخاری،علی ابن مدینی سے۔اور مسلم،یحیٰی ابن یحیٰی،قتیبہ ابن سعید،ابوبکر ابن ابی شیبہ اور عمرو الناقد سے۔اور دارمی،محمد ابن یوسف سے۔اور نسائی،محمد ابن منصور سے۔اور طحاوی،حمانی سے۔یہ آٹھوں (یعنی علی(۱)،یحیٰی(۲)،قتیبہ(۳)،ابوبکر(۴)،عمرو(۵)،ابن یوسف(۶)،ابن منصور(۷)،حمانی(۸) سفیان ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں۔پھر تینوں (سلسلوں کے تین آخری راوی) یعنی شعیب،یونس اور سفیان،زہری کے واسطے سے،سالم سے راوی ہیں۔اور مسلم،یحیٰی ابن یحیٰی سے۔اور نسائی،قتیبہ سے۔اور طحاوی،ابن وہب سے۔تینوں مالک سے روایت کرتے ہیں۔اور نسائی،بطریقہ عبدالرزاق،وہ معمر سے،وہ موسٰی ابن عقبہ سے روایت کرتے ہیں اور طحاوی لیث سے روایت کرتے ہیں۔اور بیہقی خلافیت میں بطریقہ یزید ابن ہارون،یحیٰی ابن سعید سے روایت کرتے ہیں۔چاروں (آخری راوی یعنی مالک[1]،موسٰی[2]،لیث[3]،یحیٰی[4] نافع سے راوی ہیں سالم اور نافع) دونوں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں۔(ت) |

**حدیث[2] معلّق بخاری:**

| | |
|---|---|
| ووصلہ البیہقی عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما،کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علی وسلم یجمع بین صلاۃ الظھر والعصر اذاکان علی ظھر سیر، | بیہقی نے اس کو ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے موصولاً ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب چلنے والے ہوتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر لیتے تھے۔ |

| | |
|---|---|
| ویجمع بین المغرب والعشاء[72]۔وھو عند مسلم واٰخرین بذکر غزوۃ تبوک،ولابن ماجۃ من طریق ابرٰھیم بن اسمٰعیل عن عبدالکریم عن مجاھد وسعید بن جبیر وعطاء بن ابی رباح وطاؤس،اخبروہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ اخبرھم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین المغرب والعشاء فی السفر من غیران یعجلہ شیئ ولایطلبہ عدو ولایخاف شیئا[73]۔<br>**قلت:** ابرٰھیم ھذا،ھو ابن اسمٰعیل ابن مجمع الانصاری،ضعیف۔وعبدالکریم،ان لم یکن ابن مالك الجزری،فابن ابی المخارق،وھو اضعف واضعف۔والمعروف حدیثہ فی الجمع بالمدینۃ۔رواہ الشیخان وجماعۃ،کماقدمناہ بطرقھا والفاظھا عماقریب۔ | اسی طرح مغرب وعشاء بھی جمع کرلیتے تھے یہ روایت مسلم اور دیگر محدثین کے نزدیک غزوہ تبوک کے تذکرے سے متعلق ہے۔اور ابن ماجہ بطریقہ ابراہیم بن اسمٰعیل راوی ہیں۔کہ عبدالکریم کو مجاہد،سعید ابن جبیر،عطاء ابن ابی رباح اور طاؤس نے خبر دی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے ان کو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں مغرب عشاء جمع کرلیتے تھے حالانکہ نہ آپ کو جلدی ہوتی تھی نہ دشمن تعاقب میں ہوتا تھا اور نہ کسی اور چیز کا خوف ہوتا تھا۔<br>**قلت** (میں نے کہا): یہ وہی ابن اسمٰعیل ابن مجمع انصاری ہے جو ضعیف ہے۔اور عبدالکریم اگر ابن مالک جزری نہیں ہے تو ابن ابی المخارق ہوگا اور وہ بہت ضعیف اور بہت ہی ضعیف ہے۔ابن عباس کی جو حدیث معروف ہے وہ مدینہ میں جمع کرنے کی ہے (نہ کہ سفر میں) اس کو بخاری،مسلم اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔جیسا کہ تھوڑا ہی پہلے ہم اس کے تمام طریقے اور الفاظ بیان کرآئے ہیں۔(ت) |

**وحدیث ۳** بخاری تعلیقًا ووصلًا وطحاوی وصلا:

| | |
|---|---|
| عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین ھاتین الصلاتین فی السفر،یعنی المغرب والعشاء[74]۔ | انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اِن دو۲ نمازوں کو سفر میں جمع کرتے تھے،یعنی مغرب اور عشاء کو۔(ت) |

72 صحیح البخاری باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۴۹

73 سنن ابن ماجہ باب الجمع بین الصلوٰتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۶

74 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلوٰتین الخ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

| | |
|---|---|
| **وحدیث۴** مالك وشافعی ودارمی ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجه وطحاوی مطولًا ومختصرًا عن عامر بن واثلة ابی الطفیل عن معاذ بن جبل رضی الله تعالٰی عنهم قال: جمع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم فی غزوة تبوك بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء، قال: فقلت، ماحمله علی ذلک؟ قال، فقال: ارادان لایحرج امته [75]۔ هذا لفظ مسلم فی الصلاة، ومثله للطحاوی، وعند الترمذی صدره فقط، وهو احد لفظی الطحاوی ولمالك ومن طریقه عند مسلم فی الفضائل، خرجنا مع رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم عام غزوة تبوک، فکان یجمع الصلاة، فصلی الظهر والعصر جمیعا، والمغرب والعشاء جمیعا حتی اذاکان یوما اخر الصلاة، ثم خرج فصلی الظهر والعصر جمیعا، ثم دخل، ثم خرج بعد ذلک، فصلی المغرب والعشاء جمیعا [76]، الحدیث بطوله، وهو بهذا القدر من دون زیادة عبدالباقین۔ | عامر ابن واثلہ ابوالطفیل، معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کیا تھا۔ واثلہ نے کہا کہ میں نے پُوچھا: "اس کی وجہ کیا تھی؟" تو معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کی اُمت کو کوئی تنگی نہ ہو۔ (ت) یہ مسلم کے الفاظ ہیں کتاب الصلٰوۃ میں، اور طحاوی نے بھی یونہی روایت کی ہے۔ ترمذی میں صرف اس کا ابتدائی حصّہ ہے اور طحاوی کی ایک روایت بھی صرف ابتدائی حصّے پر مشتمل ہے۔ مالک کے ہاں، اور انہی کے طریقے سے مسلم کے ہاں روایت ہے کہ غزوہ تبوک کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے، چنانچہ آپ نے ظہر وعصر کو ملاکر پڑھا اور مغرب وعشا کو ملاکر پڑھا حتّٰی کہ ایک روز آپ نے نماز کو مؤخر کیا، پھر تشریف لائے تو ظہر وعصر کو ملاکر پڑھا۔ پھر اندر تشریف لے گئے پھر باہر جلوہ افروز ہوئے اور مغرب وعشاء کو ملاکر پڑھا۔ مالک اور مسلم نے اس حدیث کو آخر تک پوری طوالت سے ذکر کیا ہے۔ مگر دیگر محدثین کے ہاں اسی قدر ہے۔ اس سے زائد نہیں ہے۔ (ت) |

**وحدیث۵** مالک مرسلًا ومسندًا:

| | |
|---|---|
| من طریق داؤد بن الحصین عن الاعرج | بطریقہ داؤد ابن حصین، اعرج سے، وہ ابوھریرہ |

[75] الصحیح لمسلم باب جواز الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۱

[76] الصحیح لمسلم باب فی معجزات النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من کتاب الفضائل مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۴۶/۲

| | |
|---|---|
| عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین الظھر والعصر فی سفرہ الی تبوک[77]۔<br>ھکذا روی عن یحیٰی مسندا،وھو عند محمد وجمھور رواۃ المؤطا عن عبدالرحمٰن بن ھرمز مرسلا۔وعبد الرحمٰن، ھوالاعرج۔<br>و ھو عندا لبزار عن عطاء بن یسار عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر[78]۔<br>**وحدیث**(۲) : احمد وابن شبۃ بطریق حجاج ابن ارطاۃ،مختلف فیہ،عن عمروبن شعیب عن ابیہ عن جدہ وھو عبداللہ بن عمروبن العاص رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین الصلاتین فی غزوہ بنی المصطلق[79]۔**وحدیث**۳ ترمذی فی کتاب العلل:<br>حدثنا ابوالسائب عن الجریری عن ابی عثمٰن عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنھما قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ | رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر تبوک کے دوران ظہر وعصر کو جمع کیا کرتے تھے۔(ت) یہ حدیث یحیٰی سے بھی اسی طرح مسنداً مروی ہے،مگر محمد اور مؤطا کے اکثر راوی اس کو عبدالرحمٰن ابن ہرمز سے مرسلاً روایت کرتے ہیں،اور عبدالرحمٰن،وہی اعرج ہے۔اور بزار کے ہاں عطاء ابن یسار ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں دو۲ نمازوں کو جمع کرتے تھے۔(ت) احمد اور ابن ابی شیبہ بطریقہ حجاج ابن ارطاۃ،جو مختلف فیہ ہے،عمرو ابن شعیب سے،وہ اپنے باپ سے،وہ اس کے دادا سے،یعنی عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ بنی مصطلق میں دو۲ نمازوں کو جمع کیا۔(ت) حدیث بیان کی ہم سے ابوالسائب نے جریری سے،اس نے ابوعثمان سے،اس نے اسامہ ابن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ |

77 مؤطا امام مالک الجمع بین الصلٰوتین الخ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص۲۵۔۱۲۴

78 کشف الاستار عن زوائد البزار باب الجمع بین الصلٰوتین مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۳۳۰/۱

79 المصنّف لابن ابی شیبہ باب الجمع بین الصلٰوتین مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۴۵۸/۲

| | |
|---|---|
| وسلم اذاجدبه السير جمع بين الظهر والعصر، والمغرب والعشاء، قال الترمذی: سألت محمدا، يعنی البخاری عن هذا الحديث، فقال: الصحيح، هو موقوف عن اسامة بن زيد[80]۔<br>**وحديث**[^8] : احمد بطريق ابن لهيعة عن ابن الزبير قال: سألت جابرا رضی الله تعالٰی عنه، هل جمع رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلم بين المغرب والعشاء ؟قال: نعم، عام غزونا بنی المصطلق [81]۔**وحديث**[^9] ابن ابی شيبه وابو جعفر طحاوی:<br>**اما الاول** فبطريق ابن ابی ليلٰی عن هذيل، واما الأخر فعن ابی قيس الاودی عن هذيل بن شرجيل عن عبدالله بن مسعود رضی الله تعالٰی عنه ان النبی صلی الله تعالٰی عليه وسلم جمع، ولفظ الأخر كان يجمع بين الصلاتين فی السفر [82]۔وللطبرانی فی معجميه الكبير والاوسط عنه رضی الله تعالٰی عنه قال: جمع رسول الله صلی الله تعالٰی عليه وسلّم | وسلم کو جب چلنے میں جلدی ہوتی تھی تو ظہر وعصر اور مغرب وعشا کو جمع کرتے تھے۔ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد، یعنی بخاری سے اس حدیث کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اسامہ ابن زید پر موقوف ہے۔(ت)<br>احمد بطریقہ ابن لہیعہ، ابوالزبیر سے راوی ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پُوچھا: "کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسم نے کبھی مغرب وعشاء کو جمع کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں، جس سال ہم غزوہ بنی مصطلق کے لئے گئے تھے"۔(ت) پہلے (یعنی ابن ابی شیبہ) بطریقہ ابن ابی لیلٰی، ہذیل سے، اور دوسرے (یعنی طحاوی) ابو قیس اودی ہے وہ ہذیل ابن شرجیل سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سفر کے دوران جمع کیا طحاوی کے الفاظ یوں ہیں: "جمع کیا کرتے تھے دو نمازوں کو سفر کے دوران"۔(ت)<br>اور طبرانی نے اپنی دونوں معجموں، یعنی کبیر اور اوسط میں عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ظہر وعصر |

80 عمدۃ القاری شرح بخاری باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۴۹/۷

**نوٹ**: یہ حوالہ مجھے ترمذی کی کتاب العلل میں نہیں مل سکا اور بڑی کوشش سے عمدۃ القاری سے مِلا ہے۔نذیر احمد سعیدی

81 مسند احمد بن حنبل از مسند جابر بن عبداللہ مطبوعہ دارالفکر بیروت لبنان ۳۴۸/۳

82 مصنّف ابن ابی شیبہ من قال یجمع المسافر بین الصلٰوتین مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۴۵۸/۲

| | |
|---|---|
| بین الظهر والعصر، والمغرب والعشاء، فقیل له فی ذلک، فقال: صنعت ذلك لئلا تحرج امتی [83]۔<br>**وحدیث**"<br>طبرانی فی المعجم الاوسط عن عطاعن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنه ان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم کان یجمع بین الصلاتین فی السفر [84]۔**وحدیث**" مرسل وبلاغ مالک:<br>انه بلغه عن علی بن حسین، هو ابن علی رضی الله تعالٰی عنهم انه کان یقول: کان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذا اراد ان یسیر یومه، جمع بین الظهر والعصر، واذا اراد ان یسیر لیله، جمع بین المغرب والعشاء [85]۔ | اور مغرب وعشاء کو جمع کیا تو آپ سے اس بارے میں پُوچھا گیا، آپ نے جواب دیا کہ میں نے اس طرح اس لئے کیا ہے تاکہ میری اُمّت پر کوئی تنگی نہ ہو۔ (ت)<br>(قدیم میں یہ روایت ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے اور ترجمہ قدیم ہی کے مطابق کیا گیا ہے)<br>طبرانی معجم اوسط میں ابونضرہ سے، وہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں دو۲ نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔ (ت)<br>مالک کو علی ابن حسین ابن علی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب دن کو سفر کرنا چاہتے تھے تو ظہر وعصر کو جمع کرلیتے تھے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تھے تو مغرب وعشاء کو جمع کرلیتے تھے۔ (ت) |

ولہٰذا سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ مؤطا شریف میں حدیث پنجم روایت کرکے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| بهذا ناخذ، والجمع بین الصلاتین ان تؤخر الاولی منهما فتصلی فی اٰخر وقتها، وتعجل الثانیة فتصلی فی اول وقتها، وتعجل الثانیة فتصلی فی اول وقتها [86]۔ | ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور جمع بین الصلاتین کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی کو مؤخر کرکے آخر وقت میں پڑھا جائے اور دوسری کو جلدی کرکے اول وقت میں۔ (ت) |

یعنی جو اس حدیث میں آیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر جمع فرماتے ہم

83 المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۵۲۵ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۱۰/۲۶۹
84 معجم اوسط حدیث نمبر ۵۵۵۸ مکتب المعارف ریاض ۶/۲۶۲
85 مؤطا امام مالک جمع بین الصلاتین میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۲۶
86 مؤطا امام محمد باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۳۱

اسی کو اختیار کرتے ہیں اور جمع کے معنی جمع صوری ہیں۔ ملّاجی تو ایک ہوشیار ان احادیث اور ان کے امثال کو محتمل و بے سُود سمجھ کر خود بھی زبان پر نہ لائے اور اغوائے عوام کے لئے یوں گول اور پردہ کہہ گئے[ف] کہ جمع بین الصلاتین فی سفر صحیح اور ثابت ہے رسول اللہ سے بروایت جماعت عظیمہ کے صحابہ کبار سے۔

پھر پندرہ ۱۵ صحابہ کرام کے اسمائے طیبہ گنا کر خود ہی کہالا کن مجموعہ روایات میں بعض ایسی ہیں کہ اُن میں فقط جمع کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دو نمازوں کو بےان کیا ہے کیفیت جمع کی بیان نہیں کی پس حنفی لوگ اُن حدیثوں میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد اس سے جمع صوری ہے اسی لئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں ذکر کرتے ہیں تو مصنفین بافہم اُن حدیثوں مجمل الکیفیۃ کو بھی انہیں احادیث مبینۃ الکیفیۃ پر محمول سمجھیں اھ ملخصًا۔

**اقول:** بالفرض اگر جمع صوری ثابت نہ ہوتی تاہم محتمل تھی اور احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب آفتاب کی طرح روشن دلیلوں سے جمع صوری کا احادیثِ صحیحہ سے ثبوت ظاہر تو اب براہِ تلبیس پندرہ ۱۵ صحابہ کی روایت سے اپنے مطلب کا ثبوت صحیح بتانا اور جابجا عوام کو دہشت دلانے کے لئے کہیں چودہ کہیں پندرہ سُنانا کیا مقتضائے مُلّائیت ہے اب تو مُلّاجی کی تحریر خود اُن پر باز گشتی تیر ہوئی کہ جب احادیث صحیحہ صریحہ سے جمع صوری ثابت تو منصفین بافہم اُن حدیثوں مجمل الکیفیۃ کو بھی انہیں احادیث مبینۃ الکیفیۃ پر محمول سمجھیں، رہے وہ صحابہ جن کی روایات اپنے زعم میں صریح سمجھ کر لائے اور نص مفسر ناقابل تاویل کہتے ناظرین نقاد کا خوف نہ لائے وہ صرف چار ہیں دو جمع تقدیم دو جمع تاخیر میں، اُن روایات کا حال بھی عنقریب اِن شاء اللہ القریب المجیب کھلا جاتا ہے اُس وقت ظاہر ہوگا کہ دعوٰی کردینا آسان ہے مگر ثبوت دیتے تین ہاتھ پیراتا ہے وللہ الحجۃ السامیہ۔

## فصل دوم ابطال دلائل جمع تقدیم:

واضح ہو کہ جمع تقدیم غایت درجہ ضعف وسقوط میں ہے حتی کہ بہت علمائے شافعیہ ومالکیہ تک معترف ہیں کہ اُس کے باب میں کوئی حدیث صحیح نہ ہوئی مگر مُلّاجی اپنی مُلّائیت کے بھروسے بیڑا اٹھا کر چلے ہیں کہ اُسے احادیث صحیحہ صریحہ مفسرہ قاطعہ سے ثابت کر دکھائیں گے۔

چلا تو ہے وہ بت سیمتن شب وعدہ
اگر حجاب نہ روکے حیا نہ یاد آئے

جمع تقدیم وتاخیر دونوں کی نسبت حضرت کے یہی دعوے ہیں، ابھی سُن چکے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں

---

عــہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم ۱۲ منہ. ف معیار الحق ص ۳۶۶

پھر بعد ذکرِ احادیث ف[1] فرمایا یہ ہیں دلائل ہمارے جواز جمع پر جن میں کسی طرح عذر اور تاویل اور جرح اور قدح کو دخل نہیں۔ آخر کتاب میں فرمایا ف[2]: نصوص قاطعہ تاویل۔ اس سے اوپر لکھا: احادیث ف[3] صحاح جو جمع بین الصلاتین پر قطعًا اور یقینا دلالت کرتی ہیں۔

بہت اچھا ہم بھی مشتاق ہیں مگر بے حاصل ؎

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا

جو چیرا تو اِک قطرہ خُوں نہ نکلا

حضرت بکمال عرقریزی دو[2] حدیثیں تلاش کرکے لائے وہ بھی ثمرہ نظر شریف نہیں بلکہ مقلدین شافعیہ کی تقلید جامد سے۔

حدیث اوّل: بعض طرقِ حدیث سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ اُس جناب سے روایت صحیحہ معروفہ مشہورہ مرویہ کبار ائمہ تو وہ تھی جو ان احادیث مجملہ سے حدیث چہارم میں گزری جس میں سوا جمع کے کوئی کیفیت مخصوصہ مذکور نہ تھی جماہے رائمہ وحفّاظ نے اسے یوں ہی روایت کیا۔

| | |
|---|---|
| رواہ عن ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ جماعۃ من الحفاظ، منھم سفیٰن الثوری وقرۃ بن خالد ومالك بن انس واُخرون، اماسفیٰن فعند ابن ماجۃ، وامّاقرۃ فعنہ خالد بن الحارث عند مسلم، وعبدالرحمٰن بن مھدی عندالطحاوی، وامامالك فعنہ الشافعی فی مسندہ، وابن وھب عندالطحاوی، وابوالقاسم عندالنسائی، وابوعلی الحنفی عندالدارمی، وعن الدارمی، مسلم فی صحیحہ۔ | اس حدیث کو ابوالزبیر سے، اس نے ابوالطفیل سے، اس نے معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، حفّاظ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے، جن میں سفیان ثوری، قرۃ ابن خالد، مالک بن انس اور دیگر محدثین شامل ہیں۔ سفیان ثوری کی روایت ابن ماجہ کے ہاں ہے۔ قرۃ ابن خالد سے خالد ابن حارث نے جو روایت لی ہے وہ مسلم میں ہے، اور جو عبدالرحمان ابن مہدی نے لی ہے وہ طحاوی میں ہے۔ مالک سے جو روایت شافعی نے لی ہے وہ ان کے مسند میں ہے۔ جو ابنِ وہب نے لی ہے وہ طحاوی کے ہاں ہے۔ جو ابوالقاسم نے لی ہے وہ نسائی کے پاس ہے۔ جو ابو علی حنفی نے لی ہے وہ دارمی کے ہاں ہے اور دارمی سے مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے۔ (ت) |

یہی اہلِ علم کے نزدیک معروف ہے مگر ایک روایت غریبہ شاذہ بطریق لیث بن سعد عن یزید بن ابی جیب عن ابی الطفیل یوں آئی: ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک، اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر فیصلیھما جمیعا، واذا ارتحل بعدزیغ الشمس صلی الظھر والعصر جمیعا ثم صار، وکان اذاارتحل بعد المغرب

ف[1] معیار الحق ص ۳۸۳، ف[2] معیار الحق ص ۴۱۸، ف[3] معیار الحق ص ۴۰۳

عجل العشاء فصلاھا مع المغرب [87] ۔رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن حبان والحاکم والدارقطنی والبیھقی۔زاد الترمذی بعد قولہ: اذا ارتحل بعدزیغ الشمس،عجل العصر الی الظھر وصلی الظھر والعصر جمیعا۔الحدیث [88] یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جب سورج ڈھلنے سے پہلے کُوچ فرماتے تو ظہر میں دیر کرتے یہاں تک کہ اُسے عصر سے ملاتے تو دونوں کو ساتھ پڑھتے اور جب دوپہر کے بعد کُوچ فرماتے تو عصر میں تعجیل کرتے اور ظہر وعصر ساتھ پڑھتے پھر چلتے اور جب مغرب سے پہلے کُوچ کرتے مغرب میں تاخیر فرماتے یہاں تک کہ عشاکے ساتھ پڑھتے اور مغرب کے بعد کُوچ فرماتے تو عشامیں تعجیل کرتے اُسے مغرب کے ساتھ پڑھتے۔امام ترمذی فرماتے ہیں یہ غریب ہے معروف روایت ابی ھریرہ ہے:

| | |
|---|---|
| حیث قال: حدیث اللیث عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عن معاذ،حدیث حدیث غریب والمعروف عند اھل العلم حدیث معاذ من حدیث ابی الزبیر عن ابی الطفیل عن معاذ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع فی غزوۃ تبوک بین الظھر والعصر، وبین المغرب والعشاء۔رواۃ قرۃ بن خالد وسفیٰن الثوری ومالک وغیر واحد عن ابی الزبیر المکی [89] ۔ | چنانچہ ترمذی نے کہاکہ وہ حدیث جو لیث نے یزید ابن ابی حبیب سے،اس نے ابوالطفیل سے،اس نے معاذ سے روایت کی ہے،وہ غریب ہے اور اہلِ علم کے نزدیک معروف معاذ کی وہ حدیث ہے جو ابوالزبیر نے بواسطہ ابوالطفیل معاذ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔اس کو قرۃ ابن خالد،سفیان ثوری،مالک اور دوسروں نے ابوالزبیر مکّی سے روایت کیا ہے۔(ت) |

پھر ائمہ شان مثل ابوداؤد وترمذی وابوسعید بن یونس فرماتے ہیں اسے سواقتیبہ بن سعید کے کسی نے روایت نہ کیا یہاں تک کہ بعض ائمہ نے اُس پر غلط ہونے کا حکم فرمایا [90] کمانقلہ الامام البدر فی العمدۃ والشوکانی الظاھری فی شرح المنتقی عن الحافظ ابن سعید بن یونس (جیسا کہ امام بدر نے عمدۃ میں اور شوکانی الظاہری نے شرح منتقی میں حافظ ابن سعید بن یونس سے نقل کیا۔ت) امام ابوداؤد نے

87 سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۲

88 جامع الترمذی باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۷۲

89 جامع الترمذی باب ماجاء فی الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۷۲

90 نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ابواب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/۲۴۳

منکر کہا[91] کمافی البدر المنیر وعنه فی النیل (جیسا کہ بدر منیر میں ہے اور اس سے نیل الاوطار نے نقل کیا ہے)
بلکہ رئیس الناقدین امام بخاری نے اشارہ فرمایا کہ یہ حدیث نہ لیث نے روایت کی نہ قتیبہ نے لیث سے سنی بلکہ خالد بن قاسم مدائنی متروک بالاجماع مطعون بالکذب نے قتیبہ کو دھوکا دے کر اُن سے روایت کرادی اُس کی عادت تھی کہ براہِ مکر وحیلہ شیوخ پر اُن کی ناشنیدہ روایتیں داخل کردیتا لاجرم حاکم نے علوم الحدیث میں اُس کے موضوع ہونے کی تصریح کی یہ سب باتیں علمائے حنفیّہ مثل امام زیلعی شارح کنز وامام بدر عینی شارح صحیح بخاری وعلّامہ ابراہیم حلبی شارح منیہ کے سوا شافعیہ ومالکیہ وظاہریہ قائلان جمع بین الصلاتین مثل امام قسطلانی شافعی شارح بخاری وعلّامہ زرقانی مالکی شارح مؤطا ومواہب وشوکانی ظاہری شارح منتقی وغیرہم نے امام ابن یونس وامام ابوداؤد وابوعبداللہ حاکم وامام المحدثین بخاری سے نقل کیں بلکہ انہیں نے اور ان کے غیر مثل صاحب بدر منیر وغیرہ نے امام ابوداؤد سے حکم مطلق نقل کیا کہ جو مضمون اس روایت کا ہے اس باب میں اصلاً کوئی حدیث قابلِ استناد نہیں کماسیأتی اِن شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ اِن شاء اللہ تعالٰی آگے آئے گا۔ت) تو باوصف تصریحات ائمہ شان خصوصًا بخاری کے پھر ملّاجی کا اس روایت کی تصحیح میں عرق ریزی بے حاصل اور توثیق لیث وقتیبہ وغیرہما رواۃ وقبول تفرد ثقہ کے اثبات میں تطویل لاطائل کرنا کیسی جہالتِ فاحشہ ہے کس نے کہا تھا کہ قتیبہ یا لیث یا یزید بن ابی حبیب یا معاذاللہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالٰی عنہ ضعیف ہیں، ملّاجی بایں پیرانہ سالی ودعوے محدثی ابھی حدیث معلول ہی کو نہیں جانتے کہ اُس کے لئے کچھ ضعفِ راوی ضرور نہیں بلکہ باوصف وثاقت وعدالت رواۃ حدیث میں علت قادحہ ہوتی ہے کہ اُس کا رَد واجب کرتی ہے جسے بخاری وابوداؤد وغیرہما سے ناقدین پہچانتے ہیں بخاری وابوسعید وحاکم نے بھی تو قتیبہ پر جرح نہ کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ اُنہیں دھوکا دیا گیا غلط میں پڑ گئے پھر اس سے عدالتِ قتیبہ کو کیا نقصان پہنچا، وثاقتِ قتیبہ سے حدیث کو کیا نفع ملا، ہاں یہ دفترِ توثیق اپنے پے شوا ابن حزم غیر مقلد لامذہب کو سنایئے جس خبیث اللسان نے آپ کو اس روایت کے رَد میں سیدنا ابوالطفیل صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو عیاذًا باللہ مقدوح ومجروح بتایا جسے دوسرے غیر مقلد شوکانی نے نقل کیا، غیر مقلدوں کی عادت ہے کہ جب حدیث کے رَد پر آتے ہیں خوفِ خدا وشرمِ دُنیا سب بالائے طاق رکھ جاتے ہیں۔ اسی ابن حزم نے باجے حلال کرنے کے لئے صحیح بخاری شریف کی صحیح ومتصل حدیث کو بزعمِ تعلیق رَد کیا جس کا بیان امام نووی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے شرح صحیح مسلم شریف میں فرمایا وہی ڈھنگ موصول کو معلق مسند کو مرسل بنا کر احادیث صحیحہ جیدہ کو رَد کرنے کے لئے آپ نے سیکھے ہیں،

[91] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ابواب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۴۳

| | |
|---|---|
| کماتقدم ،ومن یشبه اباء ه فماظلم ثمّ اقول: وتحسین الترمذی یرجع الی حدیث معاذ، لقوله: حدیث معاذ حدیث حسن غریب۔ واذا اتی علی ھذہ الروایة لم یحسنه،انما قال: و حدیث اللیث عن یزید غریب۔وافاد انه خلاف المعروف،فقال: والمعروف عند اھل العلم حدیث معاذ[92]۔الخ واما ابن حبان فلانعلم له فضلا علی ابی سعید بن یونس،فانه ایضا ثقة، ثبت،حافظ،امام من ائمة الشان،کلاھما من الاقران،من تلامذة الامام النسائی ابی عبد الرحمٰن۔وابن یونس،لنزاھته من نفس فلسفی،احب الی الناس من ابن حبان۔وقد قال الامام ابوعمرو بن الصلاح فی طبقات الشافعیة: ربما غلط الغلط الفاحش فی تصرفاته[93]،کمانقله الذھبی فی تذکرة الحفّاظ۔ فانی یدانی اباداؤد، فضلا ان یواذیه،فضلا ان یباریه،فضلا عن ذاك الجبل الجلیل محمد بن اسمعیل یوقد عرف بالتساھل فی باب التصحیح؛ بل والتحسین،ھو والترمذی: کمانص | جیسا کہ گزرا اور جو شخص اپنے آباؤ سے مشابہت رکھے اس کا کوئی قصور نہیں۔ ثم اقول پھر میں کہتا ہوں) کہ ترمذی کا حسن قرار دینا حدیث معاذ سے متعلق ہے کیونکہ ترمذی نے کہا ہے کہ معاذ کی حدیث حسن غریب ہے اور جب اس روایت کا ذکر کیا اسے حسن نہیں کہا صرف یہ کہا کہ لیث کی یزید سے مروی حدیث غریب ہے۔ ترمذی نے یہ افادہ بھی کیا کہ یہ معروف حدیث کے خلاف ہے۔ چنانچہ ترمذی نے کہا ہے کہ اہلِ علم کے نزدیک معروف، معاذ کی وہ حدیث ہے الخ۔ رہا ابن حبان تو اسکی سعید ابن یونس پر کوئی برتری ہمارے علم میں نہیں ہے کیونکہ سعید بھی ثقہ ہے ثبت ہے، حافظ ہے اور حدیث کے اماموں میں سے ایک امام ہے دونوں ہم زمان ہیں اور امام ابوعبدالرحمٰن نسائی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ تاہم ابن یونس فلسفی روح سے پاک ہونے کی وجہ سے لوگوں کے ہاں ابن حبان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ امام ابوعمر ابن صلاح نے طبقات الشافعیہ میں کہا ہے کہ ابن حبان کو تصرفات حدیث کے دوران بسااوقات شدید غلطی لگ جاتی تھی، جیسا کہ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بےان کیا ہے۔ تو پھر ابن حبان ابوداؤد کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتا ہے، چہ جائے کہ اس کا ہمسر ہو، چہ جائے کہ اس کے مقابل ہو۔ اور علم کے عظیم پہاڑ محمد بن اسمٰعیل (بخاری) کا مقام تو پھر بہت ہی اونچا ہے، جبکہ ابن حبان احادیث کو صحیح قرار دینے میں متساہل ہے۔ بلکہ حسن قرار دینے میں بھی یہ اور ترمذی |

92 جامع الترمذی باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۲/۱ ۷

93 تذکرۃ الحفاظ فی ترجمۃ ابن حبان مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۲۶/۳

| | |
|---|---|
| علیه الائمة وحققناه فی رسالتنا مدارج طبقات ۱۳۱۳ھ الحدیث علی ان الجرح مقدم فی مثل المقام، فان من اثبت فانما نظر الی ثقة الرواة، ولم یطلع علی ما اطلع علیه غیرہ من العلة، ومن یعلم قاض علی من لایعلم۔ والله اعلم، من کل اعلم۔ | متساہل ہیں، جیسا کہ ائمہ نے تصریح کی ہے اور ہم نے اپنے رسالے "مدارج طبقات الحدیث" میں تحقیق کی ہے۔ علاوہ ازیں ایسے مقام پر جرح، تعدیل سے مقدم ہوتی ہے کیونکہ جو علماء، حدیث کو ثابت قرار دیتے ہیں وہ صرف راویوں کا ثقہ ہونا مدّ نظر رکھتے ہیں اور اس خامی سے آگاہ نہیں ہوتے ہیں جس سے دوسرے واقف ہوتے ہیں اور آگاہی رکھنے والے، آگاہی نہ رکھنے والوں کی بنسبت فیصلہ کن ہوتے ہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم من کل اعلم۔ (ت) |

**ثم اقول:** اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی اور ہنوز کلام طویل ہے مگر فقیر غفراللہ تعالٰی لہ کہتا ہے نظر تحقیق کو رخصت تدقیق دیجئے تو اس روایت کا کون سا حرف جمع حقیقی میں نص ہے اُس کا حاصل تو صرف اس قدر کہ حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر تبوک میں ظہر وعصر کو جمع فرماتے اگر دوپہر سے پہلے کُوچ ہوتا تو راہ میں اُتر کر ورنہ منزل ہی پر پہلی صورت میں جمع بعد سیر ہوتی ہے اور دوسری میں سیر بعد جمع پھر اس میں جمع صوری کا خلاف کیا ہوا حدیث کا کون سا لفظ حقیقی کا تعیین کررہا ہے اذا ارتحل بعد زیغ الشّمس میں خواہی نخواہی بعدیت متصلہ پر کیا دلیل ہے بلکہ اس کے عدم پر دلیل قائم کہ جزا صلی ثم سار ہے بلکہ الفاظ **اخر الظهر وعجل العصر** سے جمع صوری ظاہر ہے ظہر دیر کرکے پڑھی عصر جلد پڑھی اس سے یہی معنی مفہوم ومتبادر ہوتے ہیں کہ ظہر اپنے آخر وقت میں عصر اپنے شروع وقت میں نہ یہ کہ ظہر عصر میں پڑھی جائے یا عصر ظہر میں، ولہٰذا علمائے کرام مثل امام اجل طحاوی وابوالفتح ابن سید الناس وغیرہما بلکہ ان کے علاوہ آپ کے امام شوکانی نے بھی ان الفاظ تاخیر وتعجیل کو جمع صوری کی صریح دلیل مانا، شرح منتقی میں کہا:

| | |
|---|---|
| ممایدل علی تعین حمل حدیث الباب علی الجمع الصوری، مااخرجه النسائی عن ابن عباس، بلفظ: صلیت مع النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم الظهر والعصر جمیعا، والمغرب والعشاء جمیعا، اخر الظهر وعجل العصر، واخر المغرب وعجل العشاء۔ فهذا ابن عباس، | جن وجوہات کی بنا پر اس باب کی حدیث کو جمع صوری پر حمل کرنا متعین ہوجاتا ہے ان میں سے ایک وجہ وہ روایت ہے جس کی نسائی نے ابن عباس سے ان الفاظ میں تخریج کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھا اور مغرب وعشا کو بھی اکٹھا پڑھا۔ آپ نے ظہر میں تاخیر اور عصر میں تعجیل فرمائی، اسی طرح مغرب میں تاخیر اور عشا میں تعجیل فرمائی تو یہ ابن عباس |

| | |
|---|---|
| راوی حدیث الباب، قدصرح بان ماوراہ من الجمع المذکور ھو الجمع الصوری[94]۔ | جو حدیث کے راوی ہیں خود ہی واضح کررہے ہیں کہ انہوں نے جمع کی جو روایت بےان کی ہے اس سے مراد جمع صوری ہے۔(ت) |

اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| ومن المؤیدات للحمل علی الجمع الصوری ایضا، ماخرجہ ابن جریر عن ابن عمر، قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلّم، فکان یؤخر الظھر ویعجل العصر فیجمع بینھما، ویؤخر المغرب ویعجل العشاء فیجمع بینھما۔ وھذا ھو الجمع الصوری[95]۔ | جمع صوری پر حمل کرنے کی مؤیدات میں سے وہ روایت بھی ہے جو ابن جریر نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بےان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو ظہر کو مؤخر کرتے تھے اور عصر کو جلدی، اس طرح دونوں کو یکجا پڑھ لیتے تھے۔ اسی کو جمع صوری کہتے ہیں۔(ت) |

معہذا ظہر ومغرب کا جب وقت کھودنا ٹھہرا تو عصر وعشاء میں جلدی کاہے کی، اطمینان سے منزل پر پہنچ کر دونوں پڑھ لی جاتیں، ہاں جمع صوری اُن کی تعجیل ہی سے ممکن، تو حدیث اُسی طرف ناظر، بالجملہ شک نہیں کہ یہ روایت بھی اُنہیں احادیث مجملۃ الکیفیۃ سے ہے جسے مُلّاجی نے خواہی نخواہی جمع حقیقی میں نص مفسر ناقابل تاویل مان لیا، الحمدللہ اس تحریر کے بعد مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے مطالعہ نے ظاہر کیا کہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے حدیث کی یہی تفسیر کی جو فقیر نے تقریر کی، فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| (جمع بین الظھر والعصر) ای فی المنزل، بان اخر الظھر الٰی اٰخر وقتہ وعجل العصر فی اول وقتہ۔ | (ظہر وعصر کو جمع کیا) یعنی قیام گاہ میں، ظہر کو آخر وقت تک مؤخر کیا اور عصر کو تعجیل کرکے اول وقت میں پڑھا۔(ت) |

پھر فرمایا:

| | |
|---|---|
| (جمع بین المغرب والعشاء) ای فی المنزل، کماسبق[96]۔ | (مغرب وعشاء کو جمع کیا) یعنی جائے قیام میں، جیسا کہ پہلے گزرا۔(ت) |

94 نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار باب الجمع المقیم لمطر وغیرہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/۲۴۶

95 نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار باب الجمع المقیم لمطر وغیرہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/۲۴۶

96 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب صلوٰۃ السفر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۲۲۵

**حدیث دوم:** اور تم نے کیا جانا کیا حدیث دوم وہ حدیث جسے جمع صلاتین سے اصلاً علاقہ نہیں جس میں اثبات جمع کا نام نہیں نشان نہیں، بو نہیں، گمان نہیں۔ خود قائلینِ جمع نے بھی اُسے مناظرہ میں پیش نہ کیا، ہاں بعض علمائے شافعیہ نے شرح حدیث میں استطراداً جس طرح شراح بعض فوائد زوائد حدیث سے استنباط کر جاتے ہیں لکھ دیا کہ اس میں جمع سفر پر دلیل ہے مُلّاجی چار طرف ٹٹول میں تھے ہی تقلید جامد شافعیہ کی لاٹھی پکڑے انہیں بند کیے پہنچے فیہ دلیل پر ہاتھ پڑا بحکم **لکل ساقطۃ لاقطۃ** (ہر گری ہوئی چیز کو کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے۔ت) جھٹ خوش خوش اٹھالائے اور معرکہ مناظرہ میں جمادی وہ کیا یعنی حدیث صحیحین

| | |
|---|---|
| عن ابی جحیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ، خرج علینا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء، فتوضأ فصلی لنا الظھر والعصر [97]۔ ولفظ البخاری، خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالھاجرۃ، فصلی بالبطحاء الظھر رکعتین والعصر رکعتین [98]۔ | ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوپہر کے وقت مقامِ بطحاء میں ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو وضو کیا اور ہمیں ظہر وعصر کی نماز پڑھائی۔اور بخاری کے الفاظ یوں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور مقامِ بطحاء میں ظہر کی دو۲ رکعتیں اور عصر کی بھی دو۲ رکعتیں اور فرمائیں۔(ت) |

سچ تو ہے مُلّاجی کی داد نہ فریاد، اب کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت اسے جمع حقیقی کی دلیل نہ صرف دلیل بلکہ صاف صریح نہ صالح تاویل بتانا کن کھلی آنکھوں کا کام ہے سبحان اللہ! حدیث کا مفاد صرف اتنا کہ حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دوپہر کو یا ظہر کے اول وقت یا عصر سے پہلے خیمہ اقدس سے برآمد ہو کر وضو کیا اور ظہر وعصر دونوں اُسی موضع بطحاء میں ادا فرمائیں اس میں تو مطلق جمع بھی نہ نکلی نہ کہ جمع حقیقی میں نص ہو، مُلّاجی تو آپ جانیں ایک ہوشیار ہیں خود سمجھے کہ حدیث مطلب سے محض بے علاقہ ہے لہٰذا یہ نامندمل زخم بھرنے کو بشرم عوام کچھ عربی بولے اور یوں اپنی نحودانی کے پردے کھولے کہ ف اباجرہ خروج ووضو وصلاۃ سب کی ظرف ہے اور فا ترتیب بے مہلت کے لئے تو بمقتضائے فا معنی یہ ہُوئے کہ یہ سب کام ہاجرہ میں ہولیے، ظاہر یہی ہے تو اس سے عدول بے مانع قطعی ناروا، علاوہ بریں عصر ظہر پر معطوف اور صلّی توضأ سے بے مہلت مربوط تو معطوفِ معمول کو جُدا کرلینا کیونکر جائز اھ ملخصاً مھذباً مترجماً اس پر بہت وجوہ سے رَد ہیں، مثلاً

---

97 صحیح مسلم: باب سترۃ المصلّی مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۶

98 صحیح بخاری کتاب المناقب، باب صفت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/۵۰۲

ف ا معیار الحق ص ۳۶۷۔۳۶۹

**اول:** فا کو ترتیب ذکری کافی، مسلم الثبوت میں ہے:

| | |
|---|---|
| الفاء للترتیب علٰی سبیل التعقیب ولوفی الذکر[99]۔ | فاء ترتیب کے لئے بطور تعقیب ہے خواہ یہ ترتیب ذکر میں ہو۔(ت) |

**ثانی:** عدم مہلت ہر جگہ اُس کے لائق ہوتی ہے **کمافی فواتح الرحموت**[100] (جیسا کہ فواتح الرحموت میں ہے۔ت) تزوج فولدلہ میں کون کہے گا کہ نکاح کرتے ہی اُسی آن میں بچّہ پیدا ہوتو جیسے وہاں تقریبًا ایک سال کا فاصلہ منافی مقتضائے فانہیں، ظہر وعصر میں دو۲ ساعت کا فاصلہ کیوں منافی ہوگا۔

**ثالث:** ہاجرہ ظرف خروج ہے ممکن کہ خروج آخر ہاجرہ میں ہو کہ وضو ونماز ظہر تک تمام ہوجائے اور نمازِ عصر بلامہلت اُس کے بعد ہو، ہاجرہ کچھ دوپہر ہی کو نہیں کہتے زوال سے عصر تک سارے وقتِ ظہر کو بھی شامل ہے کمافی القاموس۔ تو مخالفت ظاہر کا ادعا بھی محض باطل۔

**رابع:** حدیث مروی بالمعنٰی ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تصریح کی کہ ایسی حدیث کے فا و واو وغیرہما سے استدلال صحیح نہیں کمافی الحجۃ البالغۃ۔ یہ تلخیص وتہذیب اجوبہ ہے **وقد ترکنا مثلھا فی العدد** (اور ہم نے اتنے ہی جوابات ترک کردئے ہیں۔ت) **وانا اقول: وبحول اللہ اصول۔**

**خامس:** ہاجرہ کو ظرف افعال ثلثہ کہنا محض ادعائے بے دلیل ہے"و"تعقیب چاہتی ہے۔ اتحاد زمانہ نہیں چاہتی بلکہ تعدد واجب کرتی ہے کہ تعقیب بے تعدد معقول نہیں۔

**سادس:** ظرفیت ثلٰثہ فاسے ثابت یا خارج سے اول بداہۃً باطل کماعلمت برتقدیر ثانی حدیث فالغو محض ہے کہ عصر فی الہاجرہ اُسی قدر سے ثابت، پھر باوصف لغویت اُسی کی طرف اسناد کہ بمقتضائے فا یہ معنی ہوئے اور عجیب تر۔

**سابع:** ذرا صفت حجۃ الوداع میں حدیث طویل سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما صحیح مسلم وغیرہ میں ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| فلما کان یوم الترویۃ توجھوا الی منٰی فاھلوا بالحج ورکب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی بھا الظھر والعصر والمغرب والعشاء والفجر[101]۔ | جب آٹھویں ذی الحجہ کی ہُوئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم حج کا احرام باندھ کر منٰی کو چلے اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہوئے تو منٰی میں ظہر وعصر ومغرب وعشاوفجر پانچوں نمازیں پڑھیں۔(م) |

---

99 مسلم الثبوت مسئلہ الفاء للترتیب مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص۶۱

100 فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت مع المستصفی، بحث الفاء للتعقیب، مطبوعہ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۱/۲۳۴

101 الصحیح لمسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۹۶

ملّاجی وہی فا ہے وہی ترتیب وہی عطف وہی ترکیب۔اَب یہاں کہہ دینا کہ سوار ہوتے ہی معًا بے مہلت پانچوں نمازیں ایک وقت میں پڑھ لیں جو معنیٰ صلی الظھر والعصر الخ کے یہاں ہیں وہی وہاں اور یہ قطعًا محاورہ عامہ شائعہ سائغہ ہے کہ اصلًا مفید وصل صلوات نہیں ہوتا ومن ادعی فعلیه البیان (جو شخص دعوی کرتا ہےاس کے ذمّے دلیل ہے۔ت)

**ثامن**: کلام متناقض ہے کہ اوّل کلام میں حکم وصل سے عصر کا فعل خلاف ظاہر مانا یہ دلیل صحت ہے آخر میں کیونکر جائز کہا یہ دلیل فساد۔

**تاسع**: تاویل کے لئے قطعیتِ مانع ضروری جاننا عجب جہل ہے کیا اگر کسی حدیث کے ظاہر سے ایک معنی متبادر ہوں اور دوسری حدیث صحیح اُس کے خلاف میں صریح تو حدیث اول کو اس کے خلاف ہی پر حمل واجب ہے کہ بے مانع قطعی ظاہر سے عدول کیونکر ہو نقل کرلانا سہل ہے محل ومقام ومقصد کلام کا سمجھنا نصیب اعدا۔

**عاشر**: آپ جو اپنی نصرت خیالات کو احادیث صحیحہ میں جابجا تاویلاتِ رکیکہ باردہ کرتے ہیں اُن کے جواز کا فتوی کہاں سے پایا، مجتہدات میں قاطع کہاں، مثلًا وقتِ ظہر یک مثل بنانے کو جو حدیث صحیح صریح بخاری حتی ساوی الظل التلول کے معنی بگاڑے جن کا ذکر اِن شاء اللہ تعالٰی عنقریب آتا ہے اُس کا عذر کیا معقول ارشاد ہوتا ہے: منشاء تاویلات کا یہی ہے کہ احادیثِ صحیحہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقت ظہر کا نہیں رہتا ثابت ہیں پس جمعًا بین الاولہ یہ تاویلیں حقہ کی گئیں [102] اب خدا جانے بے قطعیت مانع یہ تاویلیں حقہ کیونکر ہوئیں مخالفتِ ظاہر کے باعث سلفہ کیوں نہ ہوگئیں۔

**حادی عشر**: طرفہ نزاکت صدر کلام میں یہ بیڑا اٹھا کر چلے کہ وہ حدیثیں جن میں تاویل مخالف کو دخل نہیں ذکر کرتے ہیں اور یہاں ایسے گرے کہ صرف ظاہر سے سند لائے تاویل خود ہی مان گئے۔

**ثانی عشر**: آپ کی فضولیات کی گنتی کہاں تک اصل مقصود کی دھجیاں لیجئے صحیحین میں حدیث مذکور کے یہ لفظ تو دیکھیے جن میں فاء سے یہ فی نکالی، مگر یہی حدیث انہیں صحیحین میں متعدد طرق سے بلفظ ثم آئی جو آپ کی تعقیب بے مہلت کو تعاقب سے دم لینے کی مہلت نہیں دیتی۔ صحیح بخاری شریف باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

| | |
|---|---|
| بطریق شعبة عن الحکم،قال: سمعت اباجحیفة،قال: خرج رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالهاجرة الی البطحاء فتوضأ،ثم صلی الظهر | بطریقہ شعبہ،وہ حکم سے راوی ہے کہ میں نے ابوجحیفہ کو کہتے سُنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دوپہر کے وقت بطحاء کی طرف نکلے تو وضو کیا، پھر ظہر کی دو ۲ رکعتیں پڑھیں اور |

[102] معیار الحق، مسئلہ چہارم، بحث آخر وقت ظہر الخ مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۵۴

| | |
|---|---|
| رکعتین والعصر رکعتین[103]۔ | عصر کی دو ۲ رکعتیں۔(ت) |

نیز باب مذکور

| | |
|---|---|
| بطریق مالك بن مغول عن عون عن ابیه،وفیه،خرج بلال فنادی بالصلاۃ،ثم دخل فاخرج فضل وضوء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم،فوقع الناس علیه یاخذون منه،ثم دخل فاخرج العنزۃ،وخرج رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم،کانی انظر الی وبیض ساقیه،فرکز العنزۃ،ثم صلی الظھر رکعتین والعصر رکعتین[104]۔ | بطریقہ مالک ابن مغول،وہ عون سے،وہ اپنے والد سے۔اس روایت میں ہے کہ بلال (خیمے سے) نکلے اور نماز کے لئے پکارا،پھر اندر گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے وضو کا بچا ہوا پانی لے آئے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے لوگ اس پر ٹوٹ پڑے،بلال پھر اندر گئے اور عصا نکال لائے،اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی باہر تشریف لے آئے گویا کہ میں اب بھی آپ کی ساقین کی چمک دیکھ رہا ہوں بلال نے عصا (بطور سُترہ) زمین پر گاڑ دیا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی دو ۲ دو ۲ رکعتیں پڑھیں۔(ت) |

چلیے کہاں کو،ان دو ۲ نے تو آپ کی تعقیب ہی بگاڑی ہے،تیسرا اور نہ لیے جاؤجو خود ظہر وعصر موں میں فاصلہ کر دکھائے،صحیح مسلم شریف

| | |
|---|---|
| بطریق سفیٰن ناعون بن ابی جحیفة عن ابیه،وفیه،فخرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلّم فتوضأ،واذن بلال،ثم رکزت العنزۃ، فتقدم فصلی الظھر رکعتین،ثم صلی العصر رکعتین، ثم لم یزل یصلی رکعتین حتی رجع الی المدینة[105]۔ | بطریقہ سفیان،وہ عون سے،وہ اپنے والد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے۔اس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو وضو کیا اور بلال نے اذان دی،پھر عصا گاڑا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کھڑے ہوگئے،تو ظہر کی دو ۲ رکعتیں پڑھیں،پھر عصر کی دو ۲ رکعتیں پڑھیں،اس کے بعد مدینہ کو واپسی تک دو ہی رکعتیں پڑھتے رہے۔(ت) |

103 صحیح بخاری کتاب المناقب،باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی،۱/۵۰۲

104 صحیح بخاری،کتاب المناقب،باب صفۃ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی،۱/۵۰۳

105 صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب سترۃ المصلی الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۹۶

ملّاجی! اب مزاج کا حال بتایئے ع

حفظت شیئا وغابت عنك اشیاء

(تُونے ایک چیز یاد رکھی اور بہت سی چیزیں تُجھ سے اوجھل رہ گئیں۔ت)

الحمدللہ اس فصل کے بھی اصل کلام نے وصل ختام بروجہ احسن پایا۔اب حسبِ فصل اول چند افاضات لیجئے:

**افاضہ اولیٰ:** ہمارے اجلّہ ائمہ حنفیّہ مالکیہ شافعیہ اور ملّاجی کے امام ظاہر یہ سب بالاتفاق اپنی کتب میں نقل کررہے ہیں کہ امام اجل ابوداؤد صاحبِ سُنن نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم[106]۔ | جمع تقدیم میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔(ت) |

امام زیلعی فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قال ابوداؤد: ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم[107]۔ | ابوداؤد نے فرمایا: تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔(ت) |

امام بدر محمود عینی حنفی عمدۃالقاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قلت: حکی عن ابی داؤد انه انکر هذا الحدیث،وحکی عنه ایضا،انه قال: لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم[108]۔ | میں نے کہا: ابوداؤد سے منقول ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو منکر کہا ہے۔ان سے یہ بھی منقول ہے کہ تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔(ت) |

اسی طرح علامہ سید میرک شاہ حنفی نے نقل فرمایا مولانا علی قاری مکّی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| حکی عن ابی داؤد انه قال: لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم۔نقله میرك۔فهذا شهادة بضعف الحدیث وعدم قیام الحجة للشافعیة[109]۔ | ابوداؤد سے منقول ہے کہ تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے،یہ بات میرک نے نقل کی ہے۔یہ حدیث کے ضعیف ہونے اور شافعیوں کی دلیل قائم نہ ہونے پر شہادت ہے۔(ت) |

امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں: قدقال ابوداؤد:

---

106 شرح الزرقانی علی الموطا الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مطبعۃالاستقامۃ قاہرہ مصر ۱/۲۹۲

107 تبیین الحقائق اوقات الصلوٰۃ مطبوعہ المطبعۃالکبرٰی الامیریہ بولاق مصر ۱/۸۹

108 عمدۃالقاری شرح بخاری باب الجمع فی السفرالخ مطبوعہ ادارۃالطباعۃالمنیریہ دمشق ۷/۱۵۱

109 مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب صلوٰۃالسفر مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳/۲۲۵

**ولیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم**[110]۔ (ابوداؤد نے فرمایا: تقدیم وقت میں کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔ت)

بعینہٖ اسی طرح علّامہ زرقانی مالکی نے شرح مؤطائے امام مالک و نیز شرح مواہب لدنیہ و منح محمدیہ میں فرمایا شوکانی غیر مقلد کی نیل الاوطار میں ہے: **قال ابوداؤد: ھذا حدیث منکر ولیس فی جمع التقدیم حدیث قائم**[111]۔

بھلا ابوداؤد سا امام جلیل الشان یہ تصریح فرماگیا جسے علمائے مابعد حتی کہ قائلانِ جمع بھی بلانکیر وانکار نقل فرماتے آئے، نہ آج تک کوئی اس کا پتادے سکا، اب مُلّاجی چاہیں کہ میں حدیث صحیحین سے ثابت کردوں یہ کیونکر بنی مگر **قیامت لطیفہ** دلربا کھسیانی ادا یہ ہے کہ جھنجھلائی نظروں سے جل کر فرمایاف: کُچھ غیرت آوے تو نشان دہی کریں کہ ابُوداؤد نے کون سی کتاب میں یہ قول کہا ہے، یعنی نقول ثقات عدول محض مردود و نامقبول جب تک قائل خود اپنی کتاب میں تصریح نہ کرے اُس سے کوئی نقل معتبر نہ ہوگی۔

**اقول:** مُلّاجی! ان جھنجھلاہٹوں میں حق بجانب تمہارے ہے تم دلی کی ٹھنڈی سڑک پر ہوا کھلانے کے قابل نہ تھے یہ حنفی لوگ عبث تمہیں چھوڑ کر بو کھلائے دیتے ہیں بھلا اوّلاً اتنا تو ارشاد ہو کہ بہت ائمہ جرح و تعدیل و تصحیح و تضعیف وغیرہم ایسے گزرے جن کی کوئی کتاب تصنیف نہیں بیان سے نقل معتبر ہونے کا کیا ذریعہ ہوگا۔

ثانیًا: آپ جو اپنی مبلغ علم تقریب کے بھروسے رواۃ میں کسی کو ثقہ کسی کو ضعیف کسی کو چنیں کسی کو چناں کہہ رہے ہیں ظاہر ہے کہ مصنف تقریب نے اُن میں کسی کا زمانہ تک نہ پایا صدہا سال بعد پیدا ہوئے انہیں دیکھنا اور اپنی نگاہ سے پرکھنا تو قطعًا نہیں اسی طرح ہر غیر ناظر میں یہی کلام ہوگا، اب رہی دیکھنے والوں سے نقل سوا مواضع عدیدہ کے ثبوت تو دیجئے کہ ناظرین مبصرین نے اپنی کس کتاب میں اُن کی نسبت یہ تصریحیں کی ہیں۔

**ثالثًا:** آپ کی اسی کتاب میں اور بیسیوں نقول سلف سے ایسی نکلیں گی کہ آپ حکایات متاخرین کے اعتقاد پر نقل کرلائے اور اُن سے احتجاج کیا کچھ غیرت رکھاتے ہو تو نشان دہی کرو کہ وہ باتیں منقول عنہم نے کس کتاب میں لکھی ہیں مگر یہ کہیے کہ **یجوز للوھابی مالا یجوز لغیرہ** (وہابی کے لئے وہ کچھ جائز ہے جو دوسروں کے لئے جائز نہیں۔ت)

**افاضہ ثانیہ:** رہی اس باب میں حدیثِ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما مروی احمد وشافعی وعبدالرزاق وبیہقی:

| | |
|---|---|
| وھذا حدیث احمد اذیقول حدثنا عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج اخبرنی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس عن عکرمۃ و | اور یہ احمد کی حدیث ہے، حدیث بے ان کی ہم سے عبدالرزاق نے، اس کو خبر دی ابن جریج نے، اس کو خبر دی حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے کہ عکرمہ اور |

[110] ارشاد الساری شرح صحیح بخاری باب یؤخر الظہر الی العصر الخ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۲/ ۳۰۲

[111] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ابواب الجمع بین الصلوٰتین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۴۳

ف معیار الحق ص ۳۷۴

| | |
|---|---|
| کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: الا اخبرکم عن صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السفر؟ قلنا: بلٰی۔قال: کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظھر والعصر،قبل ان یرکب،واذا لم تزغ لہ فی منزلۃ سار،حتی اذاکانت العصر،نزل فجمع بین الظھر والعصر۔واشار الیہ ابوداؤد تعلیقا [112]،فقال: رواہ ھشام بن عروۃ عن حسین بن عبداللہ عن کریب عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،ولم یذکر لفظہ [113]۔ | کریب،ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے ہم سے پُوچھا: "کیا میں تمہیں سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے کہا: "کیوں نہیں (ضرور بتائیں) انہوں نے کہا کہ اگر جائے قیام پر زوال ہو جاتا تھا تو سوار ہونے سے پہلے ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے اور اگر جائے قیام پر زوال نہیں ہوتا تھا تو چل پڑتے تھے اور جب عصر ہوتی تھی تو اتر کر ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔اس روایت کی طرف ابوداؤد نے تعلیقًا اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو ہشام ابن عروہ نے حسین ابن عبداللہ سے،اس نے کریب سے،اس نے ابن عباس سے،انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔مگر ابوداؤد نے اس کے الفاظ ذکر نہیں کئے ہیں۔(ت) |

خود قائلانِ جمع اس کا ضعف تسلیم کر گئے شاید اسی لئے کچھ سوچ سمجھ کر ملّا جی بھی اُس کا ذکر زبان پر نہ لائے لہذا اس میں زیادہ کلام کی ہمیں حاجت نہیں تاہم اتنا معلوم رہے کہ اُس کے راوی حسین مذکور ائمہ شان کے نزدیک ضعیف ہیں۔یحیٰی نے فرمایا: ضعیف۔ابوحاتم رازی نے فرمایا: ضعیف،یکتب حدیثہ ولایحتج بہ [114] (ضعیف ہے،اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس سے استدلال نہ کیا جائے۔ت) ابوزرعہ وغیرہ نے کہا: لیس بقوی (قوی نہیں ہے۔ت) جوزجانی نے کہا: لایشتغل بہ [115] (اس کے ساتھ مشغول نہیں ہونا چاہئے۔ت) ابنِ حبان نے کہا: یقلب الاسانید ویرفع المراسیل [116] (اسنادوں کو پلٹ دیتا تھا اور مراسیل کو مرفوع

---

[112] مسند امام احمد بن حنبل از مسند عبداللہ بن عباس مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱/۳۲۷

[113] سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مطبع مجتبائی لاہور ۱/۱۷۱، مصنف،ابی بکر عبدالرزاق بن ہمام جمع بین الصلاتین مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/۵۴۸

[114] ارشاد الساری باب یؤخر الظہر الی العصر الخ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۲/۵۴۸

[115] میزان الاعتدال ترجمہ حسین بن عبداللہ ۲۰۱۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۵۳۷

[116] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ابواب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/۲۴۴

بنادیتا تھا۔ت) محمد بن سعد نے کہا: کان کثیر الحدیث، ولم ارھم یحتجون بحدیثہ (حدیثیں بہت بیان کرتا تھا، علماء اس کی احادیث سے استدلال نہیں کرتے تھے۔ت) یہاں تک کہ نسائی نے فرمایا: متروک الحدیث امام بخاری نے فرمایا علی بن مدینی نے کہا: ترکت حدیثہ [117] (میں نے اسکی حدیث کو ترک کردیا ہے۔ت) لاجرم حافظ نے تقریب میں کہا: ضعیف۔اس حدیث کی تضعیف شرح بخاری قسطلانی شافعی و شرح مؤطا زرقانی مالکی و شرح منتقی شوکانی ظاہری میں دیکھیے۔ارشاد میں فتح الباری سے ہے:

| | |
|---|---|
| لکن لہ شاھد من طریق حماد عن ایوب عن ابی قلابۃ عن ابن عباس، لااعلمہ الا مرفوعا، انہ کان اذا انزل منزلا فی السفر فاعجبہ اقام فیہ، حتی یجمع بین الظھر والعصر، ثم یرتحل، فاذا لم یتھیأ لہ المنزل مدفی السیر فسار حتی ینزل، فیجمع بین الظھر والعصر۔ خرجہ البیھقی، ورجالہ ثقات، الا انہ مشکوک فی رفعہ، والمحفوظ انہ موقوف۔ وقد اخرجہ من وجہ اٰخر، مجزوما بوقفہ علی ابن عباس، ولفظہ: اذا کنتم سائرین، فذکر نحوہ [118]۔ | لیکن اس کا ایک شاہد ہے جو بطریقہ حماد مروی ہے حماد ایوب سے، وہ ابوقلابہ سے، وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) میرے خیال میں یہ روایت مرفوع ہی ہے کہ جب سفر کے دوران کسی منزل پر اُترتے تھے اور وہ جگہ پسند آجاتی تھی تو وہاں ٹھہر جاتے تھے یہاں تک ظہر وعصر کو یکجا پڑھتے تھے پھر سفر شروع کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی منزل مہیا نہیں ہوتی تھی تو چلتے رہتے تھے یہاں تک کہ کسی جگہ اُتر کر ظہر وعصر کو جمع کرلیتے تھے۔اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں لیکن اس کا مرفوع ہونا مشکوک ہے، محفوظ بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔ بیہقی نے ایک اور سند سے بھی اس کو روایت کیا ہے جس کے مطابق اس کا ابن عباس پر موقوف ہونا یقینی ہے، اس کے الفاظ اس طرح ہیں جب تم چلنے والے ہو (تو یوں کیا کرو کہ۔۔۔۔۔۔) اس کے بعد درج بالا طریقہ مذکور ہے۔(ت) |

شرح مؤطا میں اسے ذکر کرکے فرمایا: وقد قال ابوداؤد لیس فی تقدیم الوقت حدیث قائم [119] (ابوداؤد نے فرمایا، تقدیم وقت پر کوئی حدیث ثابت نہیں۔ت)

**اقول:** وہ ضعیف اور اُس کا یہ شاہد موقوف اگر بالفرض ومرفوع بھی ہوتے تو کیا کام دیتے کہ اُن کا

---

[117] نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار ابواب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳/ ۲۴۴

[118] ارشاد الساری شرح بخاری باب یوخر الظہر الی العصر اذاارتحل الخ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۲/ ۲۰۳)

[119] شرح الزرقانی علی المؤطا امام مالک، الجمع بین الصلاتین والحضر والسفر، مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۱/ ۲۹۲

حاصل تو یہ کہ جو منزل حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو پسند آتی اور دوپہر وہیں ہو جاتا تو ظہر وعصر دونوں سے فارغ ہو کر سوار ہوتے اس میں عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں نکلا بعینہٖ اسی بیان سے شاہد کا سار حتی ینزل فیجمع جمع حقیقی پر اصلا شاہد نہیں اور کانت العصر کا جواب بعونہ تعالٰی بیانات آئندہ سے لیجئے وباللہ التوفیق اگر کہیے روایت شافعی یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اخبرنی ابن ابی یحیٰی عن حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن کریب عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما. فذکر الحدیث. وفیہ جمع بین الظھر والعصر فی الزوال[120]۔ | خبر دی مجھے ابن ابی یحیٰی نے حسین ابن عبداللہ سے کہ کریب نے ابن عباس سے روایت کی ہے، اس کے بعد مندرجہ بالا روایت مذکور ہے اور اس میں ہے کہ زوال کے وقت ظہر وعصر کو جمع کرتے تھے۔ (ت) |

**اقول:** اس کی سند میں ابن ابی یحیٰی رافضی قدوری معتزلی جہمی بھی متروک واقع ہے امام اجل یحیٰی بن سعید بن قطعان وامام اجل یحیٰی بن معین وامام اجل علی بن مدینی وامام یزید بن ہارون وامام ابوداؤد وغیرہم اکابر نے فرمایا: کذاب تھا۔ امام احمد نے فرمایا: ساری بلائیں اُس میں تھیں۔ امام مالک نے فرمایا: نہ وہ حدیث میں ثقہ ہے نہ دین میں۔ امام بخاری نے فرمایا: ائمہ محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے:

| | |
|---|---|
| ابرھیم بن ابی یحیی. احد العلماء الضعفاء. قال یحیی بن سعید: سألت مالکا عنہ. اکان ثقۃ فی الحدیث؟ قال: لا. ولافی دینہ۔ وقال یحیی بن معین: سمعت القطان یقول: ابرھیم بن ابی یحیی کذاب۔ وروی ابوطالب عن احمد بن حنبل. قال: ترکوا حدیثہ، قدری، معتزلی، یروی احادیث لیس لھا اصل وقال البخاری: ترکہ ابن المبارك والناس۔ وروی عبداللہ بن احمد عن ابیہ. قال: قدری، جھمی، | ابراہیم بن ابی یحیٰی ضعیف علماء میں سے ایک ہے۔ یحیٰی ابن سعید نے کہا کہ میں نے اس کے بارے میں مالک سے پُوچھا کہ کیا وہ حدیث میں قابلِ اعتماد تھا؟ انہوں نے جواب دیا: نہ وہ حدیث میں قابلِ اعتماد تھا، نہ دین میں۔ اور یحیٰی ابن معین نے کہا: میں نے قطان کو کہتے سُنا ہے کہ ابرہیم ابن یحیٰی کذاب ہے۔ ابوطالب نے احمد ابن حنبل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: علماء نے اس کی حدیث کو ترک کردیا ہے، قدری ہے، معتزلی ہے، بے اصل حدیثیں روایت کرتا ہے۔ بخاری نے کہا: ابن مبارک نے اور لوگوں نے |

120 مسند الشافعی

| | |
|---|---|
| کل بلاء فیه، ترك النّاس حدیثه، وروی عباس عن ابن معین، کذاب، رافضی۔ وقال محمد بن عثمان بن ابی شیبة: سمعت علیا یقول: ابرھیم بن ابی یحیٰی کذاب۔ وقال النسائی والدارقطنی وغیرھما، متروك[121]۔ | اس کی حدیث کو ترک کردیا ہے۔ عبداللہ ابن احمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: قدری ہے، جہمی ہے، ہر بلا اس میں پائی جاتی ہے، لوگوں نے اس کی حدیث چھوڑدی ہے۔ عباس، ابنِ معین سے ناقل ہے کہ وہ کذاب ہے، رافضی ہے۔ محمد ابن عثمان ابن ابی شیبہ نے کہا ہے: میں نے علی کو کہتے سُنا ہے کہ ابراہیم ابن ابی یحیٰی کذاب ہے۔ نسائی، دارقطنی اور دُوسروں نے کہا کہ متروک ہے۔ (ت) |

اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابن حبان: کان یکذب فی الحدیث[122]۔ | ابن حبان نے کہا کہ حدیث میں جھُوٹ بولتا تھا۔ (ت) |

اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابومحمد الدارمی: سمعت یزید بن ھارون، یکذب ابرٰھیم بن ابی یحیٰی[123]۔ | ابو محمد دارمی نے کہا کہ میں نے یزید ابن ہارون سے سنا کہ وہ ابراہیم ابن ابی یحیٰی کو جھُوٹا قرار دیتے تھے۔ (ت) |

تہذیب التہذیب میں ہے:

| | |
|---|---|
| عن الزھری وصالح مولی التوأمة وعنه الشافعی و اٰخرون، قال عبداللہ بن احمد عن ابیه: کان قدریا، معتزلیا، جھمیا، کل بلاء فیه۔ قال ابوطالب عن احمد بن حنبل: ترك الناس حدیثه، وکان یأخذ احادیث الناس فیضعفها فی کتبه۔ وقال یحیی القطان: کذاب۔ وقال احمد بن سعید بن ابی مریم: قلت لیحیی بن | زہری اور صالح مولی التوامہ سے اور اس سے شافعی اور دیگر علماء نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن احمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ (ابراہیم مذکور) قدری تھا، معتزلی تھا، جہمی تھا، ہر بلا اس میں موجود تھی۔ ابوطالب نے احمد بن حنبل سے نقل کیا کہ لوگوں نے اس کیج حدیث چھوڑدی تھی، وہ لوگوں کی حدیثیں لے کر اپنی کتابوں میں لکھ لیتا تھا۔ یحیٰی قطان نے کہا: جھُوٹا ہے۔ احمد ابن سعید ابن ابی مریم نے کہا: میں نے |

[121] میزان الاعتدال ترجمہ ابراہیم ابن ابی یحیٰی ۱۸۹ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت ۱/ ۵۷۔۵۸
[122] میزان الاعتدال ترجمہ ابراہیم ابن ابی یحیٰی ۱۸۹ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت ۱/ ۶۰
[123] میزان الاعتدال ترجمہ ابراہیم ابن ابی یحیٰی ۱۸۹ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت ۱/ ۶۰

| | |
|---|---|
| معین، فابن ابی یحییٰ؟ قال: کذاب[124]۔ | یحییٰ ابن معین سے ابن ابی یحییٰ کے بارے میں پُوچھا تو انہوں نے کہا: کذّاب ہے۔(ت) |

تذکرۃ الحفاظ میں ہے: قال ابن معین وابوداؤد: رافضی کذاب[125] (ابن معین اور ابوداؤد نے کہا: رافضی ہے، کذاب ہے۔ت) لاجرم تقریب میں ہے: متروك[126] اھ الکل باختصار۔ یہاں تک کہ ابوعمر بن عبدالبر نے کہا اُس کے ضعف پر اجماع ہے کمانقله فی المیزان[127] فی ترجمة عبدالکریم بن ابی المخارق واللہ تعالٰی اعلم۔

**افاضہ ثالثہ:** یوں ہی حدیث دارقطنی:

| | |
|---|---|
| حدثنا احمد بن محمد بن سعید ثنا المنذر بن محمدثنا ابی ثنا محمد بن الحسین بن علی بن الحسین ثنی ابن عن ابیه عن جده عن علی رضی اللہ تعالٰی قال کان صلی اللہ علیه وسلم اذا ارتحل حین تزول الشمس جمع بین الظهر وعجل العصر ،ثم جمع بینهما[128]۔ | حدیث بیان کی ہم سے احمد ابن محمد ابن سعید نے منذر ابن محمد سے،اس نے اپنے باپ سے،اس نے اپنے باپ سے،اس نے محمد سے،اس نے اپنے والد حسین سے،اس نے اپنے والد علی ابن امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ سے،انہوں نے اپنے دادا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر زوال کے وقت روانگی اختیار فرماتے تھے تو ظہر وعصر کو اکٹھاپڑھ لیتے تھے اور اگر روانگی میں جلدی ہوتی تھی تو ظہر کو مؤخر کرکے اور عصر کو مقدم کرکے دونوں کو یکجاپڑھ لیتے تھے۔(ت) |

اس میں سواعترت طاہرہ کے کوئی راوی ثقہ معروف نہیں۔ عمدۃ القاری میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| لایصح اسنادہ،شیخ الدارقطنی ھو ابوالعباس بن عقدۃ،احدالحفاظ، | اس کا اسناد صحیح نہیں ہے کیونکہ دارقطنی کا استاد (احمد) ابوالعباس ابن عقدہ ہے،جو اگرچہ حفّاظِ حدیث |

---

124 خلاصہ تذھیب تہذیب الکمال الخ، ترجمہ ابراہیم ابن ابی یحیی ۲۷۴، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل (شیخوپورہ) ۱/۵۵

125 تذکرۃ الحفاظ ترجمۃ ابراھیم بن محمد المدنی مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱/۲۲۷

126 تقریب التہذیب، ترجمۃ ابراھیم بن محمد المدنی مطبوعہ الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ، پاکستان ص ۲۳

127 میزان الاعتدال ترجمہ عبدالکریم ابن ابی المخارق ۱۵۷۲ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت لبنان ۲/۶۴۶

128 سنن الدارقطنی، باب الجمع بین الصلوٰتین فی السفر مطبوعہ نشر السنّۃ ملتان ۱/۲۹۱

| | |
|---|---|
| لکنه شیعی قلت: بل نص فی موضع اخر من المیزان،فیه وفی ابن خراش،ان فیهما رفضا وبدعة۔اھ ) وقد تکلم فیه الدارقطنی وحمزة السهمی وغیرهما۔وشیخه المنذر بن محمد بن المنذر،لیس بالقوی ایضا قاله الدارقطنی ایضا۔وابوه وجده یحتاج الی معرفتهما[129]۔ | میں سے ہے لیکن شیعہ ہے۔میں نے کہا: بلکہ میزان کے ایک اور مقام میں اس کے اور ابن خراش کے متعلق لکھا ہے کہ ان میں رفض اور بدعت پائی جاتی ہے۔خود دارقطنی اور حمزہ سہمی وغیرہ نے بھی اس پر جرح کی ہے،اور اس کا استاد منذر ابن محمد بن منذر بھی زیادہ قوی نہیں ہے۔یہ بات بھی دارقطنی نے کہی ہے۔اور منذر کا باپ اور دادا دونوں غیر معروف ہیں۔(ت) |

**اقول:** وہ صحیح ہی سہی تو انصافاً صاف صاف ہمارے مفید و موافق ہے اُس کا صریح مفاد یہ کہ سُورج ڈھلتے ہی کُوچ ہوتا تو ظہرین جمع فرماتے پُرظاہر کہ زوال ہوتے ہی کوچ اور جمع تقدیم کا جمع محال۔کیا پیش از زوال ظہر وعصر پڑھ لیتے لاجرم وہی جمع مراد جس کا صاف بیان خود آگے موجود کہ ظہر بدیر اور عصر جلد پڑھتے،یہی جمع صوری ہے **کما لایخفی**۔

**افاضہ رابعہ:** حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اِن شاء اللہ العزیز جمع تاخیر میں آتی ہے اُس میں معروف ومحفوظ ومروی جماہیر ائمہ ثقات وعدول مذکور صحیح بخاری وصحیح مسلم وسُنن ابی داؤد وسنن نسائی ومصنّف طحاوی وغیرہا عامہ دواوین اسلام صرف اس قدر ہے کہ حضور پُر نور صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ اگر دوپہر ڈھلنے سے پہلے کُوچ فرماتے ظہر میں عصر تک تاخیر کرکے ساتھ ساتھ پڑھتے اور اگر منزل ہی پر وقت ظہر آجاتا **صلی الظهر ثم رکب**[130] ظہر پڑھ کر سوار ہوجاتے جس سے بحکم مقابلہ وسکوت فی معرض البیان صاف ظاہر کہ تنہا ظہر پڑھتے عصر اس کے ساتھ نہ ملاتے۔ولہذا نافیانِ جمع تقدیم نے اُس سے تمسک کیا کمافی عمدۃ القاری وارشاد الساری وغیرہما مگر بعض روایات غریبہ میں آیا کہ ظہر وعصر دونوں پڑھ کر سوار ہوتے۔حاکم نے اربعین میں بطریق

| | |
|---|---|
| ابی العباس محمد بن یعقوب عن محمد بن اسحق الصاغانی عن حسان بن عبدالله عن المفضل بن فضالة عن عقیل عن | ابوالعباس محمد ابن یعقوب نے محمد بن اسحٰق صاغانی سے،اس نے حسان ابن عبداللہ سے،اس نے مفضل ابن فضالہ سے،اس نے |

[129] عمدۃ القاری باب الجمع فی السفر بین المغرب والعشاء مطبوعہ الطباعۃ الخیریۃ دمشق ۷/۱۴۹

[130] صحیح بخاری باب اذاارتحل بعد مازاغت الشّمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۰

| | |
|---|---|
| ابن شھاب عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کیفان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر ثم رکب [131]۔ | عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی کہ اگر روانگی سے پہلے زوال ہو جاتا تو ظہر وعصر پڑھ کر سوار ہُوا کرتے تھے۔ (ت) |

جعفر فریابی نے بتفرد خود اسحٰق بن راہویہ سے روایت کی:

| | |
|---|---|
| عن شبابۃ بن سوار عن اللیث عن عقیل عن الزھری عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاکان فی سفر فزالت الشمس صلی الظھر والعصر جمیعاً ثم ارتحل [132]۔ | شبابہ ابن سواد سے، اس نے لیث سے، اس نے عقیل سے، اس نے زہری سے، اس نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے اور زوال ہو جاتا تھا، تو ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے پھر روانہ ہوتے تھے۔ (ت) |

اوسط طبرانی میں ہے:

| | |
|---|---|
| حدثنا محمد بن ابرھیم بن نصر بن شبیب الاصبھانی قال ثناھارون بن عبداللہ الحمال ثنا یعقوب بن محمد الزھری ثنا محمد بن سعد ان ثنا ابن عجلان عن عبداللہ بن الفضل عن انس بن مالك رضی اللہ تعالٰی عنہ ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذاکان فی سفر فزاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر جمیعاً [133]۔ | حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن ابراہیم ابن نصر بن سندر اصبہانی نے ہارون ابن عبداللہ حمال سے، اس نے یعقوب ابن محمد زہری سے، اس نے محمد ابن سوان سے، اس نے ابن عجلان سے، اس نے عبداللہ بن فضل سے، اس نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تھے تو اگر روانگی سے پہلے سورج ڈھل جاتا تھا تو ظہر وعصر کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے۔ (ت) |

روایت اسحٰق پر امام ابوداؤد نے انکار کیا اسمٰعیل نے اُسے معلول بتایا کمافی العمدۃ وغیرھا۔

| | |
|---|---|
| **اقول:** الامام اسحٰق رضی اللہ تعالٰی عنہ، لاکلام فی جلالۃ قدرہ وعظمۃ فخرہ، لکن نص الامام ابوداؤد انہ | **میں کہتا ہوں:** امام اسحٰق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی قدر اور عظمت افتخار میں کوئی شک نہیں ہے لیکن امام ابوداؤد نے تصریح کی ہے کہ وفات سے |

131 اربعین للحاکم

132 میزان الاعتدال بحوالہ جعفر فریابی ترجمہ ۱۵۴۳ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۳۸۳

133 معجم الاوسط حدیث ۷۵۴۸ مکتب المعارف ریاض ۸/۲۷۱-۲۷۲

| | |
|---|---|
| کان تغیر قبل موته باشهر ،قال: وسمعت منه فی تلك الایام فرمیت به[134]۔ کمافی التنذهیب۔ وذکر الحافظ المزی حدیثه الذی زاد فیه علی اصحاب سفیٰن، فقال: اسحٰق اختلط فی اٰخر عمره[135]۔ کمافی المیزان۔ ولاشك انه رحمه الله تعالٰی کان کثیر التحدیث عن ظهر قلبه، املی المسند کله من حفظه[136]۔ کمافی التنذهیب، قال: قال احمد بن اسحٰق الضبعی: سمعت ابرهیم بن ابی طالب، یقول: فذکره۔ فلاغروان یعتریه خطؤ فی حدیث او حدیثین، ومن المعصوم عن مثل ذلك فی سعة ماروی وکثرته؟ | چند ماہ پہلے اس کے حافظے میں تغیر آگیا تھا۔ ابوداؤد نے کہا کہ انہی دنوں میں مَیں نے اُس سے کچھ سنا تھا اور اس کی وجہ سے مجھے مطعون کیا گیا۔ جیسا کہ تذہیب میں ہے۔ اور حافظ مزی نے اس کی وہ حدیث ذکر کرنے کے بعد، جس میں اس نے اصحاب سفیٰن کے الفاظ پر اضافہ کیا ہے، کہا ہے کہ اسحٰق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آخر عمر میں اس کو اختلاط ہوگیا تھا، جیسا کہ میزان میں ہے۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ اسحٰق (رحمہ اللہ تعالٰی) بے شتر حدیثیں محض یاد کے سہارے بیان کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے پُورا مسند اپنی یاد سے املا کرادیا تھا، جیسا کہ تذہیب میں ہے کہ احمد بن اسحٰق ضبعی نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم بن ابی طالب کو یہ بات کہتے سنا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے وہی (مسند کے املاء والی بات) ذکر کی ہے۔ تو اس صورت میں اگر اسحٰق سے ایک یا دو حدیثوں میں خطا واقع ہوجائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس قدر وسیع اور کثیر روایات میں اتنی تھوڑی سی خطا سے اور کون معصوم ہے؟ (ت) |

لاجرم امام ذہبی شافعی نے اس حدیث کو منکر کہا، اور امام اسحٰق کی لغزش حفظ واشتباہ سے گنا۔

| | |
|---|---|
| حیث قال: وکذا حدیث رواه جعفر الفریابی ثنا اسحٰق بن راهویه ثنا شبابة عن اللیث عن عقیل عن ابی شهاب عن انس رضی الله تعالٰی عنه کان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذاکان فی سفر فزالت | چنانچہ اس نے کہا ہے کہ اسی طرح وہ حدیث جسے روایت کیا ہے فریابی نے اسحٰق ابن راہویہ سے، اس نے شبابہ سے، اس نے لیث سے، اس نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب سفر میں |

[134] میزان الاعتدال بحوالہ ابوداؤد (ترجمہ اسحٰق بن راہویہ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۸۳

[135] میزان الاعتدال بحوالہ ابوداؤد (ترجمہ اسحٰق بن راہویہ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۸۳

[136] خلاصہ تذہیب تذہیب الکمال ترجمہ اسحٰق بن راہویہ مطبوعہ المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل ۱/۶۹

| | |
|---|---|
| الشمس صلی الظهر والعصر ثم ارتحل۔فهذا علی نبل رواته منکر ،فقد رواه مسلم عن الناقد عن شبابة (وذکر لفظه) تابعه الزعفرانی عن شبابة ،واخرجه خ م من حدیث عقیل عن ابن شهاب عن انس (وذکر لفظه ،ای ولیس فی شیئ منها: والعصر۔قال:) ولاریب ان اسحٰق کان یحدث الناس من حفظه ،فلعله اشتبه علیه[137]۔ | ہوتے تھے اور سورج ڈھل جاتا تھا تو ظہر وعصر پڑھتے تھے پھر روانہ ہوتے تھے۔تو یہ حدیث راویوں کی عمدگی کے باوجود منکر ہے کیونکہ اس کو مسلم نے ناقد سے،اس نے شبابہ سے روایت کیا ہے (یہاں ذہبی نے اس کے الفاظ ذکر کیے ہیں) اسی طرح زعفرانی نے بھی اس کو شبابہ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی اس کو عقیل سے،اس نے ابن شہاب سے،اس نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے (یہاں ذہبی نے مسلم کے الفاظ ذکر کیے ہیں، مقصد یہ ہے کہ بخاری ومسلم کی کسی روایت میں عصر کا ذکر نہیں ہے (صرف ظہر کا ذکر ہے۔ذہبی نے کہا) اس میں کوئی شک نہیں کہ اسحٰق لوگوں کے سامنے اپنی یاد سے حدیثیں بیان کیا کرتا تھا،ہوسکتا ہے کہ اس کو اشتباہ واقع ہُوا ہو۔(ت) |

اس کے بعد ہمیں شبابہ بن سوار میں کلام کی حاجت نہیں کہ وہ اگرچہ رجال جماعہ وموثقین ابنائے معین وسعد وابی شیبہ سے ہے مگر مبتدع مکلّب تھا امام احمد نے اُسے ترک کیا، امام ابوحاتم رازی نے درجہ حجیت سے ساقط بتایا۔تہذیب التہذیب امام ابن حجر عسقلانی میں ہے:

| | |
|---|---|
| شبابة بن سوار الفزاری ،قال احمد بن حنبل: ترکته ،لم اکتب عنه للارجا۔قیل له: یا ابا عبد الله! وابومعویة ،قال: شبابة کان داعیة۔ وقال زکریا الساجی: صدوق ،یدعو الی الارجا ،کان احمد یحمل علیه[138]۔ | شبابہ ابن سوار فزاری احمد بن حنبل نے کہا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس سے حدیثیں نہیں لکھیں کیونکہ وہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔کسی نے کہا کہ (ارجاء کا عقیدہ تو) ابومعاویہ بھی رکھتا ہے۔احمد نے کہا (ہاں، مگر) شبابہ ارجاء کا داعی تھا۔ زکریا ساجی نے کہا کہ سچّا ہے، ارجاء کا داعی ہے۔احمد اس پر تنقید کیا کرتے تھے۔ت) |

اُسی میں ہے: قال ابوحاتم: صدوق ،یکتب حدیث ولایحتج به[139] (ابوحاتم نے کہا ہے

[137] میزان الاعتدال ترجمہ اسحٰق بن راہویہ ۷۳۳ مطبوعہ دارالمعرفت بیروت ۱/۱۸۳

[138] تہذیب التہذیب عسقلانی ترجمہ شبابہ بن سوار الفزاری مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۴/۳۰۱

[139] تہذیب التہذیب عسقلانی ترجمہ شبابہ بن سوار الفزاری مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۴/۳۰۱

کہ سچا ہے، اس کی حدیث لکھی جائے مگر اس کو حجت نہ بنایا جائے۔ت) اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابوبکر الاثرم عن احمد بن حنبل: کان یدعو الی الارجاء، وحکی عنه قول اخبث من هذه الاقاویل، قال: اذا قال فقد عمل بجارحته۔ وھذا قول خبیث، ماسمعت احدا یقوله[140]۔ | ابوبکر اثرم نے احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ اسحٰق عقیدہ ارجاء کی دعوت دیتا تھا اور اس سے ایک ایسا قول بھی منقول ہے جو ان تمام باتوں سے زیادہ خبیث ہے۔ اس نے کہا کہ جب (اللہ تعالٰی) کوئی بات کہتا ہے تو یقینا اپنے ایک عضو (زبان) کو کام میں لاتا ہے۔ یہ ایک خبیث قول ہے، میں نے کسی کو یہ بات کہتے نہیں سُنا۔ (ت) |

اُسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| قال ابوبکر محمد بن ابی الثلج، حدثنی ابوعلی بن سختی المدائنی، حدثنی رجل معروف من اھل المدائن، قال: رأیت فی المنام رجلا نظیف الثوب حسن الھیأة، فقال لی: من این انت؟ قلت: من اھل المدائن، قال: من اھل الجانب الذی فیه شبابة؟ قلت: نعم! قال فانی ادعو اللّٰه، فامن علی دعائی: اللھم! ان کان شبابة یبغض اھل نبیك فاضربه الساعة بفالج قال: فانتبھت، وجئت الی المدائن وقت الظھر، واذا الناس فی ھرج، فقلت، ماللناس؟ قالوا: فلج شبابة فی السحر، ومات الساعة[141]۔ | ابوبکر محمد بن ابی الثلج نے کہا کہ مجھے ابوعلی ابن سختی مدائنی نے بتایا کہ مجھ سے مدائن کے ایک مشہور آدمی نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں ایک خوش لباس اور خوش شکل شخص کو دیکھا اس نے مجھ سے پُوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا میں اہلِ مدائن میں سے ہوں۔ اس نے پوچھا مدائن کے اُس حصے میں رہتے ہو جس میں ابوشبابہ رہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا کہ پھر میں ایک دعا کرتا ہوں اور تم آمین کہو۔ (اس نے یوں دُعا کی:) اے اللہ! اگر شبابہ تیرے نبی کے اہل سے بغض رکھتا ہے تو اس کو اسی وقت فالج میں مبتلا کردے۔ اس آدمی نے کہا کہ یہ دیکھ کر میں جاگ گیا اور ظہر کے وقت مدائن (کے اس حصّے میں جہاں شبابہ رہتا تھا) گیا تو دیکھا کہ لوگوں میں اضطراب پایا جاتا ہے، میں نے پوچھا کہ لوگ کیوں پریشان ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آج سحر کے وقت شبابہ پر فالج گرا اور ابھی ابھی مر گیا ہے۔ (ت) |

---

[140] تہذیب التہذیب عسقلانی ترجمہ شبابہ سوار الفزاری مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۴/ ۳۰۲

[141] تہذیب التہذیب عسقلانی ترجمہ شبابہ سوار الفزاری مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۴/ ۳۰۲

روایت حاکم وطبرانی کو خود مُلّاجی بھی ضعیف مان چکے، فرماتے ہیں ف[1]: مؤلف نے دلائل میں وہ حدیثیں بیان کی ہیں جن کی طرف ہم کو کچھ التفات نہیں یعنی ایک روایت ابوداؤد جس کے راوی میں ضعف تھا ایک روایت معجم اوسط طبرانی ایک روایت اربعین حاکم نقل کرکے اُن پر طعن کردیا اور جو روایتیں صحیحہ متداول تھیں نقل کرکے اُن کا جواب نہیں دیا یہ کیا دینداری ہے اور کیا مردانگی کہ بخاری ومسلم کو چھوڑ کر اربعین حاکم اور اوسط طبرانی کو جا پکڑا اور اُن سے دو[2] روایتیں ضعیف نقل کرکے اُن کا جواب دیا۔ لہذا ہمیں ان کے باب میں تفصیل کلام کی حاجت نہ رہی ع:

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خیر یہ تو مُلّاجی سے خدا جانے کس مجبوری نے کہلوا چھوڑ مگر ستم۔

**لطیفہ:** اس مافات کی تلافی یہ ہے کہ جب یہ روایتیں ناقابل احتجاج نکل گئیں خود روایت صحیحین میں لفظ والعصر بڑھادیا، فرماتے ف[2] ہیں روایت کی بخاری اور مسلم نے انس سے (الی قولہ) **فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر والعصر ثم رکب۔**

**اقول:** مُلّاجی حنفیّہ کی مروی تو بحمداللہ آپ نے دیکھ لی اب بعونہ تعالٰی اور دیکھئے گا یہاں تک کہ آپ کی سب ہوسوں کی تسکین ہوجائے مگر دینداری ومردانگی اس کا نام ہوگا کہ مشہور ومتداول کتب میں تحریف کے لئے مردانہ پن کا دعوٰی ہے تو صحیحین میں اس عبارت کا نشان دیجئے ایک زمانہ میں آپ کو خبط کفری جاگا تھا کہ زمین کے طبقاتِ زیریں میں حضور پُرنور منزہ عن المثل والنظیر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے معاذاللہ چھ مثل موجود ہیں یہ بخاری مسلم شاید اُنہیں طبقات کی ہوں گی۔

**ثم اقول:** وباللہ التوفیق یہ سب کلام بالائی تھی فرض کرلیجئے کہ یہ روایت صحیحہ بلکہ خود صحیحین موجود سہی پھر تمہیں کیا نفع اور ہمیں کیا ضرر اُس کا تو اتنا حاصل کہ سورج منزل ہی میں ڈھل جاتا تو ظہر وعصر دونوں سے فارغ ہوکر سوار ہوتے اس سے عصر کا پیش از وقت پڑھ لینا کہاں سے نکلا۔

**اوّلاً:** واو مطلق جمع کے لئے ہے نہ معیت وتعقیب کے واسطے، جمیعا بھی اُسی مطلق جمع کی تاکید کرتا ہے جو مفاد واو ہے اُس کا منطوق صریح اجتماع فی الحکم ہے عـہ نہ خواہی نخواہی اجتماع فی الوقت آیہ کریمہ ۔۔۔ اِلیٰ ا۔

---

عـہ: بیضاوی شریف میں زیر آیہ کریمہ ۔۔۔۔۔۔ ہے

حال فی اللفظ، تاکید فی المعنی، کانہ قیل: اھبطوا انتم اجمعون؛ ولذلك لایستدعی اجتماعھم علی الھبوط فی زمان واحد کقولك جاؤا جمیعا۔اھ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)۔

"جمیعا" لفظًا حال ہے، معنًی تاکید ہے، گویا کہ کہا گیا، تم سب اترو۔ اسی لئے اس کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ سب ایک ہی وقت میں اتریں، جیسا کہ تم کہتے ہو کہ سب آئے اھ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

ف[1] معیار الحق ص ۳۶۵، ۳۶۶۔ ف[2] معیار الحق ص ۳۷۹

..یُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ..نَ. [142] [143] (اور توبہ کرو اللہ تعالٰی کی طرف تم سب اے اہلِ ایمان! تاکہ تم فلاح پاؤ۔ت)

نے یہ ارشاد فرمایا کہ سب مسلمان توبہ کریں حکمِ توبہ سب کو شامل ہو یا یہ فرض کیا کہ تمام دنیا کے مسلمان ایک وقت ایک ساتھ مل کر معًا توبہ کریں۔

**ثانیًا**: اجتماع فی الوقت کہ بذریعہ فردیتِ اجتماع فی الحکم مفاد ہو یا خود اس کے لئے بھی وضع مانو اُس وقت سے وقتِ نماز مراد نہیں ہوسکتا کہ وضع الفاظ تعیینِ اوقات نماز سے مقدم ہے لفظ **جمیعا** اپنے معنی لغوی پر اہل جاہلیت بھی بولتے تھے جنہیں نماز سے خبر تھی نہ اُس کے وقت سے، تو لاجرم اس تقدیر پر اس کا مفاد اتحاد زمانہ وقوع و مقارنت فی الصدور ہوگا وہ دو۲ نماز فرض میں ناممکن اور اتصال بروجہ تعقیب اس معنی جمیعا کا فرد نہیں بلکہ صریح مباین، لاجرم پھر اُسی معنی واضح و روشن واقل متیقن یعنی اجتماع فی الحکم کی طرف رجوع لازم کہ تاصحت حقیقت مجاز کی طرف مصیر ناجاز خصوصًا مستدل کو۔

**ثالثًا**: تعقیب ہی سہی پھر جمع صوری کی نفی کہاں سے ہوئی صلّی جمیعا یوں بھی صادق اور ادعائے تقدیم باطل وزاہق **هکذا ینبغی التحقیق واللہ ولی التوفیق بحمداللہ** آفتاب کی طرح روشن ہُوا کہ جمع تقدیم پر اصلًا کوئی دلیل نہیں کسی حدیث صحیح میں اس کی بُو بھی نہیں، ملّاجی کا قطعی و مفسر کہہ دینا خدا جانے کس نشہ کی ترنگ تھی، سبحٰن اللہ! کیا ایسی ہی ہوسوں پر توقیت منصوص قرآن ونصوص اور پیش از وقت نماز کے بطلان پر اجماعِ اُمت ترک کردئی جائیں گے اور خدا ورسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے باندھے ہُوئے اوقات اُلٹ پُلٹ ہوسکیں گے، یہ اچھا عمل بالحدیث ہے کہ اپنی خیال بندیوں پر رگ دعوی بلند اور قرآن عظیم وحدیث واجماع سب سے آنکھیں بند ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔

# فصل سوم تضعیف دلائل جمع تاخیر

الحمدللہ جمع تقدیم کے جواب سے فراغِ تام ملا، اب جمع تاخیر کی طرف چلیے۔ ملّاجی بہزار کاوش وکاہش یہاں بھی دو۲ ہی حدیثیں چھانٹ پائے جن کے الفاظ متعددہ کے ذکر سے شاید عوام کو یہ وہم دلانا ہو کہ اتنی حدیثیں ہیں، یہ دو۲ حدیثیں وہی احادیث ابن عمر وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم مذکورہ صدر فصل اول وافاضہ ثالثہ ہیں جن کے بعض طرق والفاظ حدیث اول جمع صوری وحدیث اول ودوم حدیث مجملہ میں گزرے ان کے بعض الفاظِ بعض طرق کو

---

[142] القرآن ۲۴/ ۳۱

[143] انوار التنزیل علی ہامش القرآن الکریم مصطفی البابی مصر ص ۱۸

ملّاجی جمع حقیقی میں نص صریح سمجھ کر لائے اور بزعمِ خود بہت چمک چمک کر دعوے فرمائے ادھر کے متکلمین نے اکثر افادات علمائے سابقین اور بعض اپنے سوانح جدیدہ سے اُن کے جوابوں میں کلام طویل کیے، فقیر غفرلہ المولی القدیر کا یہ مختصر جواب نقل اقاویل وجمع ماقال وقیل کے لئے نہیں لہٰذا بعونہ تعالٰی وہ افادات تازہ سُنیے کہ فیض مولائے اجل سے قلب عبدِ اذل پر فائض ہُوئے اہلِ نظر اگر مقابلہ کریں جلیل وعظیم فرق پر خود ہی مُطلع ہوں گے **واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم** (اللہ تعالٰی اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے مخصوص فرمادے اور اللہ تعالٰی علم وفضل والا ہے۔ت)

**اقول:** وبحول اللہ اصول حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے چالیس سے زیادہ طرق اس وقت پیشِ نظر فقیر ہیں اُن میں نصف سے زائد تو محض مجمل جن میں اٹھارہ کی طرف ہم نے احادیث مجملہ میں اشارہ کیا رہے نصف سے کم اُن میں اکثر صاف صاف جمع صوری کی تصریح کررہے ہیں جن میں سے چودہ[۱۴] روایات بخاری وابوداؤد ونسائی وغیرہم سے اُوپر مذکور ہُوئے، ہاں بعض میں ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا بعد غروب شفق جمع کرنا مذکور، ان میں بھی بعض محض موقوف مثل روایت[۱] موطائے امام محمد:

| | |
|---|---|
| اخبرنا مالك عن نافع ان ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حین جمع بین المغرب والعشاء، سار حتی غاب الشفق[144]۔ | مالک، نافع سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے جب مغرب وعشاء کو جمع کیا تھا تو چلتے رہے تھے یہاں تک شفق غائب ہوگئی تھی۔(ت) |

اور بعض میں رفع ہے تو بالفاظ اجمال یعنی حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے تصریحًا اسی قدر منقول کہ جمع فرمائی قدر مرفوع میں غیبت شفق پر تنصیص نہیں مثل روایت[۲] بخاری:

| | |
|---|---|
| حدثنا سعید بن ابی مریم اخبرنا محمد بن جعفر قال اخبرنی زید، ھو ابن اسلم، عن ابیہ، قال: کنت مع عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما بطریق مکّة، فبلغه عن صفیة بنت ابی عبید شدة وجع، فاسرع السیر، حتی اذاکان بعد غروب الشفق، ثم نزل فصلی المغرب | حدیث بیان کی ہم سے سعید ابن ابی مریم نے، اس کو خبر دی محمد ابن جعفر نے، اس کو زید بن اسلم نے اپنے والدی سے کہ میں مکّہ کے راستے میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے ساتھ تھا تو ان کو صفیہ بنت ابی عبید کے بارے میں اطلاع ملی کہ وہ سخت درد میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رفتار تیز کردی یہاں تک کہ شفق غروب ہوگئی۔ اس کے بعد وہ اترے اور |

144 مؤطاامام محمد باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر مطبوعہ مجتبائی لاہور ص ۱۳۱

| | |
|---|---|
| والعتمۃ، یجمع بینھما، فقال: انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذاجدبہ السیر اخر المغرب وجمع بینھما[145]۔ | مغرب وعشاء کی نماز پڑھی، دونوں کو جمع کیا، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب انہیں سفر میں جلدی ہوتی تھی تو مغرب کو مؤخر کرکے دونوں کو جمع کرلیتے تھے۔(ت) |

وروایت ۳ مسلم:

| | |
|---|---|
| حدثنا محمد بن مثنی نایحیی عن عبیداللہ عن نافع ان ابن عمر کان اذاجدبہ السیر جمع بین المغرب والعشاء، بعد ان یغیب الشمس، ویقول: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذاجدبہ السیر جمع بین المغرب والعشاء[146]۔ورواہ الطحاوی فقال: حدثنا ابن ابی داؤد ثنامسدد ثنا یحیی[147] بہ، سندًا ومتنا۔ | حدیث بیان کی ہم سے محمد ابن مثنی نے یحیٰی سے، اس نے عبیداللہ سے، اس نے نافع سے کہ ابن عمر کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو شفق غائب ہونے کے بعد مغرب وعشا کو جمع کرلیتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو مغرب وعشاء کو جمع کرلیتے تھے۔ طحاوی نے بھی ابن ابی داؤد سے، اس نے مسدد سے، اس نے یحیٰی سے یہی روایت کی ہے، ایک ہی سند اور متن کے ساتھ۔(ت) |

وروایت ۴ ابی داؤد:

| | |
|---|---|
| حدثنا سلیمٰن بن داود العتکی نا عماد نا ایوب عن نافع ان ابن عمر، استصرخ علی صفیۃ، وھو بمکۃ، فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم، **فقال:** ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا عجل بہ امر فی سفر بین ھاتین الصلاتین، | حدیث بیان کی ہم سے سلیمان ابن داؤد عتکی نے عماد سے، اس نے ایوب سے، اس نے نافع سے کہ ابن عمر جب مکّہ میں تھے تو ان کو صفیہ کی شدید بیماری کی اطلاع ملی اور وہ چل پڑے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے ظاہر ہوگئے، تو کہا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جب سفر میں |

145 صحیح للبخاری باب المسافراذاجدبہ السیر وتعجل الی اہلہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۳

146 صحیح لمسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۵

147 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین کیف ھو مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۲

| | |
|---|---|
| فسار حتی غاب الشفق، فنزل فجمع بینهما[148]۔ | کسی کام کی جلدی ہوتی تھی تو ان دو۲ نمازوں کو جمع کر لیتے تھے۔ پھر چلتے رہے، یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی تو اُترے اور دونوں کو اکٹھا پڑھا۔ (ت) |

ضمیر سارا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی طرف ہے بدلیل روایت طحاوی:

| | |
|---|---|
| حدثنا ابن مرزوق ثنا عازم بن الفضل ثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما، استصرخ علی صفیة بنت عبید، وهو بمکة، فاقبل الی المدینة، فسار حتی غربت الشمس وبدت النجوم، وکان رجل یصحبه، یقول: الصلاة 'الصلاة، وقال له سالم: الصلاة، فقال: ان رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم، کان اذا عجل به السیر فی سفر جمع بین هاتین الصلاتین، وانی ارید ان اجمع بینهما، فسار حتی غاب الشفق، ثم نزل فجمع بینهما[149]۔ | حدیث بیان کی ہم سے ابن مرزوق نے عازم ابن فضل سے، اس نے حماد ابن زید سے، اس نے ایوب سے، اس نے نافع سے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکّہ میں تھے تو آپ کو صفیہ بنت ابی عبید کی شدید علالت کی خبر ملی۔ چنانچہ آپ مدینہ کی جانب روانہ ہوگئے اور مسلسل چلتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے چمکنے لگے۔ ابن عمر کے ساتھ ایک شخص تھا جو کہہ رہا تھا" نماز، نماز"۔ سالم نے بھی کہا" نماز" (یعنی نماز کا وقت جارہا ہے) تو ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو ان دو۲ نمازوں کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے اور میں چاہتا ہوں کہ اکٹھّا پڑھ لُوں۔ پھر چلتے رہے، یہاں تک کہ شفق غائب ہو گئی، اس وقت اتر کر دونوں کو اکٹھا پڑھا۔ (ت) |

ولہٰذا امامِ اجل ابو جعفر اس حدیث کو روایت کرکے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| انما اخبر بذلك من فعل ابن عمر رضی الله تعالٰی عنهما، وذکر عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم الجمع، ولم یذکر کیف جمع[150]۔ | اس میں تو صرف ابنِ عمر کا عمل مذکور ہے اور انہوں نے اگرچہ یہ تو بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع کیا کرتے تھے مگر یہ ذکر نہیں کیا کہ کیسے جمع کیا کرتے تھے۔ (ت) |

148 سُنن ابی داوٗد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۰

149 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۲

150 شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۲

البتہ غیر صحیحین کی بعض روایات میں فعل یکتف کی طرف اشارہ کرکے رفع ہے وہ یہ ہیں، روایت ۵ ابی داؤد:

| | |
|---|---|
| حدثنا عبدالملك ابن شعيب نا ابن وهب عن الليث، قال: قال ربيعة، يعنى كتب اليه، حدثنى عبدالله بن دينار، قال: غابت الشمس، وانا عند عبدالله بن عمر، فسرنا، فلما رأيناه قدامسى، قلنا: الصلاة، فسار حتى غاب الشفق وتصوبت النجوم، ثمّ انه نزل فصلى صلاتين جميعا، ثم قال: رأيت رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم اذاجدبه السير صلى صلاتى هذه، يقول يجمع بينهما بعد ليل [151]۔ | حدیث بیان کی ہم سے عبدالملک ابن شعیب نے، اس نے ابن وہب سے، اس نے لیث سے، اس نے کہا کہ ربیعہ نے میری طرف لکھا کہ عبداللہ ابن دینار نے مجھے بتایا ہے کہ میں عبداللہ ابن عمر کے ساتھ تھا کہ سُورج ڈوب گیا تو ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب شام ہوگئی تو ہم نے کہا "نماز"۔ مگر وہ چلتے رہے یہاں تک کہ شفق غائب ہوئی اور تارے نمایاں ہوگئے، اس وقت آپ اُترے اور دونوں نمازیں اکٹھی پڑھیں، پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ کو سفر میں جلدی ہوتی تھی تو جس طرح میں نے نماز پڑھی ہے اسی طرح آپ بھی پڑھا کرتے تھے، یعنی رات ہونے کے بعد اکٹھا پڑھتے تھے۔ (ت) |

روایت ۶ ترمذی:

| | |
|---|---|
| حدثنا هناد نا عبدة عبيدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالٰى عنهما، انه استغيث على بعض اهله فجدبه السير، وأخر المغرب حتى غاب الشفق، ثم نزل فجمع بينهما، ثم اخبرهم: ان رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم كان يفعل ذلك اذاجدبه السير۔ قال ابوعيسى: هذا حديث حسن صحيح [152]۔ | حدیث بیان کی ہم سے ہناد نے عبدۃ سے، اس نے عبیداللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو اپنے اہل خانہ میں سے کسی کی سخت بیماری کی اطلاع ملی تو تیزی سے روانہ ہُوئے اور مغرب کو اتنا مؤخر کیا کہ شفق ڈوب گئی، پھر دونوں کو ملا کر پڑھا، بعد میں ساتھیوں کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو جب سفر میں جلدی ہوتی تھی تو اسی طرح کرتے تھے۔ ابوعیسٰی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ت) |

151 سُنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱/۱۷۲

152 جامع الترمذی باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین مطبوعہ امین کمپنی دہلی ۱/۷۲

روایت (۷) نسائی:

| | |
|---|---|
| اخبرنا اسحٰق بن ابرھیم ثنا سفیٰن عن ابن ابی نجیح عن اسمٰعیل بن عبدالرحمٰن عن شیخ من قریش،قال: صحبت ابن عمر الی الحمی،فلما غربت الشمس،ھبت ان اقول لہ: الصلاۃ،فسار حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء،ثم نزل فصلی المغرب ثلث رکعات،ثم صلی رکعتین علی اثرھما،قال: ھکذا ارأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یفعل[153]۔ | خبر دی ہمیں اسحٰق ابن ابراہیم نے سفیان سے،اس نے ابو نجیح سے،اس نے اسمٰعیل ابن عبدالرحمان سے جو کہ ایک قریشی شیخ ہے کہ میں ابن عمر کے ساتھ تھاجب وہ چراگاہ کو گئے اور سورج ڈوب گیا توان کی ہیبت کی وجہ سے میں ان کو نماز کے بارے میں نہ کہہ سکا چنانچہ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ اُفق کی سفیدی ختم ہو گئی اور عشاء کی سیاہی ماند پڑ گئی،اس وقت اترے اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں،پھر متصلاً (عشاء کی) دو رکعتیں پڑھیں کہ کہاکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کواسی طرح پڑھتے دیکھا ہے۔(ت) |

بظاہر زیادہ مستحقِ جواب یہی تین روایتیں تھیں مگر فقیر بعون الملک القدیر عزوجل وہ جوابات شافیہ وکافیہ وتقریرات صافیہ ووافیہ بیان کرے کہ یہ ساتوں طرق اور ان کے سوا اور بھی کچھ ہو تو سب کو بحول اللہ تعالٰی کفایت کریں۔

**فاقول:** وباللہ التوفیق وبہ العروج علی اوج التحقیق۔

**جواب اوّل:** اسی حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے طرق کثیرہ جلیلہ صحیحہ کہ سابقًا ہم نے ذکر کیے صاف دواشگاف بآواز بلند تصریحات قاہرہ فرمارہے ہیں کہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہمانے نمازِ مغرب غروبِ شفق سے پہلے پڑھی اور عشاء غروبِ شفق کے بعد،اور اسی کو حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیااُن روایات صحاح وحسان وجلیلۃ الشان پر پھر نگاہِ تازہ کیجئے۔امام سالم صاحبزادہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم اپنی روایات مرویہ صحیح بخاری وسُنن نسائی وصحیح اسمٰعیلی وغیرہا میں فرمارہے ہیں کہ دو تین میل چل کر جب تارے کھل آئے اُتر کر مغرب پڑھی پھر ٹھہر کر عشاء۔عبداللہ واقد شاگرد حضرت ابن عمر اپنی روایات مرویہ سنن ابی داؤد میں روشن تر فرماتے ہیں کہ غروبِ شفق سے پہلے اُتر کر مغرب پڑھی پھر منتظر رہے یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اُس وقت عشاء پڑھی،طرفہ یہ کہ وہی امام نافع تلمیذ خاص ورفیق سفر وحضرابن عمر کہ ان غروب شفق

---

153 سنن النسائی کتاب المواقیت،الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۹

والی سات روایتوں میں چار اُنہیں سے ہیں وہی وہاں اپنی روایات کثیرہ مرویہ سُنن ابی داؤد و سنن نسائی وغیرہا میں یوں ہی واضح و جلی تر فرمارہے ہیں کہ جب تک مغرب پڑھی ہے شفق ہر گز نہ ڈوبی تھی بلکہ بعد کو بھی انتظار فرمانا پڑا جب ڈوب گئی اُس وقت عشا کی تکبیر کہی اور اوّل تاآخران سب روایات میں تصریح صریح ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے بلکہ حدیث امام سالم میں یوں ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جسے جلدی ہو وہ اس طرح پڑھا کرے، للہ انصاف! ان صاف الفاظ مفسر نصوص میں کہیں بھی گنجائشِ تاویل و تبدیل ہے اور شک نہیں کہ قصّہ صفیہ زوجہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم جو وہاں اور یہاں دونوں طرف کی روایات میں مذکور ایک ہی بار تھا بلکہ انہیں امام نافع سے مروی کہ ابن عمر سے عمر بھر میں صرف اسی بار جمع معلوم ہے اس کے سوا کسی سفر میں انہیں جمع کرتے نہیں دیکھا، سُنن ابی داؤد میں بطریق امام ایوب سختیانی مذکور:

| | |
|---|---|
| انہ لم یرابن عمر جمع بینھما قط،الاتلك اللیلہ،یعنی لیلۃ استصرخ علی صفیۃ [154] اھ اماما قال: وروی من حدیث مکحول عن نافع: انہ رأی ابن عمر فعل ذلك مرۃ اومرتین [155]۔اھ فاقول: فیہ شك والشك لایعارض الجزم۔ | کہ اس نے ابن عمر کو کبھی دو نمازیں جمع کرتے نہیں دیکھا مگر اس رات۔یعنی صفیہ کی بیماری کی اطلاع والی رات۔اور وہ جو اس نے کہا ہے کہ مکحول کی حدیث میں نافع سے مروی ہے کہ اس نے ابن عمر کو ایک بار جمع کرتے دیکھا تھا یا دو بار،تو میں کہتا ہوں کہ اس میں شک ہے اور شک سے یقین کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔(ت) |

حدیث نسائی وطحاوی میں انہیں امام نافع سے گزرا کہ میں نے اُن کی عادت یہی پائی تھی کہ نماز کی محافظت فرماتے۔

حدیث کتاب الحجج میں انہیں نافع سے تھا کہ ابن عمر اذان ہوتے ہی مغرب کے لئے اُترے اس بار دیر لگائی، روایت نسائی وطحاوی وحجج میں تھا ہمیں گمان ہوا کہ اس وقت نماز اُنہیں یاد نہ رہی یہ سب اُسی قول نافع کے مؤید ہیں معہذا شک نہیں کہ اصل عدم تعدد ہے تو جب تک صراحۃً تعدد ثابت نہ ہوتا اُس کے ادعا کی طرف راہ نہ تھی خصوصًا مستدل کو جسے احتمال کافی نہیں دفع تعارض کے لئے اس کا اختیار اس وقت کام دیتا کہ خود قصہ صفیہ میں دونوں روایات صحیحہ قبل غروب وبعد غروب موجود نہ ہوتیں۔

| | |
|---|---|
| فسقط ماالتجأ الیہ بعض المتأخرین،من العلماء المخالفین فی المسألۃ،ظنا منہ انہ یدرؤ بہ التعارض، وماکان | وہ توجیہ ساقط ہو گئی جس کو اس مسئلے کے مخالف علماء متاخرین نے اس خیال سے اختیار کیا ہے کہ اس طرح تعارض رفع ہو جائیگا، حالانکہ اس |

154 سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۱

155 سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/ ۱۷۱

| | |
|---|---|
| لینڈری ئ بہ۔ | توجیہ سے تعارض رفع نہیں ہوتا۔(ت) |

ناچار خود ملّاجی کو بھی ماننا پڑا کہ یہ سب طرق وروایات ایک ہی واقعے کی حکایات ہیں۔قصہ صفیہ میں حدیث سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم بطریق کثیر بن قارو ئندا مروی سنن نسائی پر براہِ عیاری بھی جب کوئی طعن نہ گھڑسکے تو اُسے مخالف حدیث شیخین ٹھہرا کر رَد کر دیا کہ اس میں مغرب کا بین الوقتین پڑھنا ہے اور ان میں بعد غروب شفق،لہٰذا یہ شاذ و مردود ہے جس کی نقل لطیفہ ہفتم افادہ یکم میں گزری حالانکہ حدیث مسلم کے لفظ ابھی سُن چکے اُس میں قصہ صفیہ کا ذکر نہیں،تو جب تک روایت مطلقہ بھی اسی قصہ صفیہ پر محمول نہ ہو حدیث قصہ صفیہ کو مخالف روایت شیخین کہنا چہ معنی بالجملہ اس حدیث کی اتنی روایات کثیرہ میں یہ تصریح صریح ہے کہ مغرب غروبِ شفق سے پہلے پڑھی اور اسی کی اُن روایات میں یہ کہ شفق ڈوبے پر پڑھی اور دونوں جانب طرق صحاح وحسان ہیں جن کے رَد کی طرف کوئی سبیل نہیں،تو اب یہ دیکھنا واجب ہوا کہ ان میں کون سا نص مفسر نا قابلِ تاویل ہے جسے چارو ناچار معتمد رکھیں اور کون سا محتمل کہ اُسے مفسر کی طرف پھیر کر رفع تعارض کریں ہر عاقل جانتا ہے کہ ہماری طرف کے نصوص اصلاً احتمال معنی خلاف نہیں رکھتے شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی اتنے ہی لفظ کے یہ معنی کسی طرح نہ ہو سکتے کہ جب شفق ڈوب گئی اُس وقت پڑھی نہ یہ کہ جب اُس کے ساتھ یہ تصریحات جلیہ ہوں کہ پھر مغرب پڑھ کر انتظار کیا یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی اس کے بعد عشا پڑھی ان لفظوں کو کوئی نیم مجنون بھی مغرب بعدِ شفق پڑھنے پر عمل نہ کرسکے گا،ہاں پُورے پاگل میں کلام نہیں مگر اُدھر کے نصوص کہ چلے یہاں تک کہ شفق ڈوب گئی پھر مغرب پڑھی یا جمع کی یا بعد غروب شفق اُتر کر جمع کی یہ اچھے خاصے محتمل وصالح تاویل ہیں جن کا اُن نصوص صریح مفسرہ سے موافق ومطابق ہو جانا بہت آسان۔عربی فارسی اردو سب کا محاورہ عامہ شائعہ مشہورہ واضحہ ہے کہ قربِ وقت کو اس وقت سے تعبیر کرتے ہیں۔عصر کے اخیر وقت کہتے ہیں شام ہو گئی حالانکہ ہنوز سورج باقی ہے۔کسی سے اوّل وقت آنے کا وعدہ تھا وہ اس وقت آئے تو کہتے ہیں اب سُورج چھپے آئے۔قریب طلوع تک کوئی سوتا ہو تو اُسے اُٹھانے میں کہیں گے سُورج نکل آیا۔شروع چاشت کے وقت کسی کام کو کہا تھا مامور نے قریب نصف النہار آغاز کیا تو کہیے گا اَب دوپہر ڈھلے لے کر بیٹھے۔ان کی صدہا مثالیں ہیں کہ خود ملّاجی اور اُن کے موافقین بھی اپنے کلاموں میں رات دن اُن کا استعمال کرتے ہوں گے۔بعینہٖ اسی طرح یہ محاورے زبان مبارک عرب خود قرآن عظیم واحادیث میں شائع وذائع ہیں،قال اللہ تعالٰی:

| | |
|---|---|
| ...اِ...فَبَلَغۡنَ......[156] | جب تم عورتوں کو طلاق دواور وہ اپنی میعاد کو پہنچ جائیں تواب انہیں اچھی طرح اپنے نکاح میں روک لو یعنی رجعت کرلو یا اچھی طرح چھوڑدو۔ |

[156] القرآن ۲۳۱/۲

کہ بے قصد مراجعت عدّت بڑھانے کے لئے رجعت نہ کرو، وقال تعالٰی:

| | |
|---|---|
| ۔۔اِبَلَغْنَ اَجَلَھُنَّ۔ مْسِکُوْ۔۔وْ۔ [157] | جب طلاق والیاں اپنی عدت کو پہنچیں تو انہیں بھلائی کے ساتھ روک لو یا بھلائی کے ساتھ جُدا کردو۔(ت) |

ظاہر ہے کہ عورت جب عدّت کو پہنچ گئی نکاح سے نکل گئی اب رجعت کا کیا محل، اور اُسے روکنے چھوڑنے کا کیا اختیار، تو بالیقین قربِ وقت کو وقت سے تعبیر فرمایا ہے یعنی جب عدت کے قریب پہنچے اُس وقت تک تمہیں رجعت وترک دونوں کا اختیار ہے، یہ مثالیں تو آیاتِ قرآنیہ سے ہوئیں جنہیں امام طحاوی وغیرہ علماء مسئلہ وقتِ ظہر اور نیز اس مسئلہ میں افادہ فرماچکے۔ فقیر غفرلہ المولی القدیر احادیث سے بھی مثالیں اور علمائے قائلین بالجمع سے بھی اس معنی ومحاورہ کی تصریحیں ذکر کرے۔ **فاقول وباللہ التوفیق:**

**حدیث ۱:** جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے صبح اسرا بعد فرضیت نماز اوقاتِ نماز معین کرنے اور اُن کا اوّل آخر بتانے کے لئے دو ۲ روز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی امامت کی، پہلے دن ظہر سے فجر تک پانچوں نمازیں اوّل وقت پڑھیں اور دوسری دن ہر نماز آخر وقت، اس کے بعد گزارش کی:

| | |
|---|---|
| الوقت مابین ھذین الوقتین [158]۔ | وقت ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہے۔(ت) |

اس حدیث میں ابوداؤد وترمذی وشافعی وطحاوی وابن حبان وحاکم کے یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| صلی بی العصر حین کان ظلہ مثلہ فلما کان الغد صلی بی الظھر حین کان ظلہ مثلہ [159]۔ | میرے ساتھ عصر کی نماز پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا، جب دُوسرا دن ہُوا تو ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر تھا۔(ت) |

ترمذی کے الفاظ یوں ہیں:

| | |
|---|---|
| صلی المرۃ الثانیۃ الظھر حین کان ظل کل شیئ مثلہ لوقت العصر بالامس [160]۔ | دوسری مرتبہ ظہر کی نماز تب پڑھی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا یعنی گزشتہ کل جس وقت عصر پڑھی تھی۔(ت) |

157 القرآن ۶۵/۲

158 سُنن ابی داؤد کتاب الصّلٰوۃ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۵۶

159 سُنن ابی داؤد کتاب الصّلٰوۃ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۵۶

160 جامع الترمذی باب ماجاء فی مواقیت الصلٰوۃ امین کمپنی دہلی ۱/۲۱

شافعی کے لفظ یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| ثم صلی المرۃ الاخری، الظھر، حین کان کل شیئ قدر ظلہ، قدر العصر بالامس[161]۔ | پھر دوسری مرتبہ نماز پڑھی ظہر کی، جب ہر چیز اپنے سائے کے ساتھ برابر تھی یعنی گزشتہ کل جس وقت عصر پڑھی تھی۔(ت) |

**حدیث ۲:** نسائی وطحاوی وحاکم وبزار نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| ھذا جبریل، جاء کم یعلمکم دینکم۔ وفیہ، ثم صلی العصر حین رأی الظل مثلہ، ثم جاءہ الغد، ثم صلی بہ الظھر حین کان الظل مثلہ[162]۔ | یہ جبریل ہیں، تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے ہیں۔اس روایت میں ہے کہ پھر عصر کی نماز پڑھی، جب دیکھا کہ سایہ ان کے برابر ہے۔ پھر دوسرے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے اور ظہر کی نماز پڑھی، جبکہ سایہ ان کے برابر تھا۔(ت) |

بزار کے لفظ یوں ہیں:

| | |
|---|---|
| جاء نی، فصلی بی العصر حین کان فیئی مثلی، ثم جاء نی من الغد، فصلی بی الظھر حین کان فیئی مثلی[163]۔ | جبریل میرے پاس آئے اور مجھے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ میرا سایہ میرے برابر تھا، پھر دوسرے دن آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ میرا سایہ میرے برابر تھا۔(ت) |

**حدیث ۳:** نیز نسائی وامام احمد واسحٰق بن راہویہ وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

| | |
|---|---|
| ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی العصر، ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین | جبریل نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ ہر شخص کا سایہ اس کے قد جتنا ہوتا ہے اور عصر کی نماز نہ پڑھی، پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر شخص کا سایہ |

161 الاُمّ للشافعی جماع مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۷۱

162 سنن النسائی آخر وقت الظہر مطبوعہ المکتبۃ السلفیۃ، لاہور ۱/۵۹

163 کشف الاستار عن زوائد البزار باب ای حین یصلی مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان ۱/۱۸۷

| | |
|---|---|
| کان ظل الرجل مثل شخصه فصلی الظهر [164]۔ | اس کے قد جتنا ہوتا ہے اور ظہر کی نماز پڑھی۔(ت) |

**حدیث ۴:** امام اسحٰق بن راہویہ اپنی مسند میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بطریق حدثنا بشر بن عمرو النهرانی ثنی مسلمة بن بلال ثنا یحیٰی بن سعید ثنی ابوبکر بن عمرو بن حزم عن ابی مسعود الانصاری [165] اور بیہقی کتاب المعرفۃ میں بطریق ایوب بن عتبة ثنا ابوبکر بن عمروبن حزم عن عروہ بن الزبیر عن ابن ابی مسعود عن ابیه [166] راوی اور یہ لفظ حدیث اسحٰق ہیں:

| | |
|---|---|
| **قال:** جاء جبریل الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، فقال: قم، فصل! وذلك لدلوك الشمس حین مالت، فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فصلی الظهر اربعا، ثم اتاہ حین کان ظله مثله، فقال: قم، فصل! فقام فصلی العصر اربعا، ثم اتاہ من الغد حین کان ظله مثله، فقال بله: قم فصل! فقام فصلی الظهر اربعا [167]۔ | کہا: جبریل نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اُٹھئے اور نماز پڑھئے! اور یہ سُورج ڈھلنے کا وقت تھا، جب وہ ایک طرف جھک گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اٹھ کر ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر دوبارہ آئے جب اُن کا سایہ ان کے برابر تھا اور کہا کہ اُٹھئے اور نماز پڑھئے! تو آپ نے اٹھ کر عصر کی چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر دوسرے دن آئے، جب ان کا سایہ ان کے برابر تھا اور کہا کہ اُٹھئے اور نماز پڑھئے، تو آپ نے اُٹھ کر ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں۔(ت) |

**حدیث ۵:** ابن راہویہ مسند میں عبدالرزاق سے اور عبدالرزاق مصنف میں بطریق اخبرنا معمر عن عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیه عن جدّہ [168] عمرو بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال: جاء جبریل، فصلی بالنبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم، وصلی النبی صلی اللہ | کہا: جبریل آئے اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز |

164 سنن النسائی آخر وقت العصر مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۰

165 مسند ابن اسحاق

166 کتاب المعرفۃ

167 مسند ابن اسحاق

168 المصنف لعبدالرزاق باب المواقیت مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۵۳۴

| | |
|---|---|
| تعالٰی علیه وسلم بالناس، حین زالت الشمس، الظهر، ثم صلی العصر حین کان ظله مثله، قال: ثم جاء جبریل من الغد، فصلی الظهر بالنبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم، وصلی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم بالناس، الظهر، حین کان ظله مثله [169]۔ | پڑھائی جب سورج کا زوال ہوگیا تھا، پھر عصر پڑھی جب ان کا سایہ ان کے برابر تھا۔ راوی نے کہا: پھر دوسرے دن جبریل آئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی جب ان کا سایہ ان کے برابر ہوگیا تھا۔ (ت) |

**حدیث ۲:** دارقطنی سنن اور طبرانی معجم کبیر اور ابن عبدالبر تمہید میں بطریق ایوب بن عتبۃ عن ابی بکر بن حزن عن عروۃ بن الزبیر حضرت ابو مسعود انصاری و بشیر بن ابی مسعود دونوں صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

| | |
|---|---|
| ان جبریل جاء الی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم حین دلکت الشمس، فقال: یا محمد! صل الظهر، فصلی؛ ثم جاء حین کان ظل کل شیئ مثله، فقال: یا محمد! صل العصر، فصلی، ثم جاء ہ الغد حین کان ظل کل شیئ مثله، فقال: صلی الظهر۔ الحدیث [170]۔ | جبریل، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پاس آئے جب سورج ڈھل چکا تھا اور کہا: یا محمد! ظہر کی نماز پڑھئے! تو آپ نے ظہر پڑھی۔ پھر دوبارہ آئے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا اور کہا: یا محمد! عصر کی نماز پڑھئے! تو آپ نے عصر پڑھی۔ پھر دوسرے دن آئے جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر تھا اور کہا: ظہر پڑھئے! الحدیث۔ (ت) |

**والکل مختصر** ان سب حدیثوں میں کل کی عصر کی نسبت یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہوا نماز پڑھائی اور بعینہٖ یہی لفظ آج کی ظہر میں ہیں کہ جب سایہ ایک مثل ہُوا پڑھائی اور روایت ترمذی تو صاف صاف ہے کہ آج کی ظہر اُس وقت پڑھی جس وقت کل عصر پڑھی تھی حالانکہ مقصود اوقات کی تمیز اور ہر نماز کا اول وآخر وقت میں جدا جدا بنانا ہے لاجرم امام ابو جعفر وغیرہ نے ظہر امروزہ میں ان لفظوں کے یہی معنی لیے کہ جب سایہ ایک مثل کے قریب آیا پڑھائی، معانی الآثار میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| احتمل ان یکون ذلك علی قرب ان یصیر ظل کل | احتمال ہے کہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھی ہو جب ہر چیز |

[169] المصنف لعبدالرزاق باب المویقیت مطبوعہ المکتب اسلامی بیروت ۱/۵۳۴

[170] المعجم الکبیر للطبرانی مسند ابو مسعود انصاری حدیث ۷۱۸ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۷/۲۶۰

| | |
|---|---|
| شیئ مثله،وهذا جائز فی اللغة،قال عزوجل، فذکر الایة،وشرح المراد،وافاد واجاد [171]۔ | کا سایہ اس کے برابر ہونے کے قریب ہو۔اور یہ لغت کے اعتبار سے جائز ہے۔اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔یہاں طحاوی نے آیت ذکر کی (یعنی فاذا بلغن اجلھن) اور مراد کی تشریح کی اور مفید وعمدہ گفتگو کی۔(ت) |

**حدیث ۷:** سائل نے جو خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر اوقاتِ نماز پُوچھے اور حضورِ والا نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو۲ دن حاضر رہ کر ہمارے پیچھے نماز پڑھ۔پہلے دن ہر نماز اپنے اول وقت میں اور دوسرے دن ہر نماز آخر وقت پڑھا کر ارشاد ہوا ہے: الوقت بین ھذین (وقت ان دونوں وقتوں کے درمیان ہے) اس حدیث میں نسائی وطحاوی نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

| | |
|---|---|
| سأل رجل رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم عن مواقیت الصلاة،فقال: صل معی،فصلی الظهر حین زاغت الشمس،والعصر حین کان فی کل شیئ مثله،قال: ثم صلی الظهر حین کان فیئ الانسان مثله [172]۔ | ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں پُوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ نماز پڑھ! تو آپ نے ظہر کی نماز اس وقت پڑھی جب سُورج ڈھل گیا اور عصر کی اس وقت جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا۔راوی نے کہا کہ پھر (اگلے دن) ظہر اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا۔(ت) |

اس حدیث میں بھی عصر دیروز وظہر امروز کا وہی حال اور علماء کے وہی مقال۔

**حدیث ۸:** سُنن ابی داؤد میں بسند صحیح عــہ ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث سائل

عــہ حیث قال: (حدثنا مسدد) ثقة،حافظ،من رجال البخاری۔(ناعبدالله بن داؤد) هو ابن عامر الهمدانی،ثقة،عابد من رجال البخاری والاربعة۔ دون الواسطی

چنانچہ (ابوداؤد نے) کہا (حدثنا مسدد) ثقہ ہے،حافظ ہے،بخاری کے راویوں میں سے ہے (ناعبداللہ ابن داؤد) اس سے مراد ابن عامر ہمدانی ہے،جو ثقہ ہے عابد ہے اور بخاری کے علاوہ صحاح

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[171] شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی ۱/۱۰۳

[172] شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل کراچی ۱/۱۰۲

یوں ہے:

| | |
|---|---|
| ان سائلا سأل النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ،فلم یرد علیه شیأ ،حتی امر بلالا ،فاقام الفجر حین انشق الفجر ،وفیه فلما کان من الغد ،اقام الظهر فی وقت العصر الذی کان قبله ،وصلی العصر وقد اصفرت الشمس ،اوقال: امسی[173]۔ | ایک پُوچھنے والے نے رسول اللہ سے (اوقات نماز) پُوچھے تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ آپ نے بلال کو حکم دیا توانہوں نے فجر کی اقامت اس وقت کہی جب ابھی پَو پھُٹی ہی تھی۔اس روایت (کے آخر) میں ہے کہ اگلے دن ظہر کی اقامت کہی جس وقت پچھلے دن عصر کی کہی تھی،اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جبکہ سُورج زرد ہو چکا تھا، یا یوں کہا کہ شام ہو چکی تھی۔(ت) |

اس حدیث سے دو[۲] فائدہ زائدہ حاصل ہُوئے:

**اوّلاً** اس میں صاف تصریح ہے کہ آج کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی حالانکہ یہی حدیث ابی موسٰی اسی طریق بدر بن عثمٰن ناابوبکر بن ابی موسٰی بن ابیہ سے مسلم ونسائی وابن ابان وطحاوی کے یہاں ان لفظوں سے ہے:

| | |
|---|---|
| ثم اخر الظهر حتی کان قریبا من وقت العصر بالامس[174] ولفظ النسائی الی قریب۔ | پھر ظہر کی تاخیر فرمائی یہاں تک کہ وقت عصر دیروزہ سے قریب ہو گئی۔ |

ثابت ہُوا کہ وہاں بھی قُرب ہی مراد ہے اور قربِ وقت کو نامِ وقت سے تعبیر درکنار صراحۃً ان لفظوں سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

| | |
|---|---|
| الذی لیس الامن رجال الترمذی (نابدر بن عثمٰن) ثقة ،من رجال مسلم۔(ناابو کر بن ابی موسٰی ف[۱]) ثقة ،من رجال الستة۔(عن ابی موسٰی) الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنه ۱۲ منه رضی اللہ تعالٰی عنه (م) | کی چار کتابوں کے راویوں میں سے ہے۔واسطی مراد نہیں ہے جو کہ صرف ترمذی کے راویوں میں سے ہے (نا،بدر ابن عثمٰن) ثقہ ہے، مسلم کے راویوں میں سے ہے۔(نا،ابوبکر ابن موسٰی) ثقہ ہے، صحاح ستّہ کا راوی ہے (عن ابی موسٰی) شعری رضی اللہ تعالٰی عنہ ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت) |

173 سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ مطبوعہ مجتبائی لاہور، پاکستان ۱/۵۷

174 شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

ف ۱ سنن ابی داؤد ۱/۵۷

بھی تعبیر کرلیتے ہیں کہ دوسری نماز کے وقت میں نماز پڑھی، یہ فائدہ یاد رکھنے کا ہے۔

ثانیاً اس میں یہ بھی تصریح ہے کہ عصر اس حال میں پڑھی کہ سورج زرد ہوگیا تھا یا کہا شام ہوگئی، یہ بھی قطعاً قرب شام پر محمول۔

**حدیث ۹:** صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| وقت الظهر اذازالت الشمس وكان ظل الرجل كطوله مالم يحضر العصر[175]۔ | ظہر کا وقت اُس وقت ہے جب سورج ڈھلے اور سایہ آدمی کا اس کے قد کے برابر ہوجائے جب تک عصر کا وقت نہ آئے۔ |

**حدیث ۱۰:** امام طحاوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حدیث امامتِ جبریل میں راوی حضورِ والا صلوات اللہ تعالٰی علیہ وسلامہ نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| صلى الظهر وفيئ كل شيئ مثله[176]۔ | اس وقت (نماز) پڑھی کہ سایہ ہر چیز کا اس کے برابر ہوگیا۔ |

جن کے نزدیک ایک مثل کے بعد وقتِ ظہر نہیں رہتا ان حدیثوں میں ایک مثل ہونے کو ایک مثل کے قریب پہنچنے پر عمل کرتے ہیں۔

**حدیث ۱۱:** امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ایک روز نمازِ عصر کو بہت اخیر کرنا اور عروہ بن زبیر کا آکر حدیث امامتِ جبریل سنانا کہ صحیحین وغیرہما میں مروی اس میں طبرانی کی روایت یوں ہے:

| | |
|---|---|
| دعا المؤذن لصلاة العصر فامسى عمر بن عبدالعزيز قبل ان يصليها[177]۔ | مؤذن نے نمازِ عصر کے لئے بلایا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے شام کردی اور ابھی نمازِ عصر نہ پڑھی۔(ت) |

یعنی عمر نے شام کردی اور ہنوز نمازِ عصر نہ پڑھی۔ امام قسطلانی شافعی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری اور علّامہ عبدالباقی زرقانی مالکی شرح مؤطا میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| محمول على انه قارب المساء | حدیث کی مراد یہ ہے کہ شام قریب آئی |

175 صحیح لمسلم باب الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۱

176 شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

177 المعجم الکبیر للطبرانی مسند ابو مسعود انصاری حدیث ۷۱۶ مطبوعہ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۹/۱۸ ۲۵

| | |
|---|---|
| لانہ دخل فیہ[178]۔ | نہ یہ کہ شام ہو ہی گئی۔ |

خود صحیح بخاری کتاب بدءالخلق میں ہے: اخر العصر شیا[179] (عصر میں کچھ تاخیر کی) افادہ الحافظ فی فتح الباری۔

**حدیث ۱۲:** حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا کہ "سحری کھاؤ پیو یہاں تک کہ ابنِ اُمِّ مکتوم اذان دے"۔ زاس پر صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

| | |
|---|---|
| قال کان رجلا لاینادی حتی یقال لہ اصبحت اصبحت[180]۔ | وہ اذان نہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن سے کہا جاتا تمہیں صبح ہو گئی صبح گئی۔ |

اگر اُن کی اذان سے پہلے صبح ہو چکتی تھی تو اس ارشاد کے کیا معنی کہ "جب تک وہ اذان نہ دیں کھاتے پیتے رہو"۔ لہٰذا قسطلانی شافعی ارشاد اور امام عینی عمدہ میں فرماتی:

واللفظ للارشاد المعنی قاربت الصبح علی حد قولہ تعالٰی ··· اَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ[181] یعنی لوگوں کے اس قول کے کہ "صبح ہو گئی صبح ہو گئی" یہ معنی ہیں کہ صبح قریب آئی قریب آئی، جیسے آیت میں فرمایا کہ عورتیں میعاد کو پہنچیں یعنی قریب میعاد۔

نیز اسی حدیث میں ارشادِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے:

| | |
|---|---|
| فانہ لایؤذن حتی یطلع الفجر[182]۔ | ابن اُمّ اِمکتوم اذان نہیں دیتے یہاں تک کہ فجر طلوع کرے۔ |

ارشاد شافعی کتاب الصیام میں ہے: ای حتی یقارب طلوع الفجر[183] (یعنی یہاں تک کہ طلوعِ فجر قریب آئے)۔

بالجملہ اس محاورہ کے شیوع تمام سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا اگر بالفرض وہ روایات صحیحہ جلیلہ صریحہ صلاۃ مغرب پیش از غروب شفق میں نہ بھی آتیں تاہم جبکہ ہر نماز کے لئے جُدا وقت کی تعیین اور پیش از وقت یا وقت فوت کرکے نماز پڑھنے کی تحریم یقینی قطعی اجماعی تھی ان روایات میں یہ مطلب بنظر محاورہ عمدہ محتمل اور استدلال متدل بتطرق احتمال باطل و مختل اور آیات واحادیث تعیین اوقات کا ان سے معارضہ غلط و مہمل ہوتا نہ کہ خود اسی حدیث

---

[178] ارشاد الساری شرح البخاری مواقیت الصّلٰوۃ مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ بیروت ۱/۴۷۷

[179] صحیح البخاری کتاب بدئ الخلق باب ذکر الملائکۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۵۷

[180] صحیح البخاری باب اذان الاعمٰی الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۶

[181] ارشاد الساری شرح بخاری باب اذان الاعمٰی الخ مطبوعہ دارالکتاب العربیہ بیروت ۲/۱۱

[182] صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایمنعکم من سحورکم اذان بلال مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۵۷

[183] ارشاد الساری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایمنعکم من سحورکم اذان بلال مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ بیروت ۳/۳۶۳

میں بالخصوص وہ صاف صریح مفسر نصوص اور اُنہیں بزورِ زبان بخاری و مسلم سب بالائے طاق رکھ کر مردود واہیات بتائے یا الٹا ان محتملات کے معارض بتاکر شاذ و مردود ٹھہرائیے یہ کیا مقتضائے انصاف و دیانت ہے یہ کیا محدثی کی شان نزاکت ہے۔اب تو بحمداللہ سب جعل کھُل گیا، حق و باطل میزانِ نظر میں تُل گیا،اور واضح ہوا کہ یہ ساتوں روایتیں بھی اُنہیں محاورات سے ہیں جن میں دو[۲] آیتیں اور بارہ[۱۲] حدیثیں ہم نے نقل کیں ان سات سے مل کر اکیس[۲۱] مثالیں ہُوئیں **وباللہ التوفیق۔**

**جواب دوم:** جانے دو اُن میں قبل ان میں بعد یونہی سمجھو پھر ہمیں کیا مضر اور تمہیں کیا مفید۔ شفقین دو[۲] ہیں: **احمر و ابیض۔** اُن روایات قبل میں سپید مراد ہے اُن روایات بعد میں سُرخ۔یوں بھی تعارض مندفع اور سب طرق مجتمع ہو گئے۔ حاصل یہ نکلا کہ شفق احمر ڈوبنے کے بعد شفق ابیض میں نماز مغرب پڑھی اور انتظار فرمایا جب سپیدی ڈوبی عشا پڑھی۔یہ بعینہٖ ہمارا مذہب مہذب اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طور پر جمع صوری ہے حقیقی تو جب ہوتی کہ مغرب بعد غروب سپیدی پڑھی جاتی اس کا ثبوت تم ہرگز نہ دے سکے۔یہ جواب بنگاہِ اوّلین ذہنِ فقیر میں آیا تھا پھر دیکھا کہ امام ابن الہمام قدس سرہ،نے یہی افادہ فرمایا۔رہی روایت ہفتم سار **حتی ذھب بیاض الافق وفحمۃ العشاء**[184] (چلتے رہے یہاں تک کہ افق کی سفیدی اور عشا کی سیاہی ختم ہو گئی۔ت) جس میں افق کی سپیدی جانے کے بعد نزول ہے۔

**اقول وباللہ استعین اولاً** یہ بھی کب رہی اس میں بھی وہی تقریر جاری جیسے غاب الشفق بمعنی کادان یغیب یوں ہی ذھب البیاض بمعنی کادان یذھب۔

**ثانیاً** حدیث میں بیاض افق ہے نہ بیاض شفق، کنارہ شرقی بھی افق ہے، بعد غروب شمس مشرق سے سیاہی اُٹھتی اور اُس کے اوپر سپیدی ہوتی ہے جس طرح طلوعِ فجر میں اس کا عکس، جسے قرآن عظیم میں ..........۰۱۰۱الاَ۰۰۱۰۰[185] (یہاں تک کہ فجر کے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگا تمہارے لیے واضح ہو جائے۔ت) فرمایا، جب فجر بلند ہوتی ہے وہ خیطِ اسود جاتا رہتا ہے،یونہی جب مشرق سے سیاہی بلند ہوتی ہے سپیدی شرقی جاتی رہتی ہے اور ہنوز وقت مغرب میں وسعت ہوتی ہے اور اس پر عمدہ قرینہ یہ کہ بیاض کے بعد فحمہ عشاء سرشام کا دھندلا ہے کہ موسم گرما میں تیزی نور شمس کے سبب بعد غروب نظر کو ظاہر ہوتا ہے جب تارے کھُل کر روشنی دیتے ہیں زائل ہو جاتا ہے جیسے چراغ کے سامنے سے تاریکی میں آکر کچھ دیر سخت ظلمت معلوم ہوتی ہے پھر نگاہ ٹھہر جاتی ہے، زہرالربٰی میں ہے: **فحمۃ**

---

[184] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء مطبوعہ کارخانہ تجارت کتب نور محمد کراچی ۱/۹۹

[185] القرآن ۲/۱۸۷

العشاء، ھی اقبال اللیل واول سوادہ[186] (فحمۃ العشاء رات کے آنے کو اور اس کی ابتدائی سیاہی کو کہتے ہیں۔ت) شرح جامع الاصول للمصنف میں ہے:

| | |
|---|---|
| ھی شدّۃ سواد اللیل فی اولہ، حتی اذا سکن فورہ، قلت بظھور النجوم وبسط نورھا۔ ولان العین اذا نظرت الی الظلمۃ ابتداء لاتکاد تری شیا[187]۔ | وہ رات کا ابتدائی حصّے میں بہت سیاہ ہونا ہے۔ پھر جب اس کا جوش ٹھر جاتا ہے تو تاروں کے نکلنے اور ان کی روشنیاں پھیلنے سے سیاہی کم ہو جاتی ہے، اور اس لئے بھی کہ آنکھ جب ابتداء میں تاریکی کی طرف نظر کرتی ہے تو کچھ نہیں دیکھ پاتی۔(ت) |

ظاہر ہے کہ اس کا جانا بیاضِ شفق کے جانے سے بہت پہلے ہوتا ہے تو بیاضِ شفق جانا بیان کرکے پھر اس کے ذکر کی کیا حاجت ہوتی، ہاں بیاض شرقی اس سے پہلے جاتی ہے تو اس معنی صحیح پر فحمہ عشاء کا ذکر عبث ولغو نہ ہوگا۔

**ثالثًا** یہی حدیث اسی طریق مذکور سفیان سے امام طحاوی نے یوں روایت فرمائی:

| | |
|---|---|
| حدثنا فھد ثنا الحمانی ثنا ابن عیینۃ عن ابن ابی نجیح عن اسمٰعیل بن ابی ذویب قال: کنت مع ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنھما، فلما غربت الشمس، ھبنا ان نقول: الصلاۃ، فسار حتی ذھب فحمۃ العشاء ورأینا بیاض الافق، فنزل فصلی ثلثا المغرب، واثنتین العشاء، وقال: ھکذا رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یفعل[188] | حدیث بیان کی ہم سے فہد نے حمانی سے، اس نے ابن عیینہ سے، اس نے ابن ابی نجیح سے، اس نے اسمٰعیل بن ابی ذویب سے کہ میں ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب سورج ڈوب گیا تو ان کی ہیبت کی وجہ سے ہم انہیں نماز کا نہ کہہ سکے وہ چلتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی سیاہی ختم ہو گئی اور ہم نے افق کی سفیدی دیکھ لی۔ اس وقت اُتر کر مغرب کی تین رکعتیں اور عشا کی دو۲ رکعتیں پڑھیں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔(ت) |

یہ بقائے شفق ابیض میں نص صریح ہے کہ سر شام کا دھند لکا جاتا رہا اور ہمیں افق کی سپیدی نظر آئی

---

[186] زہر الربٰی مع سنن النسائی بین السطور زیر حدیث مذکور مطبوعہ کارخانہ تجارت کتب نور محمد کراچی ۱/۹۹

[187] جامع الاصول للمصنف

[188] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

اُس وقت نماز پڑھی اور کہا اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا۔

**رابعًا:** ملّاجی! آپ تو بہت محدثی میں دم بھرتے ہیں صحیح حدیثیں بے وجہ محض تورَد کرتے آئے بخاری و مسلم کے رجال ناحق مردود الروایہ بنائے اب اپنے لیے یہ روایت حجّت بنالی جو آپ کے مقبولہ اصولِ محدثین پر ہرگز کسی طرح حجت نہیں ہوسکتی اس کا مدار ابن ابی نجیح پر ہے وہ مدلس تھا اور یہاں روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنہ مدلس جمہور محدثین کے مذہب مختار و معتمد میں مردود و نامستند ہے اسی آپ کی مبلغ علم تقریب میں ہے:

| | |
|---|---|
| عبداللہ بن ابن نجیح یسار المکی ابویسار الثقفی، مولاھم، ثقۃ، رمی بالقدر، وربما دلس [189]۔ | عبداللہ ابن ابی نجیح یسار مکی ابویسار ثقفی، بنی ثقیف کا آزاد کردہ، ثقہ ہے، قدری ہونے سے متہم ہے، بسااوقات تدلیس کرتا ہے۔(ت) |

وہ قسم مرسل سے ہے تقریب وتدریب میں ہے:

| | |
|---|---|
| الصحیح التفصیل، فمارواہ بلفظ محتمل لم یبین فیہ السماع، فمرسل لایقبل، ومابین فیہ، کسمعت، وحدثنا، واخبرنا، وشبھھا، فمقبول یحتج بہ [190]۔ | صحیح یہ ہے کہ اس میں تفصیل ہے، یعنی مدلس کی وہ روایت جو ایسے لفظ سے ہو جو سماع کا احتمال تو رکھتا ہو مگر سماع کی تصریح نہ ہو، تو وہ مرسل ہے اور غیر مقبول ہے، اور جس میں سماع کی صراحت ہو، جیسے سمعت، حدثنا، اخبرنا اور ان جیسے الفاظ، تو وہ مقبول ہے اور قابل استدلال ہے۔(ت) |

اور مرسل کی نسبت آپ خود فرماچکے [ف۱] روایت مرسل حجت نہیں ہوتی نزدیک جماعت فقہاو جمہور محدثین کے۔ یہ آپ نے اُس حدیث صحیح متصل کو مردود و مرسل بناکر فرمایا تھا جس کا ذکر لطیفہ دہم میں گزرا جھوٹے ادعائے ارسال پر تو یہ جوش وخروش اور سچّے ارسال میں یوں گنگ وخاموش، یہ کیا مقتضائے حیاو دیانت ہے۔

**جواب سوم:** حدیث مذکور کے اصلاً کسی طریق میں نہیں کہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بعد غروب شفق ابیض نماز مغرب پڑھی نہ ہرگز ہرگز کسی روایت میں آیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بعداز سفر وقت حقیقۃً قضا کرکے دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کو فرمایا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا مذہب یہ ہے کہ وقت مغرب شفق احمر تک ہے

| | |
|---|---|
| الدارقطنی عن ابن عمر، رفعہ، والصحیح وقفہ، افادہ البیھقی والنووی، انہ قال: | دارقطنی نے ابن عمر سے مرفوعًا روایت کی ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے، جیسا کہ بیہقی اور نووی نے |

[189] تقریب التہذیب ترجمہ عبداللہ ابن نجیح مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۱۴۴

[190] تدریب الراوی شرح تقریب النواوی القسم الثانی من النوع الثانی عشر دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۲۲۹

ف۱: معیار الحق ص ۴۰۱

| | |
|---|---|
| الشفق الحمرۃ۔ | افادہ کیا ہے کہ ابن عمر نے کہا ہے کہ شفق سُرخی کو کہتے ہیں۔(ت) |

اور ہمارے نزدیک شفق ابیض تک ہے ھو الصحیح روایۃ والرجیح درایۃ وقضیۃ الدلیل فعلیہ التعویل (یہی روایۃً صحیح ہے، اسی کو درایۃً ترجیح ہے اور دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے اس لئے اسی پر اعتماد ہے۔ت) ہمارا مذہب اجلّائے صحابہ مثل افضل الخلق بعد الرسل صدیق اکبر واُمّ المومنین صدّیقہ وامام العلماء معاذ بن جبل وسید القراءاُبی بن کعب وسید الحفاظ ابوہریرہ وعبداللہ بن زبیر وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم واکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر وامیر المومنین عمر بن عبدالعزیز واجلّائے تبع تابعین مثل امام الشام اوزاعی وامام الفقہاء والمحدثین والصالحین عبداللہ بن مبارک وزفر بن الہذیل وائمہ لغت مثل مبرد وثعلب وفرا وبعض کبرائے شافعیہ مثل ابوسلیمان خطابی وامام مزنی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم سے منقول کمافی عمدۃ القاری وغنیۃ المستملی وغیرھما۔ اب اگر ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صراحۃً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے بعد غروب ابیض مغرب پڑھی تو صاف محتمل کہ انہوں نے کسی سفر میں سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو بعد شفقِ احمر شفق ابیض میں مغرب اور اُس کے بعد عشاء پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بناپر یہی سمجھا ہو کہ حضور والا صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ نے وقت قضا کرکے جمع فرمائی اب چاہے ابن عمر سے ثابت ہوجائے کہ انہوں نے پہر رات گئے بلکہ آدھی رات ڈھلے مغرب پڑھی یہ اُن کے اپنے مذہب پر مبنی ہوگا کہ جب وقت قضا ہوگیا تو گھڑی اور پہر سب یکساں مگر ہم پر حجت نہ ہوسکے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی جسے جمع حقیقی سے اصلاً علاقہ نہ تھا یہ تقریر بحمداللہ تعالٰی وافی وکافی اور مخالف کے تمام دلائل وشبہات کی دافع ونافی ہے اگر ہمّت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حقیقۃً شفق ابیض گزار کر وقت اجتماعی عشاء میں مغرب پڑھی یا اس طور پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بحول اللہ تعالٰی قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہ دکھا سکوگے بلکہ احادیث صحیحہ صریحہ جن میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا جمع فرمانا اور اس کا حکم دینا آیا وہ صراحۃً ہمارے موافق اور جمع صوری میں ناطق ہیں جن کا بیان واضح ہوچکا پھر ہم پر کیا جبر ہے کہ ایسی احتمالی باتوں مذبذب خیالوں پر عمل کریں اور اُن کے سبب نمازوں کی تعیین وتخصیص اوقات کہ نصوص قاطعہ قرآن وحدیث واجماعِ امت سے ثابت ہے چھوڑ دیں۔ ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی اعلم۔

**حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ** مروی بطریق عُقیل بن خالد عن ابن شہاب عن انس جس کے ایک لفظ میں ہے کہ ظہر کو وقتِ عصر تک تاخیر فرماتے،

| | |
|---|---|
| الشیخان وابوداود والنسائی، حدثنا قتیبۃ. | بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی کہتے ہیں کہ حدیث |

| | |
|---|---|
| زاد ابوداؤد وابن موھب المعنی،قالانا المفضل ح والبخاری وحدہ،حدثنا حسان الواسطی، وھذا لفظہ،ثنا المفضل بن فضالۃ عن عقیل عن ابن شھاب عن انس بن مالک،قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،اذا ارتحل قبل ان تزیغ الشمس،اخر الظھر الی وقت العصر،ثم یجمع بینھما،واذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل،صلی الظھر ثم رکب[191]۔ | بیان کی ہم سے قتیبہ نے ابوداؤد نے اضافہ کیا ہے "اور ابن موہب المعنی نے "دونوں مفضل سے روایت کرتے ہیں۔یہی روایت بخاری نے بواسطہ حسان واسطی تنہا بھی کی ہے،اور آئندہ الفاظ اسی کے ہیں۔حدیث بیان کی ہم سے مفضل نے عقیل سے،اس نے ابن شہاب سے،اس نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اگر زوال سے پہلے روانہ ہوجاتے تھے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کردیتے تھے،پھر دونوں کو اکٹھا پڑھ لیتے تھے قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں: "پھر اُترتے تھے اور دونوں کو اکٹھا پڑھتے تھے "اور اگر زوال ہوجاتا تھا قتیبہ کے الفاظ یوں ہیں: "اور اگر روانگی سے پہلے زوال ہوجاتا تھا" تو ظہر پڑھ کے سوار ہوتے تھے۔(ت) |

دُوسرے لفظ میں ہے ظہر کو مؤخر فرماتے یہاں تک کہ عصر کا اوّل وقت داخل ہوتا پھر جمع کرتے۔ صحیح مسلم میں ہے،

| | |
|---|---|
| حدثنی عمروالناقد نا شبابۃ بن سوار المدائنی نالیث بن سعد عن عقیل،فذکرہ،وفیہ: اخر الظھر حتی یدخل اول وقت العصر،ثم یجمع بینھما[192]۔ | حدیث بیان کی ہم سے عمرو الناقد نے شبابہ سے،اس نے لیث سے،اس نے سعد سے،اس نے عقیل سے،اس کے بعد روایت ذکر کی،اس میں ہے کہ ظہر کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ عصر کا ابتدائی وقت داخل ہوجاتا،پھر دونوں کو جمع کرلیتے۔(ت) |

تیسرے لفظ میں یہ لفظ زائد ہے کہ مغرب کو تاخیر کرتے یہاں تک کہ شفق ڈوبنے کے وقت اُسے اور عشا کو ملاتے یا اُنہیں جمع فرماتے کہ شفق ڈوب جاتی۔ صحیح مسلم میں ہے،

| | |
|---|---|
| حدثنی ابوالطاھر وعمروبن السواد قالانا ابن وھب ثنی جابر بن اسمٰعیل عن عقیل،وفیہ: یؤخر المغرب حتی یجمع | حدیث بیان کی مجھ سے ابوالطاہر اور عمرو بن سواد نے ابن وہب سے،اس نے جابر سے،اس نے عقیل سے۔اس میں ہے کہ مغرب کو مؤخر کرتے تھے یہاں تک |

[191] صحیح البخاری باب یؤخر الظھر الی العصر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۰

[192] صحیح لمسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۵

| | |
|---|---|
| بینھما وبین العشاء حین یغیب الشفق [193]۔ورواہ النسائی، قال: اخبرنی عمرو بن سوّاد بن الاسود بن عمرو، وابوداود مختصرا، قال: حدثنا سلیمٰن بن داود المھری کلاھما عن ابن وھب، بہ، ورواہ الطحاوی حدثنا یونس، قال: انا ابن وھب، وفیہ، حتی یغیب الشفق [194]۔ | کہ اس کو اور عشاء کو جمع کرلیتے جب شفق غائب ہوتی تھی۔اس روایت کو نسائی نے بھی بواسطہ عمرو ابن سواد ابن اسود ابن عمر، اور ابوداود نے بھی مختصراً بواسطہ سلیمان ابن داود المہری بیان کیا ہے (عمرو اور سلیمان) دونوں نے یہ روایت ابن وہب سے لی ہے۔اور طحاوی نے اس کو بواسطہ یونس، ابن وہب سے لیا ہے۔اس میں ہے "یہاں تک کہ شفق غائب ہوجاتی تھی"۔(ت) |

غیبتِ شفق کے جوابات شافعیہ تو بحمد اللہ اوپر گزرے ملّاجی کو بڑا ناز یہاں ان لفظوں پر ہے کہ ظہر کو وقت عصر تک مؤخر فرماکر جمع کرتے اُس پر حتی کے معنی میں لاطائل س نحویت بگھار کر فرماتے ہیں فپس مطلب یہ ہوا کہ تاخیر ظہر کی اس حد تک کرتے کہ منتہ تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑھتے کہ عصر کا وقت آجاتا ان معنی سے کسی کو انکار نہیں مگر محرفین للنصوص کو اوّل وقت عصر کا منتہی تاخیر کا ہے نہ نماز ظہر کا اگر ظہر کا ہوتو ثم یجمع بینھما کے کچھ معنی نہیں بنتے کہ بعد ہوچکنے ظہر کے اول وقت عصر تک پھر جمع کرنا ساتھ عصر کے کس طرح ہو اھ ملخصا مہذبا۔

اِن لن ترانیوں کا **جواب** تو بہت واضح ہے عصر یا وقت عصر یا اول وقت عصر یا دخول وقت عصر تک ظہر کو مؤخر کرنے کے جس طرح یہ معنے ممکن کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ وقت عصر داخل ہوا یونہی یہ بھی متصور کہ ظہر میں اس قدر تاخیر فرمائی کہ اس کے ختم ہوتے ہی وقتِ عصر آگیا خود علمائے شافعیہ ان معنی کو تسلیم کرتے ہیں صحیح بخاری شریف میں فرمایا: **باب تاخیر الظھر الی العصر** [195] امام عسقلانی شافعی نے فتح الباری پھر قسطلانی شافعی نے ارشاد الساری میں اس کی شرح فرمائی:

| | |
|---|---|
| باب تاخیر الظھر الٰی اول وقت العصر، بحیث انہ اذافرغ منھا یدخل وقت تالیھا، لاانہ یجمع بینھمافی وقت واحد [196]۔ | باب، ظہر کی تاخیر عصر کے ابتدائی وقت تک کہ جب ظہر سے فارغ ہو، عصر کا وقت داخل ہوجائے، نہ یہ کہ ایک ہی وقت میں دونوں کو جمع کرے۔(ت) |

[193] الصحیح لمسلم باب جواز الجمع بین الصلاتین مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۴۵، سنن ابی داؤد ۱/۱۷۲، شرح معانی الآثار ۱/۱۱۳

[194] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافر بین المغرب والعشاء مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۹۹

[195] صحیح البخاری باب تاخیر الظہر الی العصر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۷

[196] ارشاد الساری باب تاخیر الظہر الی العصر دار الکتاب العربیۃ بیروت ۱/۴۹۱

**ف** امعیار الحق ص ۳۷۷، ۳۷۸

حافظ الشان کے لفظ یہ ہیں:

| | |
|---|---|
| المراد انه عند فراغه منها دخل وقت العصر، کماسیاتی عن ابی الشعثاء[197] الخ۔ | مراد یہ ہے کہ ظہر سے فارغ ہوتے ہی عصر کا وقت داخل ہوگیا، جیسا کہ عنقریب ابوالشعثاء سے آرہا ہے۔(ت) |

اور اُس سے فارغ ہوتے ہی جو عصر اپنے شروع وقت میں پڑھی جائے بداہۃً دونوں نمازیں مجتمع ہوجائیں گی تو اس معنے کو تحریف یا جمع بینہما کے مخالف کہنا صریح جہالت ہے۔

**اقول:** وباللہ التوفیق تحقیق مقام یہ ہے کہ یؤخر الظھر میں ظہر سے صلاۃِ ظہر مراد ہونا توبدیہی نماز ہی قابل تاخیر و تعجیل ہے نہ وقت جس کی تاخیر و تعجیل مقدورات عباد میں نہیں اور صلاۃ ظہر حقیقۃً تکبیر تحریمہ سے سلام تک مجموع افعال کا نام ہے نہ ہر فعل یا آغاز نماز کا کہ جزء نماز ہے اور ایسے حقائق میں جز شے شے نہیں جو اسم کسی مرکب مجموع اجزائے متعاقبہ فی الوجود کے مقابل موضوع ہو بنظرِ حقیقت اُس کا صدق جزء آخر کے ساتھ ہوگا نہ اُس سے پہلے مثلاً مکان اس مجموع جدران وسقف وغیرہا کا نام ہے تو جب نیو بھری گئی یا پہلی اینٹ چنائی کی رکھی گئی مکان نہ کہیں گے پس قبل فراغ حقیقت صلاۃ جسی شرع مطہر نماز گنے اور معتبر رکھے متحقق نہیں تو بحکم حقیقت انتہائے تاخیر نماز عین وقت فراغ پر ہے نہ وقت تکبیر کہ ہنوز زمانہ عدم صدق اسم باقی ہے اب حدیث کے الفاظ دیکھیے تاخیر نماز کی انتہا ابتدائے وقتِ عصر پر بتائی گئی ہے اور اُس کی انتہا فراغ پر تھی تو ثابت ہوا کہ ظہر سے فراغ وقت ظہر کے جزء اخیر میں ہوا یہی بعینہٖ ہمارا مقصود ہے اگر معنے وہ لیے جائیں جو ملّاجی بتاتے ہیں کہ اول وقت عصر میں نماز ظہر شروع کی تو تاخیر ظہر اول وقت عصر پر منتہی نہ ہوئی بلکہ اوسط وقت عصر تک رہی یہ خلاف ارشاد حدیث ہے تو بلحاظ حقیقت شرعیہ معنی حدیث وہی ہیں جنہیں ملّاجی تحریہ نصوص بتارہے ہیں ہاں مجازاً آغاز نماز پر بھی اسم نماز اطلاق کرتے ہیں تو ہمارے اور ملّاجی کے معنی میں وہی فرق ہے جو حقیقت و مجاز میں۔ بحمداللہ اس بیان جلی البرہان سے واضح ہوگیا کہ ملّاجی کا منتہائے تاخیر ومنتہائے نماز ظہر میں تفرقہ پر حکم کرنا جہالت تھا ملّاجی نے انتاسچ کہا کہ منتہے تاخیر کا اول وقت عصر کا ہوتا آگے جو یہ حاشیہ چڑھایا کہ یعنی ابھی تک ظہر نہ پڑھتے کہ وقت عصر آجاتا نرا ادعائے بے دلیل ہے طرفہ یہ کہ خود بھی حضرت نے اُنہیں لفظوں سے تعبیر کی جن میں دونوں معنی محتمل مگر عقل ووہابیت تو باہم اقصی طرفین نقیض پر ہیں وللہ الحمد۔

**ثم اقول:** وبحول اللہ اصول (پھر میں کہتا ہوں اور اللہ تعالٰی ہی کی طاقت سے جرح کرتا ہوں) ظہر کی وقتِ عصر تک تاخیر درکنار اگر صاف یہ لفظ آتے کہ ظہر اول وقت عصر میں پڑھی مدعائے مخالف میں نص نہ تھی ظہرین وعشائین میں

[197] فتح الباری شرح البخاری باب تاخیر الظہر الی العصر مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۹/۲

آخر وقتِ اول واول وقت آخر آن واحد فصل مشترک بین الزمانین ہے اور صلاۃ بمعنے ابتدائے صلاۃ اور فراغ عن الصلٰوۃ دونوں مستعمل تو بحکم مقدمہ اولٰی جس نماز کے فراغ پر اُس کا وقت ختم ہو جائے اُسے جس طرح یوں کہہ سکتے ہیں کہ اپنے وقت کے جزاء خیر میں تمام ہوئی یونہی یہ بھی کہ وقت آئندہ کے جزء اول میں اُس سے فراغ ہوا اور بحکم مقدمہ ثانیہ تعبیر ثانی کو ان لفظوں سے بھی ادا کر سکتے ہیں کہ نماز وقت آئندہ میں پڑھی کہ نماز پڑھنا فراغ عن الصلاۃ تھا اور فراغ عن الصلاۃ آخر وقت میں ہوا اور آخر وقت ماضی اولِ وقت آتی ہے ولہذا ساتوں احادیث مذکورہ امامت جبریل وسوال سائل میں جب کہ بظاہر عصر ماضی وظہر حال دونوں ایک وقت پڑھنا نکلتا تھا بلکہ حدیث امامت عندالترمذی وحدیث سائل عندابی داؤد میں صاف تصریح تھی کہ آج کی ظہر کل کی عصر کے وقت پڑھی خود امام شافعی وجمہور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے ان میں صلاۃ عصر دیروزہ کو ابتدائے نماز اور صلاۃ ظہر امروزہ کو فراغ نماز پر حمل کیا یعنی ایک مثل سایہ پر کل کی عصر شروع فرمائی تھی اور آج کی ظہر ختم، اسی کو یوں تعبیر فرمایا گیا کہ ظہر امروزہ عصر دیروزہ کے وقت میں پڑھی امام اجل ابوزکریا نووی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث **اذا صلیتم الظھر فانہ وقت الی ان یحضر العصر** (جب تم ظہر کی نماز پڑھنا ہو تو عصر تک سارا وقت ظہر ہی کا ہے۔ت) فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| احتج الشافعی والاکثرون بظاھر الحدیث الذی نحن فیہ، واجابوا عن حدیث جبریل علیہ السلام، بان معناہ فرغ من الظھر حین صار ظل کل شیئ مثلہ، وشرع فی العصر فی الیوم الاول حین صار ظل کل شیئ مثلہ فلا اشتراك بینھما[198] | امام شافعی اور اکثر علمانے اسی حدیث کے ظاہر سے استدلال کیا ہے جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اور جبریل علیہ السلام کی حدیث سے یہ جواب دیا ہے کہ پہلے دن جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا تو اس وقت ظہر کی نماز سے فارغ ہو گئے تھے اور دوسرے دن جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہُوا تھا تو اس وقت عصر کی نماز شروع کی تھی۔ اس طرح دونوں کا (ایک ہی وقت میں) اشتراک نہیں پایا جاتا۔(ت) |

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

| | |
|---|---|
| فی روایۃ، حین کان ظل کل شیئ مثلہ، کوقت العصر بالامس۔ ای فرغ من الظھرح، کما شرع فی العصر فی الیوم الاول ح حینئذٍ قال الشافعی: وبہ نندفع اشترا کہا فی | ایک روایت میں ہے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا تھا، جیسا کہ گزشتہ کل اسی وقت عصر کے وقت تھا۔ یعنی آج اُسی وقت ظہر سے فارغ ہوئے تھے جیسا کہ گزشتہ کل اسی وقت عصر میں شروع ہوئے تھے |

[198] شرح الصحیح لمسلم مع مسلم باب اوقات صلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۲

| | |
|---|---|
| وقت واحد[199]۔ | امام شافعی نے کہا کہ اسی سے ایک وقت میں ان کے اشتراک کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔(ت)۔ |

**ثم اقول:** ہاں میں علما سے کیوں نقل کروں خود ملّاجی اپنے ہی لکھے کو نہ روئیں.............

[200] عـہ۔(پڑھو اپنی کتاب کو، آج تم خود ہی اپنے آپ پر شہید کافی ہو۔ت مسئلہ وقتِ ظہر میں جو ایک مثل کا اثبات پیشِ نظر تھا پاؤں تلے کی سوجھی آگا پیچھا بے سوچے سمجھے صاف صاف انہیں معنی کا اقرار کرگئے یہ کیا خبر تھی کہ دو۲ قدم چل کر یہ اقرار جان کا آزار ہو جائے گا حدیث سائل بروایت نسائی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ نقل کرکے فرماتے ہیں ف۱ : معنی اس کے یہ ہیں کہ پہلے دن عصر جب پڑھی کہ سایہ ایک مثل آگیا اور دوسرے دن ظہر سے ایک مثل پر فارغ ہوئے یہ معنی نہیں کہ ظہر پڑھنی شروع کی دُوسرے دن اُسی وقت میں جس میں پہلے دن عصر پڑھی تھی اھ ملخصا۔ کیوں مُلّاجی ! جب صلاۃ بمعنی فراغ عن الصلاۃ آپ خود لے رہے ہیں تو آخر الظہر کے معنی آخر **الفراغ عن الظہر** لینا کیوں تحریف نصوص ہوگیا، ہاں اس کا علاج نہیں کہ شریعت تمہارے گھر کی ہے اپنے لئے تحریف تبدیل انکار تکذیب جو چاہو حلال کرلو۔ مزہ یہ ہے کہ فقط اسی پر قناعت نہ کی لاج کا بھلا ہو حدیث امامت جبریل عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بھی نقل کی اور ابوداؤد کے لفظ چھوڑ کر خاص ترمذی ہی کی روایت لی جس میں صاف نقل کیا کہ ظہر امروزہ عصر دیروزہ کے وقت میں پڑھی اور بکمال خوش طالعی اسے بھی لکھ ف۲ دیا کہ معنے اس کے بھی وہی ہیں جو حدیث نسائی کے بیان کیے گئے یعنی پہلے دن عصر شروع کی ایک مثل پر اور دوسرے دن فارغ ہوئے ظہر سے ایک مثل پر۔

مُلّاجی ! جب ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھنا ان صریح لفظوں کے بھی خود یہ معنی لے رہے ہو کہ نماز پڑھی تو اپنے وقت میں مگر اس سے فراغ دوسری کے ابتدائے وقت پر ہوا تو اَب کس مُنہ سے یہ حدیثیں اثبات جمع میں پیش کرتے اور انہیں نص صریح ناقابل تاویل بتاتے ہو ان میں تصریح دکھا بھی نہ سکے جو صاف صاف اس حدیث ترمذی میں تھی جب اس کے یہ معنی بنا رہے ہو ان کے بدرجہ اولٰی بنیں گے اور اول تا آخر تمہارے سب دعوے

| | |
|---|---|
| عــہ اقتباس ومناسب المقام ھھنا الشھادۃ لا الحساب ۱۲ منہ (م) | قرآن کریم سے اقتباس ہے اور مقام کے مناسب یہاں پر شہادت ہے نہ کہ حساب (اس لئے حسیبًا کی جگہ شھیدًا لایا گیا ہے) (ت) |

[199] مرقات المفاتیح الفصل الثانی من باب المواقیت مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/ ۱۲۴

[200] القرآن ۱۷/ ۱۴

ف۱ معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر الخ مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱۶، ف۲ معیار الحق ص ۳۲۱)

**قل موتوا بغیظکم** سُنیں گے انصاف ہو تو ایک یہی حرف تمہاری ساری محنت کو پہلی منزل پہنچانے کے لئے بس ہے **وللّٰہ الحمد** یہ کلام تو ملّاجی کی جہالتوں سے متعلق تھا اب مثل حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما اس حدیث کے بھی جواب بعون الوہاب اُسی طرز صواب پر لیجئے **وباللّٰہ التوفیق۔**

**جواب اول:** دخول عصر سے قرب عصر مراد ہے جس کی اکیس مثالیں آیات واحادیث سے گزریں خصوصاً حدیث ہشتم میں ہم نے روایت صحیحہ صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی سے روشن ثبوت دیا کہ دوسرے وقت تک تاخیر درکنار ایک نماز اپنے آخر وقت میں دوسرے وقت کے قریب پڑھنے کو کہا یہاں تک کہا جاتا ہے کہ دوسری نماز کے وقت میں پڑھی

| | |
|---|---|
| الی ھذا الجواب اشار الامام الطحاوی رحمہ اللّٰہ تعالٰی، حیث قال: قدیحتمل ان یکون قولہ: الی اول وقت العصر، الی قرب اول وقت العصر [201]۔ | اسی جواب کی طرف امام طحاوی نے اشارہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اول وقت عصر سے مراد اول وقت عصر کا قریب ہونا ہے۔(ت) |

**جواب ثانی، اقول:** وقت ظہر دو مثل سمجھو خواہ ایک اُس کی حقیقت واقعیہ کا ادراک طاقت بشری سے خارج ہے آسمان بھی صاف ہو زمین بھی ہموار تاہم پیائش اقدام یا کوئی چیز زمین میں کھڑی کرکے ناپنا تو ہر گز غایت تخمین مقدور تک بھی بالغ نہیں نہایت تصحیح عمل امثال دائرہ ہندیہ ہے وہ بھی حقیقت امر ہر گز نہیں بتاسکتا۔

**اولاً** دائرے کی صحتِ سطح کا استوا سطحِ دائرۃ الافق سے اُس کی پوری موازات مقیاس کا سطحِ دائرہ نصف النہار سے ذرہ بھر مائل نہ ہونا مدخل ومخرج کے نقاط نامتجزیہ کی صحیح تعیین قوس محصورہ کی ٹھیک تنصیف پھر ظل کا خط نامتجزی پر واقعی انطباق پھر اُس کی حقیقی مقدار پھر اس پر مثل یا مثلین کی بے کمی بیشی زیادت ان میں سے کسی پر جزم متیسر نہیں۔

**ثانیاً** بفرض محال عادی یہ سب حق حقیقت پر صحیح بھی ہو جائیں تاہم خط نصف النہار کا سطح عظیمہ نصف النہار میں ہونا معلوم نہیں بلکہ نہ ہونا ثابت ومعلوم ہے کہ شمس بوجہ تقاطعِ معدّل ومنطقہ اپنی سیر خاص سے لحہ بھر بھی ایک مدار پر نہیں رہتا تو منتصف مابین المدخل والمخرج ہمیشہ خط نصف النہار سے شرقی یا غربی ہے مگر جبکہ دائرۃ الزوال پر مرکز نیّر کا انطباق اور احد الانقلابین میں حلول آنِ واحد میں ہو اور وہ نہایت نادر ہے۔

**ثالثاً** اس نادر کو بھی فرض کرلیجئے تاہم علم کی طرف اصلا سبیل نہیں کہ حلولِ انقلاب یا وصول دائرہ جاننے

---

[201] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۳

کے طرق جوزیجات میں موضوع ہیں سب ظنی و تخمینی ہیں کسی کوکب کی تقویم حقیقی معلوم کرنا نہ حساب کاکام ہے نہ ارصاد کا، جداول جیوب وظلال ومیول واوساط وتعاویل مراکز ومواضع اوجات وتفاوت ایام حقیقیہ ووسطیہ وفصل مابین المرکزین وعروض واطوال بلاد درج واجزائے استوائیہ وطوالع ومطالع بلدیہ وغیر ہاامور کہ اس ادراک کے ذرائع ہیں سب فی انفسہا محض تخمین ہیں اوراس پر اثباتِ زیجات برفع واسقاط حصصِ کسرات تخمین بالائے تخمین، پاکی ہے اسے جس نے بہر نقیر وقطمیر میں عجز وجہل بشر کو ظاہر کیااور ذرہ ذرہ عالم سے اپنے کمال علم وقدرت کو جلوہ دیا،

| | |
|---|---|
| ..................[202] | تُو پاک ہے ہمیں علم نہیں مگر جتنے کی تُونے تعلیم دی ہے تُو ہی علیم حکیم ہے۔(ت) |

وللہذا ملتقی وقتین سے کچھ پہلے اور کچھ بعد تک عامہ خلق کے نزدیک وقت مشکوک ہے اسی کو وقت بین الوقتین کہتے ہیں اس میں نظرِ ناظر کبھی حالتِ شک میں رہتی ہے کبھی بقائے وقتِ اول کبھی دخولِ وقت آخر گمان کرتی ہے اور واقع وہ ہے جو رب العزۃ جل وعلاکے علم میں ہے صاحبِ وحی خصوصًا عالم علوم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب بحکم **نبأني العليم الخبير** (آگاہ کیا ہے مجھے علم والے اور خبر والے نے۔ت) عین وقت حقیقی پر مطلع ہو کر نمازِ ظہر ایسے اخیر وقت میں ادا فرمائے اور سلام پھیرتے ہی معًا وقت عصر کی ابتدائے حقیقی جو خاص علمِ الٰہی میں تھی شروع ہوجائے اور دیگر ناظرین کو وحی سے بہرہ نہیں رکھتے براہِ اشتباہ اسے وقت آخر میں گمان کریں اصلا محل تعجب نہیں نہ معاذاللہ اس میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی کسرِ شان کہ علومِ خاصہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حضور کا شریک نہ ہونا کچھ منافی صحابیت نہیں بلکہ واجب ولازم ہے فقیر غفرلہ المولی القدیر احادیث کثیرہ سے خاص اس جزئیہ کی نظیریں پیش کرسکتا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایسے وقت نمازیں پڑھیں یا سحری تناول فرمائی کہ ناظرین کو بقائے وقت میں شک یا خروج وقت کا گمان گزرتا بلکہ اجلہ حذاقِ صحابہ کی تمیز ومعرفت میں دیگر ناظرین شریک نہ ہُوئے علم محمدی تو علم محمدی ہے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، مثلًا:

**حدیث ۱:** حدیث سائل کہ صحیح مسلم وسُنن ابی داؤد وسنن نسائی ومسند امام احمد وحجج امام ابن ابان ومصنّف طحاوی میں سیدنا ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی اُس میں ظہر روزِاوّل کی نسبت مسلم ونسائی کی روایت یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اقام بالظهر حين زالت الشمس، والقائل يقول: قد انتصف النهار، وهو کان | سورج ڈھلتے ہی ظہر کی اقامت کہی اس حال میں کہ کہنے والا کہے ٹھیک دوپہر ہے اور حضور صلی اللہ |

[202] القرآن ۳۲/۲

| | |
|---|---|
| اعلم منهم [203]۔ | تعالٰی علیہ وسلم اُن سے زیادہ جانتے تھے۔ |

ابوداؤد کے یہ لفظ ہیں:

| | |
|---|---|
| حتی قال القائل: انتصف النهار، وهو اعلم [204]۔ | یہاں تک کہ کہنے والے نے کہا دوپہر ہوا اور حضور کو حقیقت امر کی خُوب خبر تھی۔ |

احمد وعہ سی وطحاوی کے لفظ یوں ہیں:

| | |
|---|---|
| والقائل يقول: انتصف النهار اولم، وكان اعلم منهم [205]۔ | کہنے والا کہتا دوپہر ہے یا ابھی دوپہر بھی نہ ہوا اور حضور کے علم سے اُن کے علموں کو کیا نسبت تھی۔ |

**حدیث ۲** صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی وکتاب طحاوی میں پارہئ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ در بارہئ انکار جمع بین الصلاتین کہ عنقریب اِن شاء اللہ القریب المجیب مذکور ہوگی یہ ہے:

| | |
|---|---|
| صلی الفجر یومئذ قبل میقاتها [206]۔ | صبح کی نماز اس کے وقت سے پہلے پڑھی (ت) |

ابوداؤد کے لفظ یوں ہیں:

| | |
|---|---|
| صلی صلاۃ الصبح من الغد قبل وقتها [207]۔ | دسویں ذوالحجہ کو مزدلفہ میں فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے پڑھی۔ (ت) |

طحاوی کی روایت یوں ہے:

| | |
|---|---|
| صلی الفجر یومئذ لغیر میقاتها [208] | یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ذی الحجہ کی دسویں تارےخ مزدلفہ میں صبح کی نماز اُس کے وقت سے پہلے پڑھی بے وقت پڑھی۔ |

امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قوله قبل میقاتها، بان قدم علی وقت ظهور | یعنی قبل وقت پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اور لوگوں پر صبح کا |

---

[203] الصحیح لمسلم باب اوقات صلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

[204] سنن ابی داؤد باب المواقیت مطبوعہ مجتبائی لاہور، پاکستان ۱/۵۷

[205] شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلوات مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۳

[206] صحیح البخاری باب متی یصلی الفجر بجمع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۸

[207] سنن ابی داؤد باب الصلوٰۃ بجمع مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۲۶۷

[208] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۳

| | |
|---|---|
| طلوع الصبح للعامة، وقد ظھر له صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم طلوعه، اِمّا بالوحی او بغیرہ[209]۔ | طلوع کرنا ظاہر نہ ہوا تھا حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو وحی وغیرہ سے معلوم ہوگیا۔ |

**حدیث ۳** صحیح بخاری شریف میں عبدالرحمٰن بن زید نخعی سے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نسبت ہے:

| | |
|---|---|
| ثم صلی الفجر حین طلع الفجر، قائل یقول: طلع الفجر، وقائل یقول: لم یطلع الفجر، واوله، قال: خرجنا مع عبداللہ الی مکة، ثم قدمنا جمعا الحدیث[210]۔ | یعنی ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ساتھ حج کو چلے مزدلفہ پہنچے وہاں حضرت عبداللہ نے نمازِ فجر طلوع فجر ہوتے ہی پڑھی کوئی کہتا فجر ہوگئی ہے کوئی کہتا ابھی نہیں۔ |

**حدیث ۴** امام ابوجعفر طحاوی انہیں عبدالرحمٰن نخعی سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال صلی عبداللہ باصحابه صلاة المغرب، فقام اصحابه یتراء ون الشمس، فقال: ماتنظرون؟ قالوا: ننظر اغابت الشمس! فقال عبداللہ: ھذا، واللہ الذی لاالٰه الّا ھو، وقت ھذہ الصلاة الحدیث[211]۔ | یعنی عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے اصحاب کو نمازِ مغرب پڑھائی اُن کے اصحاب اُٹھ کر سورج دیکھنے لگے، فرمایا: کیا دیکھتے ہو؟ عرض کی: یہ دیکھتے ہیں کہ سُورج ڈوبا یا نہیں! فرمایا: قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچّا معبود نہیں کہ یہ عین وقت اس نماز کا ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر بھی اُن کے اصحاب کو شبہہ تھا کہ سورج اب بھی غروب ہوا یا نہیں فان صلی حقیقةً فی الفعل دون الارادة والفاء للتعقیب (کیونکہ صلّی کا حقیقی معنی نماز پڑھنا ہے نہ کہ ارادہ کرنا اور فاء تعقیب کے لئے ہے۔ت) |

**حدیث ۵:** بخاری مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی بطریق انس رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال: تسحرنا مع رسول للہ صلی اللہ | ہم نے حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ |

[209] عمدۃ القاری شرح بخاری باب صلاۃ الفجر بالمزدلفۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/۱۰
[210] صحیح البخاری باب متی یصلی الفجر بجمع مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۲۸/۱
[211] شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلٰوۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۰۷/۱

| | |
|---|---|
| تعالٰی علیه وسلم، ثمّ قمنا الی الصلاة، قلت: کم کان قدر ما بینهما؟ قال: خمسین اٰیة[212]۔ | سحری کھائی پھر نمازِ فجر کے لئے کھڑے ہوگئے میں نے پُوچھا بیچ میں کتنا فاصلہ دیا، کہا پچاس آیتیں پڑھنے کا۔ |

**حدیث ۶:** بخاری ونسائی بطریق قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| ان نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم، وزید بن ثابت تسحرا، فلما فرغا من سحورهما قام نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم الی الصلاة فصلی، قلت لانس: کم کان بین فراغهما من سحورهما ودخولهما فی الصلاة؟ قال: قدر مایقرء الرجل خمسین اٰیة[213]۔ | یعنی نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وزید بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سحری تناول فرمائی جب کھانے سے فارغ ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نمازِ صبح کے لئے کھڑے ہوگئے نماز پڑھ لی میں نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پُوچھا سحری سے فارغ اور نماز میں داخل ہونے میں کتنا فصل ہوا، کہا اس قدر کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔ |

امام طور پشتی حنفی پھر علامہ طیبّی شافعی پھر علامہ علی قاری شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| هذا تقدیر لایجوز لعموم المؤمنین الاخذ به، وانما اخذه رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لاطلاع الله تعالٰی ایاه، وکان صلی الله تعالٰی علیه وسلم معصوما عن الخطأ فی الدین[214]۔ | یہ اندازہ ہے کہ عام اُمّت کو اسے اختیار کرنا جائز نہیں سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُسے اس لئے اختیار فرمایا کہ رب العزۃ جل وعلانے حضور کو وقت حقیقی پر اطلاع فرمائی تھی اور حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دین میں خطا سے معصوم تھے۔ |

**حدیث ۷:** نسائی وطحاوی زِرّ بن حبیش سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال: قلنا لحذیفة، ای ساعة تسحرت مع | ہم نے حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پُوچھا آپ نے |

---

212 صحیح البخاری باب وقت الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۱

213 صحیح البخاری باب وقت الفجر مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۸۲

214 مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح الفصل الاول من باب تعجیل الصلوات مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۳۳

| | |
|---|---|
| رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم؟ قال: ھو النھار، الا ان الشمس لم تطلع[215]۔ | حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کھائی تھی؟ کہا دن ہی تھا مگر یہ کہ سورج نہ چمکا تھا۔ |

امام طحاوی کی روایت میں یوں صاف تر ہے:

| | |
|---|---|
| قلت: بعد الصبح؟ قال: بعد الصبح، غیر ان الشمس لم تطلع[216]۔ | میں نے کہا بعد صبح کے، کہا ہاں بعد صبح کے مگر آفتاب نہ نکلا تھا۔ |

رائے فقیر میں ان روایات کا عمدہ محل یہی ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے علم نبوت کے مطابق حقیقی منتہائے لیل پر سحری تناول فرمائی کہ فراغ کے ساتھ ہی صبح چمک آئی حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو گمان ہُوا کہ سحری دن میں کھائی بعد صبح اور واقعی جو شخص سحری کا پچھلا نوالہ کھا کر آسمان پر نظر اُٹھائے تو صبح طالع پائے وہ سوا اس کے کیا گمان کرسکتا ہے۔

**حدیث ۸:** ابوداؤد نے اپنی سُنن میں باب وضع کیا: **باب المسافر وھو یشك فی الوقت**[217]۔ اور اس میں انہیں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے جن کی حدیث میں ہم یہاں کلام کررہے ہیں روایت کی:

| | |
|---|---|
| قال: کنا اذا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی السفر، فقلنا: زالت الشمس اولم تزل، صلی الظھر ثم ارتحل[218]۔ | جب ہم حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب سفر میں ہوتے تھے ہم کہتے سورج ڈھلا یا ابھی ڈھلا بھی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس وقت نمازِ ظہر پڑھ کر کُوچ فرمادیتے۔ |

**حدیث ۹:** ابوداؤد اسی باب میں اور نیز نسائی وطحاوی انہیں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا نزل منزلا لم یرتحل حتی یصلی الظھر، فقال لہ رجل: وان کان نصف النھار؟ قال: وان کان نصف النھار[219]۔ | یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی منزل میں اُترتے بے ظہر پڑھے کُوچ نہ فرماتے۔ کسی نے کہا اگرچہ دوپہر کو، فرمایا: اگرچہ دوپہر کو۔ |

---

[215] سنن النسائی الحدث علی السحور ذکر الاختلاف الخ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۳

[216] شرح معانی الآثار کتاب الصیام مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۷۸ ۳

[217] سنن ابی داؤد باب المسافر یصلی الخ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۰

[218] سنن ابی داؤد باب المسافر یصلی الخ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۰

[219] سنن ابی داؤد باب المسافر یصلی الخ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۰

نسائی کے لفظ یوں ہیں:

| | |
|---|---|
| فقال رجل وان کانت بنصف النہار قال وان کانت بنصف النہار [220]۔ | یعنی کسی نے پوچھا اگرچہ وہ نماز دوپہر میں ہوتی فرمایا اگرچہ دوپہر میں ہوتی۔ |

**لطیفہ ا:** اقول ملّاجی کو تو یہ منظور ہے کہ جہاں جے سے بنے اپنا مطلب بنائیں یہاں تو قول انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہ وقت عصر کا آغاز ہوجاتا ایسی تحقیق یقینی پر عمل کیا جس میں اصلاً گنجائش تاویل نہیں اور مسئلہ وقت ظہر میں جب علمائے حنفیہّ نے حدیث صحیح جلیل صحیح بخاری شریف سے استدلال کیا کہ ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: ایک سفر میں ہم حاضر رکاب سعادت سلطان رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ تھے مؤذن نے ظہر کی اذان دینی چاہی فرمایا وقت ٹھنڈا کر، دیر کے بعد انہوں نے پھر اذان کا قصد کیا، پھر فرمایا وقت ٹھنڈا کر، ایک دیر کے بعد انہوں نے پھر ارادہ کیا، فرمایا ٹھنڈا کر، حتی ساوی الظل التلول (یہاں تک کہ ٹےلوں کا سایہ ان کے برابر آگیا) سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ان شدۃ الحرمن فیح جھنم [221] (گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے) تو اس میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو، ظاہر ہے کہ ٹھیک دوپہر خصوصًا موسم گرما میں کہ وہی زمانہ ابراد ہے ٹےلوں کا سایہ اصلا نہیں ہوتا بہت دیر کے بعد ظاہر ہوتا ہے، امام اجل ابوزکریا نووی شافعی شرح مسلم شریف میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| التلول منبطحۃ غیر منتصبۃ، ولایصیرلھا فیئ فی العادۃ، الابعد زوال الشمس بکثیر [222]۔ | ٹیلے زمین پر پھیلے ہوتے ہیں نہ ب لند عادۃً ان کا سایہ نہیں پڑتا مگر سورج ڈھلنے سے بہت دیر کے بعد |

امام ابن اثیر جزری شافعی نہایہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ھی منبطحۃ لایظھر لھا ظل، الا اذا ذھب اکثر وقت الظھر [223]۔ | ٹیلے پست ہوتے ہیں ان کے لئے سایہ ظاہر ہی نہیں ہوتا مگر جب ظہر کا اکثر وقت جاتا رہے۔ |

جب خود ائمہ شافعیہ کی شہادت سے ثابت اور نیز مشاہدہ وعقل وقواعد علم ظل شاہد کہ ٹیلوں کے سائے کی ابتداز وال سے بہت دیر کے بعد ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ سایہ ٹیلوں کے برابر اُس وقت پہنچے گا جب بلند چیزوں کا سایہ ایک مثل سے بہت گزر جائے گا اُس وقت تک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے گرمیوں میں ظہر ٹھنڈی کرنے کا

---

220 سنن النسائی اول وقت ظہر حدیث ۴۹۹ مطبوعہ المکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۵۸

221 صحیح البخاری باب الابراد بالظہر فی السفر دار المعرفۃ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۷

222 شرح الصحیح لمسلم مع مسلم باب استحباب الابراد بالظہر الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۴

223 فتح الباری شرح البخاری باب الابراد بالظہر فی السفر بیروت ۲/۱۷

**نوٹ:** یہ حوالہ سعیِ بسیار کے باوجود نہایہ سے نہیں مل سکا اس لئے فتح الباری سے نقل کیا ہے۔ نذیر احمد سعیدی

حکم فرمایا اور اس کے بعد مؤذن کو اجازتِ اذان عطا ہوئی، تو بلاشُبہہ دوسرے مثل میں وقتِ ظہر باقی رہنا ثابت ہوا جیسا کہ ہمارے امام رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے یہ دلیل ساطع بحمد اللہ لاجواب تھی یہاں ملّاجی حالتِ اضطراب میں فرماگئے کہ مساوی کہنا راوی یعنی سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سایہ ٹیلوں کو ظاہر ہے کہ تخمیناً اور تقریبًا ہے نہ بایںطور کہ گزر کھ کر ناپ لیا تھا۔ کیوں حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تو گزر کھ کر نہ ناپا تھا یونہی تخمیناً مساوات بتادی مگر انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا گزر کھ کر ناپ لینا آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا آخر دخول وقت عصر یونہی تو معلوم ہوگا کہ سایہ اس مقدار کو پہنچ جائے اُس کا علم بے ناپے کیوں کر ہوا بلکہ یہاں تو غالبًا دو ناپوں کی ضرورت ہے ایک وقت نصف النہار کہ سایہ اصلی کی مقدار ناپیں دوسری اس وقت کہ سایہ بعد ظل اصلی مقدار مطلوب کو پہنچا یا نہیں، جب انہوں نے ایک ناپ نہ کی یونہی تخمیناً فرمادیا انہوں نے دو۲ ناپیں کاہے کو کی ہوں گی، یونہی تخمیناً فرمادیا ہوگا کہ عصر اوّل وقت داخل ہوگیا جیسے آپ وہاں احتمال نکالا چاہتے ہیں کہ واقع میں مساوی نہ ہوا ہوگا اور ظہر ایک مثل کے اندر ہُوئی یہاں بھی وہی احتمال بیدار ہے گا کہ واقع میں وقت عصر نہ آیا تھا ظہر اپنے ہی وقت پر ہُوئی یہ کیا حیاداری ومکابرہ ہے کہ جابجا جو باتیں خود اختیار کرتے جاؤ دُوسرا کرے تو آنکھیں دکھاؤ تحریف نصوص بتاؤ اس تحکم کی کوئی حد ہے۔

**لطیفہ ۲: اقول:** خدا انصاف دے تو یہاں تخمینہ بھی اتنی ہی غلطی ہوگی جتنی دیر میں ظہر کی دو۲ رکعتیں پڑھی جائیں اور حدیث ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں سخت فاحش غلطی ماننی پڑے گی جسے ان کی طرف بے دلیل نسبت کردینا صراحةً سُوءِ ادب ہے، خود امام شافعی کی تصریح سے واضح ہُوا کہ سایہ تلول کی ابتداء اس وقت ہوتی ہے جب بلند چیزوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف مثل سے اکثر گزر جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ ٹیلوں کا سایہ ابھی نصف مثل تک بھی نہ پہنچے گا کہ اور چیزوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا ایک مثل سے گزر جائے گا کہ اول تو جس طرح ظہور ظل میں تفاوت شدید ہے کہ اتنی دیر کے بعد ان کا سایہ پیدا ہوتا ہے یونہی زیادت ظل میں فرق رہے گا بلند چیزوں کا سایہ اپنی نسبت پر جتنی دیر میں جتنا بڑھے گا ٹیلوں کا سایہ اپنی نسبت میں اُس سے کم بڑھے گا کما لایخفی علی العارف بقواعد الفن (جیسا کہ قواعدِ فن کے جاننے والے پر مخفی نہیں۔ت) تو لاجرم جس وقت ٹیلوں کا سایہ پیدا ہوا اور بلندیوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف مثل سے زائد تھا اب کچھ دیر کے بعد بلندیوں کا سایہ سایہ اصلی کے سوا نصف مثل سے زائد تھا اب کچھ دیر کے بعد بلندیوں کا سایہ نصف مثل سے کم بڑھ کر ایک مثل ظل اصلی سے گزر گیا اُس وقت ٹیلوں کا سایہ اُس کم از نصف سے بھی کم ہوگا اور اس تحفّظ نسبت تفاوت کو نہ بھی مانئے تو خیر کم از نصف ہی جانئے پھر بہر حال اس سے اتنی دیر اور مجرا کیجئے جس میں اذان کا حکم ہوا اور اُس کے بعد جماعت فرمائی گئی تو حساب سے آپ کے طور پر اُس وقت ٹیلوں کا سایہ کوئی چہارم ہی کی قدر رہتا ہے اُسے ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمادینا کہ سایہ برابر ہوگیا تھا کس قدر بعید و ناقابل قبول ہے، کیا اچھا انصاف ہے کہ یا تو تخمین میں اُتنی غلطی نامسموع کہ جس میں دو۲ رکعتیں پڑھ لیجائیں

---

ف معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر الخ مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۵۳

یا اپنے داؤں کو یہ بھاری غلطی مقبول کہ سیر میں پسیری کا دھوکا۔ بحمد اللہ تعالٰی اس تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہاں تخمین سے جواب دینا محض مہمل و باطل تھا۔

**لطیفہ ۳: اقول** وہاں ایک ستم خوش ادائی یہ کی ہے[ف۱] کہ وہ تخمیناً برابر ہونا بھی مع سایہ اصلی کے ہے نہ سایہ اصلی الگ کرکے **وھذا لایخفی من لہ ادنی عقل** (اور یہ ادنٰی سی عقل رکھنے والے پر بھی مخفی نہیں۔ت) تو در اصل سایہ ٹیلوں کا بعد نکالنے سایہ اصلی کے تخمیناً آدھی مثل ہوگا یا کچھ زیادہ اور مثل کے ختم ہونے میں اتنی دیر ہوگی کہ بخوبی فارغ ہُوئے ہوں گے۔

مّلاجی! ذرا کچھ دنوں جنگل کی ہوا کھاؤ ٹیلوں کی ہری ہری ڈوب ٹھنڈے وقت کی سنہری دھوپ دیکھو کہ آنکھوں کے تیور ٹھکانے آئیں علماء تو فرمارہے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ پڑتا ہی نہیں جب تک آدھے سے زیادہ وقت ظہر نہ نکل جائے مّلاجی ان کے لئے ٹھیک دوپہر کا سایہ بتارہے ہیں اور وہ بھی تھوڑا نہ بہت آدھی مثل جبھی تو کہتے ہیں کہ وہابی ہو کر آدمی کی عقل ٹیلوں کا سایہ زوال ہوجاتی ہے۔

**لطیفہ ۴: اقول:** اور بڑھ کر نزاکت فرمائی ہے[ف۲] کہ مساوات سایہ کے ٹیلوں سے مقدار میں مراد نہ ہو بلکہ ظہور میں یعنی پہلے سایہ جانب شرقی معدوم تھا اور مساوات نہ تھی ٹیلوں سے کیونکہ وہ موجود نہیں اور وقت اذان کے سایہ جانب شرقی بھی ظاہر ہوگیا پس برابر ہوگیا ٹیلوں کے ظاہر ہونے میں اور موجود ہونے میں نہ مقدار میں اس جواب کی قدر۔ مّلاجی اپنے ہی ایمان سے بتادیں یہاں تک کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر آیا اس کے یہ معنی کہ ٹیلے بھی موجود تھے سایہ بھی موجود ہوگیا اگرچہ وہ دس ۱۰ گز ہوں یہ جو برابر اے سبحٰن اللہ اسے کیوں تحریف نصوص کہے گا کہ یہ تو مطلب کی گھڑت ہے۔ ایسا لقب تو خاص بے چارے حنفیّہ کا خلعت ہے۔ مّلاجی! اگر کوئی کہے میں مّلاجی کے پاس رہا یہاں تک کہ اُن کی داڑھی بانس برابر ہوگئی تو اس کے معنی یہی ہوں گے نہ کہ مّلاجی کا سبزہ آغاز ہوا کہ پہلے بانس موجود تھا اور مّلاجی کی داڑھی معدوم، جب رُواں کچھ کچھ چمکا چمکتے ہی بانس برابر ہوگیا کہ اب بانس بھی موجود بال بھی موجود، ع

مرغک از بیضہ بروں آید و دانہ طلبد

(مرغ جب انڈے سے باہر آتا ہے تو دانہ طلب کرتا ہے)

**لطیفہ ۵: اقول:** یہ بکف چراغی و تحریف صریح قابل ملاحظہ کہ خود ہی حنفیّہ و شافعیہ کے مسئلہ مختلف فیہا میں شافعیہ سے حجت لانے کو فتح الباری امام قسطلانی سے یہ عبارت نقل کی کہ:

| | |
|---|---|
| **یحتمل ان یراد بھذہ المساواۃ ظھور الظل بجنب التل بعد ان لم یکن ظاھرا**[224]۔ | ہوسکتا ہے اس مساوات سے مراد یہ ہو کہ ٹیلے کے پہلو میں سایہ ظاہر ہوگیا جبکہ پہلے ظاہر نہیں تھا۔ (ت) |

[224] فتح الباری شرح البخاری باب الابراد بالظہر فی السفر مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۲/ ۱۷

ف۱ معیار الحق مسئلہ چہارم ص ۳۵۴، ف۲ معیار الحق مسئلہ چہارم ص ۳۵۴ )

جس میں ٹیلوں کے لئے سایہ اصلی ہونے کے صاف نفی تھی حضرت تو وہ دعوی کرچکے تھے کہ ان کا سایہ اصلی آدھے مثل کے قریب ہوتا ہے لاجرم معدوم ہونے میں جانب شرق کی قید بڑھائی کہ مشرق کی طرف معدوم تھا اور اسے فتح الباری کی طرف نسبت کردیا کہ جیسا کہ فتح الباری میں ویحتمل ان یراد الخ ملّاجی ! دھرم سے کہنا یہ تحریف تو نہیں۔

**لطیفہ ۶: اقول** فتح الباری کے طور پر تو مشارکت فی الوجود غایت بن سکتی ہے کہ دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ اصلًا نہ تھا دیر فرمائی یہاں تک کہ موجود ہوا اگرچہ ٹیلوں سے سایہ متساوی ہونے کے ہر گز یہ معنی نہیں مگر آپ اپنی خبر لیجئے آپ کے نزدیک تو ٹھیک دوپہر کو ٹیلوں کا سایہ آدھا مثل تھا تو ظہور ووجود میں برابری صبح سے شام تک دن بھر رہی اس غایت مقرر کرنے کے کیا معنی کہ وقت ٹھنڈا فرمایا یہاں تک کہ سایہ وجود میں ٹیلوں کے برابر ہوگیا اور جانب شرقی کی قید حدیث میں کہاں، یہ آپ کی نری من گھڑت ہے، تاویل گھڑی مساوات فی الظہور، تفریع کی مساوات فی الوجود، اور مفرع علیہ وجود شرقی، کیا جب تک وجود غربی شمالی تھا مساوات فی الوجود نہ تھی، اب کہ وجود شرقی ملا مساوات ہُوئی کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو۔

**لطیفہ ۷: اقول** ملّاجی ! جب آپ کے دھرم میں سایہ وقت نصف النہار بھی موجود تھا تو زوال ہوتے ہی قطعًا معًا شرقی ہوا تو یہ مساوات خاص آغاز وقت ظہر پر پیدا ہوئی اور حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ مؤذن نے تین بار ارادہ اذان کیا ہر بار حکمِ ابراد وتاخیر ملا یہاں تک کہ سایہ مساوی ہوا کیا یہ ارادہ ہائے اذان وحکم ہائے ابراد سب پیش از زوال ہولیے تھے شاید پہر دن چڑھے ظہر کا وقت ہوجانا ہوگا۔ ملّاجی ! تحریف نصوص اسے کہتے ہیں، ع

چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر

**لطیفہ ۸: اقول** جب کچھ نہ بنی تو ہارے درجے یہ تیسری نزاکت اس حدیث کے جواب میں ف فرمائی کہ یہ تاخیر آنحضرت [عہ۱] سے سفر میں ہوئی شاید آنحضرت [عہ۲] نے اس ارادہ سے کی ہو کہ ظہر کو عصر سے جمع کریں گے پس سفر پر حضر کو قیاس مع الفارق ہے۔ ملّاجی ! ایمان سے کہنا یہ حدیث ابراد ظہر کی ہے یعنی وقت ٹھنڈا کرکے پڑھنا یا تفویت ظہر کی کہ وقت کھو کر پڑھنا، حدیث میں علّتِ حکم یہ ارشاد ہوئی ہے کہ شدتِ گرمی جوشِ جہنم سے ہے تو گرمی میں ظہر ٹھنڈا کردیا یہ کہ ابھی اذان نہ کہو ہم عصر سے ملا کر پڑھیں گے۔

ملّاجی ! اس حدیث کی شرح میں خود علمائے شافعیہ کا کلام سُنو کہ معنی ابراد میں آپ کی یہ گھڑت بھی ٹوٹے اور سفر وحضر سے فرق کی بھی قسمت پھُوٹے ارشاد الساری امام قسطلانی شافعی شرح صحیح بخاری **باب الابراد بالظھر فی السفر** میں اسی حدیث ابوذر

---

عہ۱ و عہ۲ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وبارک وسلم ۱۲ منہ

ف معیار الحق ص ۳۵۴

رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نیچے ہے:

| | |
|---|---|
| (قال: کنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر) قیدہ ھنا بالسفر،واطلقہ فی السابقۃ، مشیرا بذلک الی ان تلک الروایۃ المطلقۃ محمولۃ علی ھذہ المقیدۃ،لان المراد من الابراد التسھیل ودفع المشقۃ،فلاتفاوت بین السفر والحضر[225]۔ | (کہا: ہم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ تھے سفر میں) یہاں سفر کے ساتھ مقید کیا ہے اور سابقہ روایت میں مطلق رکھا ہے یہ بتانے کے لئے کہ سابقہ مطلق روایت اسی مقید پر محمول ہے کیونکہ ٹھنڈا کرنے کا مقصد آسانی پیدا کرنا اور مشقت دُور کرنا ہے اور اس میں سفر حضر کا کوئی فرق نہیں۔(ت) |

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| (فقال لہ: ابرد،حتی رأینا فیئ التلول) وغایۃ الابراد حتی یصیر الظل ذراعا بعد ظل الزوال، اوربع قامۃ اوثلثھا اونصفھا،وقیل غیر ذلک۔ ویختلف باختلاف الاوقات: لکن یشترط ان لایمتد الی اٰخر الوقت[226]۔ | (اس کو کہا ٹھنڈا کر، یہاں تک کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھ لیا) ابراد کی انتہا یہ ہے کہ سایہ ایک گز ہوجائے زوال کے سائے کے بغیر، یا قد کا چوتھائی یا تہائی یا نصف ہوجائے،اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔اور اختلاف اوقات کے ساتھ ابراد میں بھی اختلاف واقع ہوتا رہتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ابراد اتنا زیادہ نہ ہو کہ وقت آکر ہوجائے۔(ت) |

ہاں خوب یاد آیا علمائے شافعیہ کی کیوں سُنئے آپ اپنے ہی لکھے کو نہ دیکھئے مسئلہ وقت مستحب ظہر میں ف فرمائے گئے اگر ابراد اختیار کرے تو لازم ہے کہ ایسا ابراد نہ کرے کہ وقت ظہر کا خارج ہوجائے یا قریب آجائے حد میں ابراد کی علماء میں اختلاف ہے لیکن یہ سب کے نزدیک شرط ہے کہ ابراد اس مرتبہ کا نہ کرے کہ ظہر کے آخر وقت کو پہنچ جاوے کہا فتح الباری میں اختلف العلماء فی غایۃ الابراد؛ لکن یشترط ان لایمتد الی اخر الوقت ملخصًا (ابراد کی انتہاء میں علماء کا اختلاف ہے لیکن یہ شرط ہے کہ آخر وقت تک نہ پہنچے۔ت) جب آخر وقت کے قریب تک نہ آنا لازم وشرطِ ابراد ہے تو حکم ابراد کو خارج وقت پر حمل کرنا کیسا

[225] ارشاد الساری شرح البخاری باب الابراد بالظھر فی السفر مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱/ ۴۸۸

[226] ارشاد الساری شرح البخاری باب الابراد بالظھر فی السفر مطبوعہ دارالکتب العربیہ بیروت ۱/ ۴۸۸

ف معیار الحق مسئلہ سوم وقت مستحب ظہر ص ۳۱۱، ۳۱۲

عذر بارد ہے، ملّاجی! ایمان سے کہنا یہ حدیث سے جواب ہے یا اپنی سخن پروری کے لئے صراحۃً نص شرع کی تحریف حدیث صحیح کارد۔ شافعیہ حنفیّہ کے مکالمات محض تفنن طبع کے لئے ہیں ورنہ مذاہب متقرر ہوچکے۔علّامہ زرقانی مالکی شرح مواہب آخر جلد ہفتم میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| قداجاب الحافظ ابن حجر، عن ذلك وعن غيره من ادلة المانعين، وهی عشرة، بمايطول ذکره، مع انه لاکبير فائدة فيه، اذالمذاهب تقررت، انما هو تشحيذ اذهان[227]۔ | ابن حجر نے اس دلیل کا بھی اور مانعین کی دیگر دس۱۰ دلیلوں کا بھی جواب دیا ہے مگر ان کے ذکر سے طوالت ہوتی ہے اور کوئی نمایاں فائدہ بھی نہیں ہے کیونکہ مذاہب تو مقرر ہوچکے ہیں (اور ایسے سوال جواب) محض ذہن کو تیز کرنے کا کام دیتے ہیں۔(ت) |

آپ اپنی خبر لیجئے آپ تو محقق مجتہد ہیں سب ارباب مذاہب کی ضد ہیں آپ کیوں صحیح بخاری کی حدیث جلیل میں یوں کھلی تحریفیں کررہے ہیں دعوے باطلہ عمل بالحدیث کے چھلکے اُتر رہے ہیں۔ع

شرم بادت ازخدا وازرسول

(تم خدا اور رسول سے شرم کھاؤ)

**لطیفہ ۹: اقول** ملّاجی خود جانتے تھے یہ تاویلیں نہیں محض مہمل پوچ تقریروں سے جیسے بنے حدیث کو رَد کرنا ہے لہٰذا عذر بدتر از گناہ کیلئے ارشاد ہوتا ہے[ف] منشا تاویلات کا یہی ہے کہ احادیث صحیحہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ایک مثل کے وقتِ ظہر نہیں رہتا ثابت ہیں پس جمعا بین الادلہ یہ تاویلیں حقہ کی گئیں۔ان تاویلوں کو حقہ کہنا تو دل میں خوب جانتے ہوگے کہ جھُوٹ کہہ رہے ہو خاک حقہ تھیں کہ ایک دم میں سُلفہ ہوگئیں مگر اس ڈھٹائی کا کہاں ٹھکانا کہ صحیح حدیث بخاری شریف کو بحیلہ جمع بین الادلہ یوں دانستہ بگاڑلے حالانکہ نہ قصد واحد نہ لفظ مساعد اور حدیث ابن عمر دربارہ غیبت شفق میں باوصف اتحاد قصہ جمع بین الادلہ حرام اور رد احادیث صحاح واجب الالتزام۔

**لطیفہ ۱۰: اقول** جمع تقدیم کی نامندمل جراحت بھرنے کو حدیث ابوجحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں وہ لَن ترانیاں تھیں کہ ظاہر پر حمل واجب ہے جب تک مانع قطعی نہ ہو اَب اپنے داؤں کو ظاہر نص صریح کے یوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے خیر بحمداللہ آپ ہی کی گواہی سے ثابت ہولیا کہ جمع بین الادلہ کے لئے ایسی رکیک وپوچ ولچر تاویلات تک رواہیں تو یہ صاف ونظیف وشائع ولطیف معانی ومحامل کہ ہم نے جمعا بین الادلہ

227 شرح الزرقانی علی المواہب ذکر تہجد النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ عامرہ مصر ۷/ ۴۵۰

ف معیار الحق مسئلہ چہارم ص ۳۵۴

احادیث ابن عمر وانس رضی اللہ تعالٰی عنہم میں اختیار کیے ان میں اپنی چُون وچرا کی گلی آپ نے خود بند کرلی، وللہ الحمد ع:

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

طرفہ یہ کہ آپ مستدل ہیں اور ہم خصم جب آپ کو ایسے لچریات نفع دیں گے ہمیں یہ واضحات بدرجہ اولٰی نافع اور آپ کے تمام ہواجس و وساوس کے قاطع ہوں گے۔

**فائدہ عائدہ:** سُنن میں ایک حدیث اور ہے جس سے ناواقف کو جمع تاخیر کا وہم ہوسکے فقیر نے کلامِ فریقین میں اُس سے استناداً جواباً اصلاً تعرض نہ دیکھا، ملّاجی بہت دُور دُور کے چکّر لگا آئے، جہاں کچھ بھی لگتی پائی بلکہ نری بے لگاؤ بھی جمع کرلائے سُنن کچھ دُور نہ تھیں اُس کے آس پاس گھُوما کئے مگر اُس سے دہنے بائیں کترائے اسی سے اس کا نہایت نامفیدی میں ہوناظاہر مگر شاید اَب کسی نئے متوہم یا خود حضرت ہی کو تازہ وہم جاگے لہٰذا اس سے تعرض کردینا مناسب،

| | |
|---|---|
| ففی سنن ابی داود، حدثنا احمد بن صالح نا یحیی بن محمد الجاری [228]، وفی سنن النسائی، اخبرنا المؤمل بن اھاب، قال: حدثنی یحیی بن محمد ن الجاری [229]، وفی مصنف الطحاوی، حدثنا علی بن عبدالرحمٰن ثنا نعیم بن حماد [230] قالا عہ نا عبدالعزیز بن محمد (زاد نعیم) الدراوردی، عن مالك عن ابن الزبیر عن جابر، ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم | سنن ابی داؤد میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے احمد ابن صالح نے، اس نے کہا کہ خبر دی ہمیں یحیٰی ابن محمد جاری نے۔ اور سنن نسائی میں ہے کہ خبر دی ہمیں مؤمل ابن الوہاب نے، اس نے کہا حدیث بیان کی مُجھ سے یحیٰی ابن محمد جاری نے۔ اور مصنّف طحاوی میں ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے علی ابن عبدالرحمٰن نے، اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے نعیم ابن حماد نے۔ دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو عبدالعزیز ابن محمد نے (نعیم نے "دراوردی" کا اضافہ کیا ہے) مالک بن ابی الزبیر سے، اس نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے |

عہ ای یحیی عندالاولین ونعیم عندالطحاوی ۱۲ منہ (م)

یعنی یحیٰی سے پہلے دو ۲ (ابوداؤد اور نسائی) کے ہاں اور نعیم طحاوی کے ہاں ۱۲منہ (ت)

[228] سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۱

[229] سنن النسائی الوقت الذی یجمع فیہ المسافر الخ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۹

[230] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

| | |
|---|---|
| غربت له الشمس بمكة، فجمع بينهما بسرف (زاد نعيم) يعنى الصلاة۔ ولفظ المؤمل: غابت الشمس ورسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم بمكة، فجمع بين الصلاتين بسرف[231]۔ قال ابوداود: حدثنا محمد بن هشام جار احمد بن حنبل نا جعفر بن عون عن هشام بن سعد، قال: بينهما عشرة اميال، يعنى بين مكة وسرف[232]۔[233] | کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکّہ میں تھے تو سُورج غائب ہوگیا چنانچہ جمع کیا آپ نے دونوں کو سَرِف میں (نعیم نے اضافہ کیا) یعنی نماز کو۔ اور مؤمل کے الفاظ یوں ہیں سُورج غائب ہوگیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مکہ میں تھے تو آپ نے دونوں نمازوں کو سَرِف میں جمع کیا۔ ابوداؤد نے کہا کہ مجھ کو احمد ابن حنبل کے ہمسائے محمد بن ہشام نے بتایا کہ جعفر ابن عون نے ہشام ابن سعد سے روایت کی ہے کہ دونوں کے درمیان دس ۱۰ میل کا فاصلہ ہے یعنی مکّہ اور سَرِف کے درمیان۔ (ت) |

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو مکّہ معظّمہ میں آفتاب ڈوبا پس مغرب وعشا موضع سَرِف میں جمع فرمائیں ابوداؤد نے ہشام بن سعد سے (کہ ملّاجی کے حسابوں رافضی مجروح مردود الروایہ متروک الحدیث ہے تقریب میں کہا صدوق، لہ اوھام، ورمی بالتشیع) نقل کی کہ مکّہ وسَرِف میں دس ۱۰ میل کا فاصلہ ہے۔

**اقول وباللہ التوفیق** اصول حدیث ونیز اصول محدثہ ملاجی پر یہ حدیث ہرگز قابل حجت نہیں اصولِ حدیث پر اُس کی سند ضعیف اور اصولِ مُلّائیہ پر ضعف در ضعف در ضعف کیا جانیے کتنے ضعفوں کی طومار اور نری مردود متروک ہے۔

**اولاً** دو طریق پیشین میں یحیٰی بن محمد جاری ہے تقریب میں کہا: صدوق ویخطیئ (سچّا ہے مگر خطا کرتا ہے۔ ت) امام بخاری نے فرمایا: **یتکلمون فیه** (ائمہ محدثین اُس پر طعن کرتے ہیں۔ ت) میزان میں یہی حدیث اس کے ترجمہ میں داخل کی اور کتب ضعفا میں زیر ترجمہ ضعفا اُن کی منکر حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ طریق دوم میں مؤمل بن اہاب ہے تقریب میں کہا: صدوق لہ اوھام (سچّا ہے، اس کو اوہام ہیں۔ ت) طریق ثالث میں نعیم بن حماد ہے یہ اگرچہ فقیہ وفرائض وان تھا مگر حدیثی حالت میں یحیٰی سے بھی بدتر ہے تقریب میں کہا صدوق یخطئ کثیرا (سچّا ہے مگر خطا بہت کرتا ہے۔ ت) یہاں تک کہ ابوالفتح ازدی نے کہا: حدیثیں اپنے جی سے گھڑتا اور امام ابوحنیفہ کے مطاعن میں جھوٹی حکایتیں وضع کرتا تھا یہ اگرچہ مجازفات ازدی سے ہو مگر ذہبی نے طبقات الحفاظ ومیزان الاعتدال دونوں میں اُس کے حق میں قول اخیر یہ قرار دیا کہ وہ باوصف امامت

---

[231] شرح معانی الآثار باب الجمع بین الصلاتین الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۱۱

[232] سنن النسائی الوقت الذی یجمع المقیم الخ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۹

[233] سنن ابی داؤد باب الجمع بین الصلاتین الخ مطبوعہ مجتبائی لاہور ۱/۱۷۱

منکر الحدیث ہے قابلِ احتجاج نہیں جامع صحیح میں اس کی روایت مقرونہ ہے نہ بطور حجیت، امام جلال الدین سیوطی ذیل اللالی میں اُس کی حدیث اذا ارادالله ان ینزل الی السماء الدنیا نزل عن عرشه بذاته (جب اللہ تعالٰی آسمانِ دنیا پر اُترنا چاہتا ہے تو بذاتہٖ عرش سے اُترآتا ہے۔ت) ذکر کرکے فرماتے ہیں: اتعبنا نعیم بن حماد، من کثرة مایاتی بهذه الطامات، وکم ندرؤ عنه وعن الطرطوسی الراوی عنه؟ فلاادری، البلاء فی الحدیث منه، اومن شیخه نعیم[234]! اھ ملخصًا یعنی نعیم بن حماد اس کی کثرت سے یہ طامّات روایتیں لاتا ہے کہ ہم تھک گئے کہاں تک اُس کا اور اس کے شاگرد طرطوسی کا بچاؤ کریں مجھے نہیں معلوم کہ اس حدیث میں بلا اُس کی طرف سے اُٹھی یا اُس کے اُستاد نعیم سے۔

**ثانیاً** پھر ان سب طرق میں عبدالعزیز بن محمد دراوردی ہے تقریب میں کہا- صدوق، کان یحدث من کتب غیره فیخطیئ[235] (سچّا ہے، مگر دوسروں کی کتابوں سے حدیثیں بیان کرتا ہے اس لئے خطا کرتا ہے۔ت) تو ہر طریق میں دو ۲ راوی صدوق یخطیئ (سچّا ہے مگر خطا کرتا ہے۔ت) ہوئے خصوصًا ثالث میں تو ایک کثیر الخطاء اور ثانی میں تیسرا صدوق لہ اوھام (سچّا ہے، اس کو اوہام ہیں۔ت) اور ملّاجی کے اصول پر ایسے رواۃ کی حدیثیں مردود ومتروک وواہیات ہیں۔

**ثالثاً** مدار حدیث ابوالزبیر عن جابر پر ہے ابوالزبیر کی نسبت خود ملّاجی کہہ گئے کہ وہ فقط صدوق ہے اور اس کے ساتھ مدلس قال فی التقریب صدوق الا انه یدلس[236] (تقریب میں کہا کہ سچّا ہے مگر مدلس ہے۔ت)

اور یہاں اُن عـہ سے راوی لیث بن سعد نہیں اور روایت میں عنعنہ کیا اور عنعنہ مدلس اصولِ محدثین پر نامقبول۔

عـہ قید بهذا، لان الراوی عنه اذاکان اللیث، زال مایخشی من تدلیسه، کماافاده فی فتح المغیث وغیره، فلیحفظ فانها فائدة نفیسة۔ وقد بین السبب فی ذلك فی المیزان فراجعه ۱۲ منه رضی الله تعالٰی عنه (م)

یہ قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر اس سے روایت کرنے والا لیث ہو تو پھر اس کی تدلیس کا خطرہ باقی نہیں رہتا، جیسا کہ فتح المغیث اور دوسری کتابوں میں افادہ کیا گیا ہے۔ اس کو یاد رکھو، کیونکہ یہ ایک نفیس فائدہ ہے۔ تدلیس کا خطرہ نہ ہونے کا سبب میزان میں مذکور ہے اس کا مطالعہ کرو۔(ت)

[234] ذیل اللالی کتاب التوحید مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ص ۲ و ۳

[235] تقریب التہذیب ترجمہ عبدالعزیز بن محمد مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۲۱۶

[236] تقریب التہذیب محمد بن مسلم مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ گوجرانوالہ ص ۳۱۸

**رابعا** میلوں کی گنتی حدیث میں نہیں نہ زید وعمرو کی ایسی حکایات پر وہ اعتماد ضرور جس کے سبب توقیت صلاۃ کا حکم معروف ومشہور ثابت بالقرآن العظیم والاحادیث الصحاح چھوڑ دیا جائے خصوصًا ملّاجی کے نزدیک تو یہ دس میل بتانے والا رافی متروک ہے زمینوں کا ناپنا میلوں کا گننا ان حملہ ورواۃ کا کام نہ تھا بلکہ سرے سے ان اعصار وامصار میں اس طریقہ کا اصلًا نام نہ تھا یونہی ہر شخص اپنے تخمینہ سے یا کسی اور کی سُنی سنائی بتادیتا ولہٰذا شمار میں اس قدر شدت سے اختلاف پڑتا ہے کہ ان گنتیوں سے امان اٹھائے دیتا ہے۔ ذوالحلیفہ کہ مکہ معظّمہ کے راستے پر مدینہ طیبہ کے قریب ایک مشہور ومعروف مقام ہے اُس کے اختلاف دیکھئے امام اجل رافعی احد شیخین مذہب شافعی اور اُن سے پہلے امام ابوالمحاسن عبدالواحد بن اسمٰعیل بن احمد شافعی معاصر امام غزالی اور اُن سے بھی پہلے امام ابونصر عبدالسید بن محمد شافعی نے فرمایا: مدینہ سے ایک میل ہے۔ امام قسطلانی شافعی نے فرمایا: یہ وہم ہے بشہادت مشاہدہ مردود۔ بعض نے کہا دو۲ ایک میل۔ امام عینی نے فرمایا: چار۴ میل۔ امام حجۃ الاسلام شافعی نے فرمایا: چھ۶ میل ہے۔ اسی طرح امام مجد شافعی نے قاموس میں کہا۔ امام اجل ابوزکریا نووی شافعی نے فرمایا: یہی صحیح ہے۔ بعض علمانے کہا: سات میل۔ امام جمال اسنوی شافعی نے فرمایا: حق یہ کہ تین میل ہے یاکچھ قدرے قلیل زیادہ ہو مشاہد اس پر گواہ ہے۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے: بعدہ من المدینۃ میل، کماعندالرافعی، لکن فی البسیط انھا علٰی ستّۃ امیال، وصححہ فی المجموع، وھو الذی قالہ فی القاموس۔ وقیل: سبعۃ۔ وفی المھمات: الصواب، المعروف بالمشاھدۃ انھا علی ثلثۃ امیال اوتزید قلیلا [237]۔ اُسی میں ہے: وقول من قال، کابن الصباغ فی الشامل، والرویانی فی البحر، انہ علی میل من المدینۃ وھم، یردہ الحس [238]۔ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: من المدینۃ علی اربعۃ امیال ومن مکۃ علی مائتی میل، غیر میلین وقیل: بینھما وبین المدینۃ میل اومیلان [239] دیکھئے ایسے معروف مقام میں کہ شارع نے اُسے اہلِ مدینہ کے لئے میقات احرام مقرر فرمایا ایسے اجلہ ائمہ میں ایسے شدید اختلاف ہیں جنہیں ترازوئے تخمینہ کی جھونک کسی طرح نہیں سہار سکتی ایک۱ دو۲ تین۳ چار۴ چھ۶ سات۷ میل تک اقوال مختلف، پھر تصحیحوں میں بھی دونادون کا تفاوت، ایک فرمائے چھ۶ میل صحیح ہے دوسری فرمائے تین میل حق ہے۔ موطائے امام مالک میں بسند صحیح علٰی شرط الشیخین ہے: عن یحیی بن سعید انہ قال لسالم بن عبداللہ ماا شد مارأیت اباك اخر المغرب فی السفر فقال سالم

---

[237] ارشاد الساری شرح البخاری کتاب المواقیت باب فرض مواقیت الحج والعمرۃ مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ بیروت ۹۸/۳

[238] ارشاد الساری شرح البخاری باب مہل اہل مکہ للحج والعمرۃ مطبوعہ دارالکتاب العربیۃ بیروت ۹۹/۳

[239] عمدۃ القاری شرح البخاری باب قول اللہ تعالٰی یاتوک رجالاالخ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ بیروت ۱۳۰/۹

غربت الشمس ونحن بذات الجیش فصلی المغرب بالعقیق [240] (یعنی یحیٰی بن سعید انصاری نے امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے پُوچھا آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں مغرب کی تاخیر زیادہ سے زیادہ کس قدر کرتے دیکھا فرمایا ذات الجیش میں ہمیں سورج ڈُوبا اور مغرب عقیق میں پڑھی) اب رواۃ مؤطا تلامذہ امام مالک میں ان دونوں مقاموں کے فاصلہ میں اختلاف پڑا۔ یحیٰی کی روایت میں ہے دو میل یا کچھ زائد، عبداللہ بن وہب نے کہا چھ ۶ میل، محمد بن وضاح اندلسی تلمیذ التلمیذ امام مالک نے کہا سات میل، عبدالرحمٰن بن قاسم نے کہا دس ۱۰ میل، علامہ زرقانی نے جزم کیا کہ بارہ ۱۲ میل شرح مؤطا میں فرمایا: بینھما اثنا عشر میلا، وقال ابن وضاح: سبعۃ امیال، وقال ابن وھب: ستۃ، وقال القعنبی: ذات الجیش علی بریدین من المدینۃ، وقال البونی فی روایۃ یحیٰی: وبینھما میلان او اکثر قلیلا، وفی روایۃ ابن القاسم: عشرۃ امیال [241]۔ ان اختلافات کو خیال کیجئے کہاں دو ۲ میل کہاں بارہ ۱۲ میل۔

**خامسًا** یہ واقعہ عین ہے اور وقائع عین مساغ ہر گونہ احتمالات سرعت سیر کے لئے کوئی حد محدود نہیں کہ اس سے زائد نامتصور ہو ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا سہ منزلہ کرنا اُوپر گزرا ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| اصبح النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بملل ثم راح وتعشی بسرف۔ | سیدالمرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ملل میں صبح ہوئی پھر تشریف لے چلے اور شام کا کھانا سرف میں تناول فرمایا۔ |

فصل اول میں گزر چکا کہ ملل مدینہ طیبہ سے سترہ ۱۷ میل ہے اور یہیں کلام امام بدر محمود عینی سے منقول ہوا کہ مدینہ طیبہ مکہ معظمہ سے دو کم دو سو میل ہے اب سترہ وہ اور دس میل سرف کے نکال لیجئے تو ایک دن میں ایک سو اکہتر میل راہ طے ہوئی پھر غروب شمس سے اتنے قرب عشا تک کہ ہنوز بقدر تین رکعت پڑھ لینے کے مغرب کا وقت باقی ہو دس میل قطع ہو جانا کیا جائے عجب ہے خصوصًا اواخر جوزا و اوائل سرطان میں کہ ان دنوں حوالیِ مکّہ معظّمہ میں وقت مغرب عہ کم وبیش ڈیڑھ گھنٹا ہوتا ہے اعتبار نہ آئے تو آزما دیکھئے کہ عمدہ گھوڑے تیز ناقے ڈیڑھ چھوڑ ایک ہی

---

عہ **اقول:** لتکن الشمس عند دخول العشاء فی اول السرطان میلہ الح الرتمام (بقیہ بصفحہ آئندہ)

---

[240] مؤطا امام مالک قصر الصلٰوۃ فی السفر مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۲۹

[241] شرح الزرقانی علی المؤطا قصر الصلٰوۃ فی السفر مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۱/ ۲۹۷

گھنٹے میں دس ۱۰ میل بلکہ زائد قطع کرلیں گے حدیث مؤطا میں کہ ابھی مذکور ہوئی جزم علّامہ زرقانی اور نیز روایت ابن القاسم تلمیذ امام مالک پر اس کی نظیر یہیں پیش نظر اوپر ثابت ہوچکا کہ سالم قائل جمع نہیں وہ تصریحًا فرماچکے کہ اُن کے والد ماجد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مزدلفہ کے سوا کبھی جمع نہ فرمائی تو لاجرم غروب آفتاب کے بعد دس بارہ میل چلے اور مغرب وقت میں پڑھی ولہٰذا ابوالولید باجی مالکی نے اس حدیث کی شرح میں کہا: ارادان یعرف اخر وقتھا المختار[242] یحیٰی بن سعید انصاری کا اس سوال سے یہ ارادہ تھا کہ مغرب کا آخر وقت مختار معلوم کریں۔ منتقی میں کہا: وحمل ذٰلك علی المعروف من سیر من جد[243] خروج وقت پر پڑھنا ہوتا تو کوشش سیر پر حمل کی کیا حاجت تھی بالجملہ حدیث برتقدیر صحت بھی اصلا جمع حقیقی کی مفید نہ جمع صوری سے جدا وبعید والحمدللہ العلی المجید۔

**الحمدللہ** کلام اپنے ذروہ اقصے کو پہنچا اور جمع تقدیم وتاخیر دونوں میں ملّاجی کا ہاتھ بالکل خالی رہ گیا، ایک حدیث سے بھی جمع حقیقی اصلاً ثابت نہ ہوسکی وللہ الحجۃ السامیہ امید کرتا ہوں کہ اس فصل بلکہ تمام رسالہ میں ایسا کلام شافی ومتین وکافی ومبین برکات قدسیہ روح زکیہ طیبہ علیہ امام الائمہ مالک الازمہ کاشف الغمہ سراج الامہ سیدنا امام اعظم واقدم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے حصّہ خاصہ فقیر مہین ہو والحمدللہ رب العٰلمین۔

## فصل چہارم ۴ نصوص نفی جمع وہدایت التزام اوقات میں

یہ نصوص دو ۲ قسم ہیں اوّل عامہ جن میں تعیین اوقات کا بیان یا اُن کی محافظت کی ترغیب یا اُن کی محافظت سے ترہیب ہے جس سے ثابت ہو کہ ہر نماز کے لئے شرع مطہر نے جُدا وقت مقرر فرمایا ہے کہ اُس سے پہلے ہوسکے نہ اُسے کھو کر دوسرے وقت پر اٹھار کھی جائے بلکہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہونی چاہیے۔ دوم خاصہ جن میں

---

(بقیہ صفحہ گزشتہ)

عرض المکۃ المکرمۃ سح ك غایۃ الانحطاط بالتفریق مدفح جیبہ ك الدظل عرض مکۃ الح ماح لح * ظل المیل الوالہ الہ لا منحطا= ی حہ ك الح جیب تعدیل النھار قوسہ ط حہ نہ الح صہ حہ = ف حہ ء لر نصف قوس اللیل سھمہ مط حہ لط لر * جیب انحطاط الوقت ح حہ الح= ع ك مہ الدح سو ÷ ك الد= کا حہ مدمح مط لطالر= الرحہ ندمط سھم فضل الدائر قوسہ نر حہ مر ف حہ ء لر= حہ الدك دائر * ع قہ= ات الط لر ھذا تقریب ووجوہ التدقیق تعلم ان شاء اللہ تعالٰی من کتابنا زیج الاوقات للصوم والصلٰوۃ وفقنا اللہ تعالٰی لاکمالہ ونفعنا والمسلمین باعمالہ اٰمین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

---

[242] بحوالہ المنتقی شرح الزرقانی علی المؤطا قصر الصلٰوۃ فی السفر مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۱/ ۲۹۷

[243] بحوالہ المنتقی شرح الزرقانی علی المؤطا قصر الصلٰوۃ فی السفر مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۱/ ۲۹۷

بالخصوص جمع بین الصلاتین کی نفی ہے۔

## قسم اول نصوص عامہ

(الاٰیات) رب العزۃ تبارک وتعالٰی نے محافظت والتزامِ اوقات کاحکم سات ۷ سورتوں میں نازل فرمایا:

(۱) بقرہ (۲) نساء (۳) انعام (۴) مریم (۵) مومنون (۶) معارج (۷) ماعون

**آیت ۱ قال بنا عزمن قائل:** اِ۱۰لصَّلٰوۃَ ..........[244] بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت باندھا ہوا۔ کہ نہ وقت سے پہلے عـہ صحیح نہ وقت کے بعد تاخیر روا، بلکہ فرض ہے کہ نماز اپنے وقت پر ادا ہو۔ میں یہاں معنی آیت میں کلامِ علمائے کرام لاؤں اس سے بہتر یہی ہے کہ خود ملّاجی کی شہادت دلاؤں، مسئلہ وقتِ ظہر میں ایک مثل تک تمامی وقت بتانے کیلئے فرماتے ہیں کہا اللہ تعالٰی نے ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتٰبا موقوتا یعنی ہر نماز کا وقت علیحدٰہ علیحدہ ہے تفسیر مظہری میں ہے **قولہ تعالٰی:...... یقتضی کون الوقت لکل صلٰوۃ وقتا** علیحدہ تومقتضا آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہوسکتی[245]۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

عـہ: ھذا، لاخلاف فیہ بین العلمائ، الاشییٔ روی عن ابی موسٰی الاشعری وعن بعض التابعین اجمع العلماء علی خلافہ، ولاوجہ لذکرہ ھھنا لانہ لایصح عنھم، وصح عن ابی موسٰی خلافہ مماوافق الجماعۃ، فصار اتفاقا صحیحا اھ عمدۃ القاری ۱۲ منہ (م)

اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابوموسٰی اشعری اور بعض تابعین سے جو کچھ مروی ہے اس کے خلاف علماء کا اجماع ہے اور اس کو یہاں ذکر کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں کیونکہ وہ ابوموسٰی سے بصحت منقول نہیں نہیں ہے بلکہ ابوموسٰی سے، اس کے خلاف اور جمہور کے موافق قول صحیح طور پر ثابت ہے، اس لئے سب کا متفق ہوناہی درست قرار پایا اھ عمدۃ القاری ۱۲ منہ (ت)

---

[244] القرآن ۴/ ۱۰۳

[245] معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱۷

**آیت ۲ قال مولٰنا جل وعلا:**

| | |
|---|---|
| ........ا..ا........... [246] | محافظت کرو سب نمازوں اور خاص بیچ والی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔ |

محافظت کرو کہ کوئی نماز اپنے وقت سے اِدھر اُدھر نہ ہونے پائے، بیچ والی نماز نمازِ عصر ہے اُس وقت لوگ بازار وغیرہ کے کاموں میں زیادہ مصروف ہوتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے اس لئے اُس کی خاص تاکید فرمائی۔ بیضاوی شریف علّامہ ناصر الدین شافعی میں ہے:

| | |
|---|---|
| حافظوا علی الصلوات، بالاداء لوقتها والمداومة علیها [247]۔ | نمازوں کی محافظت کرو، یعنی وقت پر ادا کرو اور ہمیشہ کرو۔ (ت) |

مدارک شریف میں ہے:

| | |
|---|---|
| حافظوا علی الصلوات، داوموا علیها لمواقیتها [248]۔ | نمازوں پر محافظت کرو، یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو۔ (ت) |

ارشاد العقل السلیم میں ہے:

| | |
|---|---|
| حافظوا علی الصلوات ای داوموا علی ادائها لاوقاتها من غیر اخلال بشیئ منها [249]۔ | نمازوں پر محافظت کرو، یعنی ہمیشہ بروقت پڑھو اور ان میں کسی قسم کا خلل نہ واقع ہونے دو۔ (ت) |

**آیت ۳ قال العلی الاعلی تبارك وتعالٰی:**

| | |
|---|---|
| ا....صَلَوٰ.یُحَا.... <br> .ولٰٓئِكَ هُمُ ا.........نَ ا..وُ..هُمُ..وُ.. [250] | اور وہ لوگ جو اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں کہ اُسے وقت سے بے وقت نہیں ہونے دیتے وہی سچّے وارث ہیں کہ جنّت کی وراثت پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ |

معالم شریف امام بغوی شافعی میں ہے:

| | |
|---|---|
| یحافظون، ای یداومون علی حفظها ویراعون | محافظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ نگہبانی کرتے ہیں اور ان کے |

---

[246] القرآن الحکیم ۲/ ۲۳۸

[247] انوار التنزیل المعروف تفسیر البیضاوی تحت آیۃ حافظوا علی الصلوات الخ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/ ۱

[248] تفسیر النسفی المعروف تفسیر مدارک، تحت آیۃ حافظوا علی الصلوات الخ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۱۲۱

[249] ارشاد العقل السلیم تحت آیۃ حافظوا علی الصلوات الخ مطبوعہ احیاء التراث العربی ۱/ ۲۳۵

[250] القرآن ۲۳/ ۹ و ۲۳/ ۱۰ و ۲۳/ ۱۱

| | |
|---|---|
| اوقاتھا، کرر ذکر الصلاۃ لیتبین المحافظۃ علیھا واجبۃ[251]۔ | اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔ نماز کا ذکر مکرر کیا ہے تاکہ واضح ہوجائے کہ اس کی محافظت واجب ہے۔(ت) |

آیت ۴ قال المولی الاجل عزّوجل:

| | |
|---|---|
| ا۰۰۰۰۰۰۰۰۰ن۰۰۰و۰۰۰۰۰۰۰۰ [252]۔ | اور وہ لوگ کہ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں ہر نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہیں وہ جنّتوں میں عزت کئے جائیں گے۔ |

جلالین شریف امام جلال الملّۃ والدّین شافعی میں ہے: یحافظون، بادائھا فی اوقاتھا[253] (محافظت کرتے ہیں یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں۔ت) نسفی شریف میں ہے:

| | |
|---|---|
| المحافظۃ علیھا ان لاتضیع عن مواقیتھا[254]۔ | نماز کی محافظت یہ ہے کہ اپنے اوقات سے ضائع نہ ہو۔(ت) |

آیت ۵ قال المولی تقدس وتعالٰی:

| | |
|---|---|
| ا۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰بہٖ۰۰۰۰۰۰۰۰۰ [255] | اور جنہیں آخرت پر یقین ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ |

کہ وقت سے باہر نہ ہوجائیں۔ تفسیر کبیر عـہ میں ہے:

| | |
|---|---|
| المراد بالمحافظۃ التعھد لشروطھا من وقت وطہارۃ وغیرھما والقیام علی ارکانھا واتمامھا حتی یکون ذلک دابہ فی کل وقت[256]۔ | محافظت سے مراد یہ ہے کہ وقت اور طہارت وغیرہ تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے، اس کے ارکان کو قائم کیا جائے اور اسے مکمل کیا جائے یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آئے تو آدمی ان کاموں کو بطور عادت کرنے لگے۔(ت) |

| | |
|---|---|
| عـہ: ذکرہ تحت ایۃ المؤمنون ۱۲ منہ (م) | یہ انہوں نے سورۃ مومنون ۲۳ کی آیہ ۹ کے تحت ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت) |

[251] تفسیر البغوی المعروف معالم التنزیل مع الخازن تحت آیۃ مذکورہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۳۳/۵
[252] القرآن ۷۰/۳۴ و ۷۰/۳۵
[253] تفسیر جلالین آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ مجتبائی دہلی ۲/۴۷۲
[254] تفسیر النسفی آیہ مذکورہ کے تحت مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۲۹۲/۴
[255] القرآن ۶/۹۲
[256] التفسیر الکبیر والذین ہم علٰی صلوٰتہم یحافظون کے تحت مطبوعہ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲۳/۸۱

محافظتِ وقت کے یہ معنی جو ہم نے علمائے حنفیّہ کے سوا ہر آیت میں علمائے شافعیہ سے نقل کئے کہ ہر نماز اپنے ہی وقت پر ہو خود احادیث میں ارشاد ہوئے جن کا ذکر عنقریب آتا ہے اِن شاء اللہ تعالٰی۔

**آیت ۶ قال رب العلی عزّ وعلا :**

| | |
|---|---|
| ..... الصّلٰوۃ[257]۔ | پھر آئے ان کے بعد وہ بُرے پسماندہ جنہوں نے نمازیں ضائع کیں۔ |

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **اخروھا عن مواقیتھا وصلوھا لغیر وقتھا**[258]۔ (یہ لوگ جن کی مذمّت اس آیہ کریمہ میں فرمائی گئی وہ ہیں جو نمازوں کو اُن کے وقت سے ہٹاتے اور غیر وقت پر پڑھتے ہیں) ذکرہ **الامام البدر فی عمدۃ القاری باب تضییع الصلوات عن وقتھا والامام البغوی فی المعالم**۔ افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: **ھو ان لایصلی الظھر حتی اتی العصر**[259] (نماز کا ضائع کرنا یہ ہے کہ ظہر نہ پڑھی یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا) **اثرہ محی السنۃ**۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے: **اضاعوا الصلٰوۃ ترکوھا اواخروھا عن وقتھا**[260]۔

**آیت ۷ قال سبحٰنہ امام اعظم شانہ،:**

| | |
|---|---|
| .......... ........<br>261 | خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں (کہ وقت نکال کر پڑھتے ہیں) |

تفسیر جلالین میں ہے: **ساھون غافلون یؤخرونھا عن وقتھا**[262]۔ تفسیر مفاتیح الغیب میں ہے: **ساھون یفید امرین اخراجھا عن الوقت وکون الانسان غافلا فیھا**[263] اس آیہ کریمہ کی یہ تفسیر خود

---

[257] القرآن ۱۹/۵۹

[258] عمدۃ القاری شرح البخاری باب تضییع الصلوٰۃ حدیث ۸ مطبوعۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۵/۱۷

[259] تفسیر البغوی المعروف بمعالم التنزیل مع الخازن تحت آیۃ مذکورہ مطبوعۃ مصطفی البابی مصر ۴/۲۵۲

[260] انوار التنزیل المعروف بالبیضاوی تحت آیۃ مذکورہ مطبوعۃ مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۹

[261] القرآن ۱۰۷/۴

[262] تفسیر جلالین تحت آیت مذکورہ مطبوعہ مجتبائی دہلی نصف ثانی ص ۵۰۵

[263] مفاتیح الغیب تفسیر کبیر، میدان جامع ازہر۔ مصر ۳۲/۱۱۵

حدیث میں وارد ہُوئی کما سیاتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

**(الاحادیث) اقول و باللہ التوفیق** مُلّاجی نے تو جھُوٹ ہی کہہ دیا تھا کہ احادیث جمع چودہ ۱۴ صحابیوں سے مروی ہیں جنہیں خود بھی نہ گِنا سکے بلکہ صراحۃً تسلیم کرگئے کہ ان میں اکثر کی روایات اُن کیلئے مفید نہیں صرف چار مفید سمجھیں جن کا حال بتوفیقہ تعالٰی واضح ہوگیا کہ اصلاً انہیں مفید نہ تھیں اب فقیر اللہ تعالٰی کہتا ہے کہ اس مبحث میں ہمارے مفید حدیثیں جو اس وقت نظر میں جلوہ فرما ہیں چالیس ۴۰ سے زائد ہیں کہ تیئیس ۲۳ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی ہوئیں، (۱) عمر فاروق (۲) علی مرتضٰی (۳) سعد ابن وقاص (۴) عبداللہ بن مسعود (۵) عبداللہ بن عباس (۶) عبداللہ بن عمر (۷) عبداللہ بن عمرو (۸) جابر بن عبداللہ (۹) ابوذر غفاری (۱۰) ابوقتادہ انصاری (۱۱) ابودردا (۱۲) ابوسعید خدری (۱۳) ابومسعود بدری (۱۴) بشیر بن عقبہ بن عمرو مدنی (۱۵) ابوموسٰی اشعری (۱۶) بریدہ اسلمی (۱۷) عبادہ بن صامت (۱۸) کعب بن عجرہ (۱۹) فضالہ زہرانی (۲۰) حنظلہ بن الربیع (۲۱) انس بن مالک (۲۲) ابوہریرہ (۲۳) ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علی بعلہا وابیہا وعلیہا وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔ان میں سات ۷ حدیثیں اور مولی المسلمین ومحبوبہ سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی روایتیں تو جمع صوری میں گزریں باقی اکیس ۲۱ صحابہ سے چھتیس ۳۶ حدیثیں بتوفیقہٖ تعالٰی یہاں سُنئے، مُلّاجی کی طرح اگر مجملات کو بھی شامل کرلیجئے اور واقعی ہمیں اس کا استحقاق بروجہ حق وصحیح حاصل تو معاذ (۲۴) بن جبل واسامہ (۲۵) بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم کو ملاکر عدد صحابہ پچیس ۲۵ اور احادیث مجملہ شامل کرکے شمارِ احادیث پچاس ۵۰ سے زائد ہوگا، خیر یہاں جو حدیثیں ہمیں لکھنی ہیں وہ چند نوع ہیں:

**نوع اوّل:** احادیث محافظتِ وقت اور اس کی ترغیب اور اس کے ترک سے ترہیب۔

**حدیث ۱:** امام احمد بسند صحیح حضرت حنظلہ کاتب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی: **قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول: من حافظ علی الصلوات الخمس رکوعھن وسجودھن ومواقیتھن،وعلم انھن حق من عند اللہ،دخل الجنۃ،اوقال: وجبت لہ الجنۃ،اوقال: حرم علی النار** [264]۔(یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص ان پانچوں نمازوں کی ان کے رکوع وسجود واوقات پر محافظت کرے اور یقین جانے کہ وہ اللہ جل وعلا کی طرف سے ہیں جنت میں جائے یا فرمایا جنّت اس کے لئے واجب ہوجائے یا فرمایا دوزخ پر حرام ہوجائے)

**حدیث ۲:** ابوداؤد وسُنن اور طبرانی معجم میں بسند جید ابودردا رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| **خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنّۃ،من حافظ علی الصلوات الخمس،** | پانچ چیزیں ہیں کہ جو انہیں ایمان کے ساتھ لائے گا جنّت میں جائے گا جو پنجگانہ نمازوں کی ان کے وضواُن کے |

[264] مسند امام احمد بن حنبل حدیث حنظلہ کاتب الاسدی مطبوعہ دارالفکر بیروت ۴/ ۲۶۷

| | |
|---|---|
| علی وضوئهن ورکوعهن وسجودهن ومواقیتهن عــه۱ الحدیث۔[265] | رکوع اُن کے سجود اُن کے اوقات پر محافظت کرے (اور روزہ وحج وزکوٰۃ وغسلِ جنابت بجالائے) |

**حدیث ۳:** امام مالک وابوداؤد ونسائی وابن حبان اپنی صحاح میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| خمس صلوات افترضهن الله تعالٰی، من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم رکوعهن وخشوعهن، کان له علی الله عهد ان غفرله، ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد، ان شاء غفرله، وان شاء عذبه[266]۔ هذا لفظ ابی داود عــه۲ | پانچ نمازیں اللہ تعالٰی نے فرض کی ہیں جو اُن کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں اُن کے وقت پر پڑھے اور اُن کا رکوع وخشوع پورا کرے اُس کے لئے اللہ عزّوجل پر عہد ہے کہ اُسے بخش دے، اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے اللہ تعالٰی پر کچھ عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے۔ یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔ (ت) |

**حدیث ۴:** ابوداود طریق ابن الاعرابی میں حضرت قتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزّوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| انی فرضت علی امتك خمس صلوات، وعهدت | میں نے تیری اُمت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے |

---

عــه۱ تمامه، وصام رمضان وحج البیت ان استطاع الیه سبیلا واعطی الزکٰوة، طیبة بها نفسه، وادی الامانة، قالوا: یا اباالدرداء ماداء الامانة؟ قال: الغسل من الجنابة ۱۲ منه رضی الله تعالٰی عنه (م) (اس کا ترجمہ متن میں موجود ہے)

| | |
|---|---|
| عــه۲ واورده المنذری عن فزاد: وسجودهن بعد قوله: رکوعهن،[267] ولیس فی شیئ من نسخ السنن التی عندی، وقد قال العلامة ابرهیم الحلبی فی غنیة المستملی شرح منیة المصلی مانصه: اما لفظ "وسجودهن" بعد "رکوعهن" فغیر ثابت[268] الخ ۱۲ منه رضی الله تعالٰی عنه (م) | منذری نے بھی ابوداؤد سے اس روایت کو لیا ہے مگر اس نے رکوعھن کے بعد سجودھن کے لفظ بڑھادئے ہیں، حالانکہ ابوداود کے میرے پاس موجود نسخوں میں سجودھن نہیں ہے، اور ابراہیم حلبی نے غنیۃ المستملی میں تصریح کی ہے کہ رکوعھن کے بعد سجودھن کا لفظ ثابت نہیں ہے۔ (ت) |

---

[265] سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۲۹ دار احیاء السنۃ مصر ۱/۱۱۶ و ۱۱۷
[266] سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۲۵ دار احیاء السنۃ مصر ۱/۱۱۵
[267] الترغیب والترہیب فی الصلوٰت الخمس الخ حدیث نمبر ۲۶ مصطفی البابی مصر ۱/۱۴۲
[268] غنیۃ المستملی مقدمہ کتاب سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۲

| | |
|---|---|
| عندی عهد انه من جاء يحافظ عليهن لوقتهن ادخلته الجنة، ومن لم يحافظ عليهن فلا عهد له عندی[269]۔ | پاس عہد مقرر کرلیا جو اُن کے وقتوں پر اُن کی محافظت کرتا آئے گا اُسے جنّت میں داخل کروں گا اور جو محافظت نہ کرے گا اس کے لئے میرے پاس کچھ عہد نہیں۔ |

**حدیث ۵:** دارمی حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنے رب جل وعلا سے روایت فرماتے ہیں وہ ارشاد کرتا ہے:

| | |
|---|---|
| من صلی الصلاة لوقتها فاقام حدها کان له علی عهد ا دخله الجنة ومن لم يصل الصلاة لوقتها ولم يقم حدها لم يكن له عندی عهدان شئت ادخلته النار وان شئت ادخلته الجنّة[270]۔ | جو نماز اُس کے وقت میں ٹھیک ٹھیک ادا کرے اُس کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ اُسے جنّت میں داخل فرماؤں، اور جو وقت میں نہ پڑھے اور ٹھیک ادا نہ کرے اُس کے لئے میرے پاس کوئی عہد نہیں چاہوں اسے دوزخ میں لے جاؤں اور چاہوں توجنّت میں۔ |

**حدیث ۶:** طبرانی بسند صالح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ایک دن حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی: خدا ورسول خُوب دانا ہیں۔ فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی: خدا ورسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا: جانتے ہو تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ عرض کی: خدا ورسول خوب دانا ہیں۔ فرمایا: تمہارا رب جل وعلا فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| وعزتی وجلالی لايصليها عبد لوقتها الاادخلته الجنّة ومن صلاها لغير وقتها ان شئت رحمته وان شئت عذبته[271]۔ | مجھے اپنے عزّت وجلال کی قسم جو شخص نماز وقت پر پڑھے گا اُسے جنّت میں داخل فرماؤں گا اور جو اس کے غیر وقت میں پڑھے گا چاہوں اس پر رحم کروں چاہوں عذاب۔ |

**حدیث ۷:** نیز طبرانی اوسط میں انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من صلی الصلواة لوقتها واسبغ لها وضؤها واتم لها قيامها وخشوعها وركوعها و | جو پانچوں نمازیں اپنے اپنے وقتوں پر پڑھے اُن کا وضو وقیام وخشوع ورکوع وسجود پُورا کرے وہ نماز |

---

[269] سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۳۰ داراحیاء السنۃ النبویۃ مصر ۱/ ۱۱۷

[270] سنن الدارمی، باب استحباب الصلٰوۃ فی اول الوقت حدیث ۱۲۲۸ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۱/ ۲۲۳

[271] المعجم الکبیر للطبرانی حدیث ۱۰۵۵۵ مطبوعۃ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۰/ ۲۸۱

| | |
|---|---|
| سجودھا خرجت وھی بیضا مسفرۃ تقول حفظك اللہ کماحفظتنی، ومن صلا الصلٰوۃ لغیر وقتھا فلم یسبغ لھا وضؤھا ولم یتم لھا خشوعھا ولارکوعھا ولاسجودھا خرجت وھی سوداء مظلمۃ تقول ضیعك اللہ کما ضیعتنی حتّٰی اذاکانت حیث شاء اللہ لفت کمایلف الثوب الخلق ثم ضرب بھا وجھه[272] | سفید روشن ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تیری نگہبانی فرمائے جس طرح تُونے میری حفاظت کی اور جو غیر وقت پر پڑھے اور وضو وخشوع ورکوع وسجود پُورا نہ کرے وہ نماز سیاہ تاریک ہو کر یہ کہتی نکلے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تُونے مجھے ضائع کیا یہاں تک کہ جب اُس مقام پر پہنچے جہاں تک اللہ عزّوجل چاہے پُرانے چیتھڑے کی طرح لپیٹ کر اُس کے مُنہ پر ماری جائے (والعیاذ باللہ رب العالمین) |

**حدیث ۸:** ابُوداؤد حضرت فضالہ زہرانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال علمنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فکان فیما علمنی وحافظ علی الصلوات الخمس[273]۔ | مجھے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسائلِ دین تعلیم فرمائے اُن میں یہ بھی تعلیم فرمایا کہ نماز پنجگانہ کی محافظت کر۔ |

**حدیث ۹:** بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، دارمی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ای العمل احب الی اللہ قال الصلاۃ علی وقتھا[274]۔ | میں نے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پُوچھا سب میں زیادہ کیا عمل اللہ عزّوجل کو پیارا ہے، فرمایا نماز اس کے وقت پر ادا کرنا۔ |

**حدیث ۱۰:** بیہقی شعب الایمان میں بطریق عکرمہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال جاء رجل فقال یارسول اللہ ای شیئ احب الی اللہ فی الاسلام قال الصلاۃ لوقتھا ومن ترك الصلاۃ فلادین له والصلاۃ عماد الدّین[275]۔ | ایک شخص نے خدمتِ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ! اسلام میں سب سے زیادہ کیا چیز اللہ تعالٰی کو پیاری ہے، فرمایا: نماز وقت پر پڑھنی، جس نے نماز چھوڑی اس کیلئے دین نہ رہا نماز دین کا ستون ہے۔ |

[272] معجم اوسط حدیث نمبر ۳۱۱۹ مکتبہ المعارف ریاض ۸۶/۴

[273] سنن ابی داؤد باب المحافظۃ علی الصلوات مطبوعہ مجتبائی پاکستان ۶۱/۱

[274] بخاری شریف باب فضل الصلٰوۃ لوقتہا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۶/۱

[275] شعب الایمان باب فی الصلوات حدیث ۲۸۰۷ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان ۳۹/۳

**حدیث ۱۱:** طبرانی معجم اوسط میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ثلث من حفظهن فهو ولی حقا، ومن ضیعهن فهو عدوی حقا، الصلاة والصیام والجنابة [276]۔ | تین ۳ چیزیں ہیں کہ جو ان کی حفاظت کرے وہ سچّا ولی ہے اور جو انہیں ضائع کرے وہ پکّا دشمن، نماز اور روزے اور غسلِ جنابت۔ |

**حدیث ۱۲:** امام مالک مؤطا میں نافع سے راوی:

| | |
|---|---|
| ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالٰی عنه کتب الی عُمّاله ان اهم امرکم عندی الصلاة فمن حفظها وحافظ علیها حفظ دینه ومن ضیعها فهو لماسواها اضیع الحدیث [277]۔ | امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنے عاملوں کو فرمان بھیجے کہ تمہارے کاموں میں مجھے زیادہ فکر نماز کی ہے جو اسے حفظ اور اس پر محافظت کرے اس نے اپنے دین کی حفاظت کرلی اور جس نے اسے ضائع کیا وہ اور کاموں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ |

**(نوعِ آخر)** حدیث امامت جبریل علیہ الصلٰوۃ والسّلام جس میں انہوں نے ہر نماز کے لئے جُدا وقت معین کیا۔

**حدیث ۱۳:** بخاری ومسلم صحاح اور امام مالک وامام ابن ابی ذئب مؤطا اور ابو محمد عبداللہ دارمی مسند میں حضرت ابو مسعود نصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی جبریل نے بعد تعیین اوقات عرض کی: بھذا امرت [278] (اسی کا حضور کو حکم دیا گیا ہے)۔

ابن ابی ذئب کے لفظ یوں ہیں: عن ابن شهاب انه سمع عروة بن الزبیر یحدث عمر بن عبدالعزیز عن ابی مسعود الانصاری ان المغیرة بن شعبة اخر الصلاة فدخل علیه ابو مسعود فقال ان جبریل نزل علی محمد صلی الله تعالٰی علیه وسلم فصلی وصلی وصلی وصلی وصلی ثمّ صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم صلی ثم قال هکذا امرت [279] (یعنی جبریل امین نے دونوں روز امامت سے تعیین اوقات کرکے عرض کی: ایسا ہی حضور کو حکم ہے)۔ مسند امام ابن راہویہ میں مطول ومفصل ہے فی اخرہ ثم قال جبریل مابین هذین وقت صلاة [280] (پھر جبریل نے عرض کی ان دونوں کے درمیان وقت نماز ہے)۔

**حدیث ۱۴:** دارقطنی وطبرانی وابو عمر بن عبدالبر ابو مسعود وبشیر بن ابی مسعود دونوں صحابیوں رضی اللہ تعالٰی عنہما سے

---

[276] معجم اوسط حدیث ۸۹۵۶ مکتب المعارف ریاض ۹/۴۴۵

[277] مؤطا امام مالک وقوت الصلواۃ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۵

[278] بخاری شریف کتاب مواقیت الصلوات مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۵

[279] شرح الزرقانی علی المؤطا باب وقوت الصلٰوۃ مطبوعہ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۱/۱۵

[280] نصب الرایۃ بحوالہ سند ابن راہویۃ باب المواقیت مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۲۲۳

راوی جبریل نے عرض کی: **مابین هذین وقت**[281] یعنی امس والیوم۔ (کل اور آج کے وقتوں کے درمیان ہر نماز کا وقت ہے)۔

**حدیث ۱۵:** ابوداؤد، ترمذی، شافعی، طحاوی، ابن حبان، حاکم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی: **الوقت مابین هذین الوقتین**[282] (وقت وہ ہے جو ان دو وقتوں کے درمیان ہے)۔

**حدیث ۱۶:** نسائی وطحاوی وحاکم وبزار ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے عرض کی: **الصلاة مابین صلاتك امس وصلاتك الیوم**[283] (نماز دیر وزہ و امروزہ کے بیچ میں نماز ہے) بزار کے یہاں ہے: **ثم قال مابین هذین وقت**[284] (ان دو کے اندر وقت ہے)

**حدیث ۱۷:** نسائی واحمد واسحٰق وابن حبان وحاکم جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی جبریل نے گزارش کی: **مابین هاتین الصلاتین وقت**[285] (ان دو نمازوں کے اندر وقت ہے)

**حدیث ۱۸:** طحاوی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے گزارش کی: **الصلاة فیما بین هذین الوقتین**[286] (نماز ان دو۲ وقتوں کے درمیان ہے)۔

**(نوع آخر)** حدیث سائل جسے حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امامتیں فرما کر ہر نماز کا اول وآخر وقت بتایا۔

**حدیث ۱۹:** مسلم ترمذی نسائی ابن ماجہ طحاوی حضرت بریدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **وقت صلاتکم بین مارأیتم**[287] (تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا)۔ مسلم کے دوسرے طریق میں ہے: **مابین مارأیت وقت**[288] (اے سائل جو تُو نے دیکھا اس کے اندر وقت ہے)

---

[281] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی الکبیر باب بیان الوقت دارالکتاب بیروت ۱/۳۰۵

[282] جامع الترمذی باب ماجاء فی مواقیت الصلوات مطبوعہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱/۲۱

[283] سُنن النسائی کتاب المواقیت آخر وقت الظہر مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۵۹

[284] کشف الاستار عن زوائد البزار باب ای حین یصلی مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱/۱۸۷

[285] سُنن النسائی کتاب المواقیت اخر وقت العصر مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۱

[286] شرح معانی الاثار باب مواقیت الصلوات مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲

[287] صحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

[288] صحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

ترمذی کے یہاں یوں ہے: **مواقیت الصلاۃ کمابین ھذین** [289] (نمازوں کے وقت ایسے ہیں جیسے ان دو۲ کے درمیان)۔

**حدیث ۲۰:** مسلم ابی داود نسائی ابن ابان طحاوی حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **الوقت بین ھذین** [290] (وقت ان دو۲ کے درمیان ہے)

**حدیث ۲۱:** طحاوی بطریق عطاء بن ابی رباح بعض صحابہ یعنی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور امام عیسٰی بن ابان بلفظ **عن عطاء بن ابی رباح قال بلغنی ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم** راوی حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **بین صلاتی فی ھذین الوقتین کلہ** [291] (جن دو۲ وقتوں پر میں نے نمازیں پڑھیں ان کے اندر اندر سب وقت ہے) **ولفظ الحجج ثم قال مابینھما وقت** [292] (اور کتاب الحجج کے الفاظ یہ ہیں: پھر فرمایا ان دونوں کے درمیان وقت ہے)۔

**حدیث ۲۲:** مالک ونسائی وبزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **مابین ھذین وقت** [293] (ان دو۲ کے درمیان وقت ہے)۔ **وفیہ الاقتصار علی ذکر الفجر فکانہ مختصر قلت فقد رواہ الدار قطنی فی سننہ من حدیث قتادۃ عن انس مطولا واللہ تعالٰی اعلم** (اس روایت میں صرف فجر کا ذکر ہے، شاید اس میں اختصار ہے میں نے کہا دار قطنی نے اپنے سنن میں سے انس سے بروایت قتادہ مفصل ذکر کیا ہے **واللہ تعالٰی اعلم**۔ (ت)

**(نوعِ آخر)** حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیشگوئی کہ کچھ لوگ وقت گزار کر نماز پڑھیں گے تم اُن کا اتباع نہ کرنا اسے مطلق فرمایا کچھ سفر وحضر کی تخصیص ارشاد نہ ہوئی۔

**حدیث ۲۳:** مسلم ابوداؤد ترمذی نسائی احمد دارمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| **قال قال رسول اللہ تعالٰی علیہ وسلم وضرب فخذی کیف انت اذابقیت فی قوم یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا قال قلت ماتامرنی** | حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تُو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر |

[289] جامع ترمذی باب ماجاء فی مواقیت الصلوات مطبوعہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱/۲۲
[290] صحیح مسلم باب اوقات الصلوات الخمس مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۲۳
[291] شرح معانی الآثار باب مواقیت الصلوات مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۲
[292] کتاب الحجۃ اختلاف اہل الکوفۃ والمدینۃ فی الصلوٰۃ دار المعارف نعمانیہ لاہور ص ۱۲
[293] النسائی، کتاب المواقیت، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۱/۶۲

| | |
|---|---|
| قال صل الصلاۃ لوقتہا الحدیث[294]۔ | کریں گے، میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں، فرمایا تُو وقت پر پڑھ لینا۔ |

**حدیث ۲۴**: احمد ابوداود ابن ماجہ بسند صحیح عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| ستکون علیکم بعدی امراء تشغلھم اشیاء عن الصلاۃ لوقتہا حتی یذھب وقتہا فصلوا الصلاۃ لوقتہا[295] الحدیث۔ | میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ اُن کے کام وقت پر انہیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا تم وقت پر نماز پڑھنا۔ |

حدیث **۲۵**: ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیف بکم اذا اتت علیکم امراء یصلون الصلاۃ لغیر میقاتہا قلت فما تامرنی اذا ادرکنی ذلك یارسول اللہ قال صلی الصلاۃ لمیقاتہا واجعل صلاتك معھم سبحۃ[296]۔ | فرمایا مجھ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئینگے کہ غیر وقت پر نماز پڑھیں گے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور اُن کے ساتھ نفل کی نیت سے شریک ہوجا۔ |

**(نوع آخر)** ارشادِ صریح کہ جب ایک نماز کا وقت آیا دوسری کا وقت جاتا رہا قضا ہوگئی اور اس کی ممانعت ومذمّت۔

**حدیث ۲۶**: مسلم وابوداؤد ونسائی وعیسٰی بن ابان حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| وقت الظھر مالم یحضر العصر ووقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق[297]۔ھذا مختصر | ظہر کا وقت جب تک ہے کہ عصر کا وقت نہ آئے اور مغرب کا وقت جب تک ہے کہ شفق نہ ڈوبے۔ |

---

[294] صحیح مسلم باب کراھۃ تاخیر الصلوات مطبوعہ قدیمی کتب خانہ اصح المطابع کراچی ۱/۲۳۱

[295] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی اذا اخر والصلواۃ عن وقتہا مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۹۰

[296] سنن ابی داؤد، اذا اخر الامام الصلواۃ عن الوقت، مطبوعہ مجتبائی دہلی، ۱/۶۲

[297] صحیح المسلم باب اوقات الصلوات الخمس قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

**حدیث ۲۷:** ترمذی وطحاوی بسند صحیح بطریق محمد بن فضیل عن الاعمش عن ابی صالح ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ان للصلاۃ اولا واٰخرا وان اول وقت صلاۃ الظھر حین تزول الشمس واٰخر وقتھا حین یدخل وقت العصر وفیہ ان اول وقت المغرب حین تغرب الشمس وان اٰخر وقتھا حین یغیب الشفق[298]۔ | بیشک نماز کے لئے اوّل وآخر ہے اور بیشک آغاز وقت ظہر کا سورج ڈھلے سے اور ختم وقت ظہر کا وقتِ عصر آنے پر ہے اور بیشک ابتدا وقت مغرب کی سورج چھُپے ہے اور بیشک انتہا اُس کے وقت کی شفق ڈوبے۔ |

**حدیث ۲۸:** مسلم واحمد وابوداود وابن ماجہ وطحاوی وابنِ حبان حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لیس فی النوم تفریط انما التفریط فی الیقظۃ ان تؤخر صلاۃ حتی یدخل وقت صلاۃ اخری[299]۔ | سوتے میں کچھ تقصیر نہیں تقصیر تو جاگتے میں ہے کہ تُو ایک نماز کو اتنا پیچھے ہٹائے کہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔ |

یہ حدیث خود حالتِ سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی حین فاتتھم صلاۃ الصبح لیلۃ التعریس وھو عند ابی داود و ابن ماجۃ من دون قولہ ان توخر (جب "لیلۃ التعریس" کی صبح کو ان سے فجر کی نماز قضا ہو گئی تھی۔ یہ روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ میں بھی ہے مگر اس میں "ان تؤخر" کا لفظ نہیں۔ت) یہ حدیث نص صریح ہے کہ ایک نماز کی یہاں تک تاخیر کرنی کہ دوسری کا وقت آجائے تقصیرہ گناہ ہے۔

**حدیث ۲۹:** بزار و محی السنۃ بغوی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال سألت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن قول اللہ عزّوجل<br>............<br>قال ھم الذین یؤخرون الصلاۃ عن وقتھا[300]۔ | فرمایا میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے پُوچھا وہ کون لوگ ہیں جنہیں اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں، ارشاد فرمایا وہ لوگ جو نماز کو اس کے وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔ |

298 جامع ترمذی باب ماجاء فی مواقیت الصلوٰۃ مطبوعہ مطبع رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۲۲/۱

299 سنن ابی داؤد باب فی من نام الخ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۶۴/۱

300 کشف الاستار عن زوائد البزار، باب فی الذین یؤخرون الصلوٰۃ عن وقتھا، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۸/۱

بغوی کی روایت یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اخبرنا احمد بن عبداللّٰه الصالحی (فساق بسندہ) عن مصعب بن سعد عن ابیه رضی اللّٰه تعالٰی عنهما انه قال سئل رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم عن الذین هم فی صلٰوتهم ساهون قال اضاعة الوقت[301]۔ | ہمیں احمد بن عبداللہ الصالحہ نے خبر دی (پُوری سند کو ذکر کیا) مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال ہوا، فرمایا اس سے مراد وقت کھونا ہے۔ |

**حدیث ۳۰:** امام ابن ابان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

| | |
|---|---|
| قال وقت الظهر الی وقت العصر ووقت العصر الی المغرب وقت المغرب الی العشاء و العشاء الی الفجر[302]۔ | فرمایا ظہر کا وقت عصر تک ہے اور عصر کا وقت مغرب تک اور مغرب کا عشاء اور عشاء کا فجر تک۔ |

**حدیث ۳۱:** امام طحاوی شرح معانی الاثار میں راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سوال ہُوا: **ما التفریط فی الصلاۃ** (نماز میں تفریط کیا ہے؟) فرمایا: **ان تؤخر حتی یجیئ وقت الاخری**[303] (یہ کہ تُو ایک نماز کی تاخیر کرے یہاں تک کہ دوسری کا وقت آجائے)

**حدیث ۳۲:** نیز اُسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی: **قال تفوت صلاۃ حتی یجیئ وقت الاخری**[304] (فرمایا نماز فوت نہیں ہوتی جب تک دُوسری کا وقت نہ آجائے) یعنی جب دوسری کا وقت آیا پہلے قضا ہوگئی۔

**تنبیہ:** ان آیات واحادیث سے جواب میں قائلین جمع کی غایت سعی ادعائے تخصیص ہے جسے ملّاجی نے کئی ورق کی طولانی تقریر میں بہت ہی چمک کر بیان کیا جس کا مآل یہ کہ اگرچہ متکاثرہ واحادیث متواترہ ہر نماز کے لے جُدا وقت بتارہی ہیں محافظت وقت کی نہایت تاکید شدید فرمارہی ہیں وقت ضائع کرنے کو گناہِ عظیم و موجبِ عذابِ الیم ٹھہرارہی ہیں مگر ہمیں سفر وغیرہ حالات میں ظہر وعصر ومغرب وعشاء چار نمازوں کی پابندیِ وقت

---

[301] شرح السنۃ للامام البغوی باب مراعاۃ الوقت مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت ۲۳۶/۱

[302] کتاب الحجۃ اختلاف اہل الکوفۃ والمدینۃ فی الصلوات الخ دار المعارف النعمانیۃ لاہور ۱۰،۱۱/۱

[303] شرح معانی الاثار باب جمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۴/۱

[304] شرح معانی الاثار باب جمع بین الصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۴/۱

کچھ ضرور نہیں چاہے وقت سے پہلے پڑھ لیں چاہیں وقت کھو کر پڑھیں اصلاً محذور نہیں کہ دو چار روایتیں ہمارے خیال کے مطابق قرآن عظیم واحادیث متواترہ کے مخالف آگئیں وہ ہمیں بے قیدی بناگئی ہیں یہاں ملّاجی نے بہت کچھ ابحاثِ اصول کو خرچ کیا ہے جس کا جواب ایسا ہی عریض وطویل دیا گیا ہے **وانا اقول** (اور میں کہتا ہوں۔ت) ثبّت العرش ثم انقش ارشاداتِ صریحہ قرآن عظیم واحادیث متواترہ کے مقابل ایسا ہی سامان جمع کرلیا ہوتا تو ان کے مقابلہ کا نام لینا تھا سبحٰن اللہ چند محتمل روایات جن میں روایۃ درایۃ سو سو احتمالات، نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اُن کے ثبوت ہی پر یقین نہ بعد تسلیم ثبوت خواہی نخواہی معنی جمع حقیقی کی تعیین، احتمالی باتوں پر خدا ورسول کے صریح احکام کیونکر اُٹھادیے جائیں ایسے حکموں کے مقابلہ کو اُنہیں کے پایہ کا جلی واضح ثبوت درکار تھا نہ یہ کہ بزورِ زبان ابتداء میں کہہ دیجئے وہ حدیثیں جن میں تاویل کو مخالف کی دخل نہیں انتہا میں لکھ دیجئے احادیث صحاح جو جمع پر قطعًا ویقینا دلالت کرتی ہیں اور بس آپ کے فرمائے سے وہ نصوص قاطعہ یقینیہ مفسرہ ہوگئیں ملّاجی بس اسی ایک نکتہ پر بحث کا فیصلہ ہے ان روایات کا اثبات جمع حقیقی تقدیم وتاخیر میں نص قطعی یقینی مفسر ناقابلِ تاویل ہونا ثابت کردیجئے یا قرآن عظیم واحادیث متواترہ کے مقابل نری زباں زوریوں سے کام نکالنے کا اقرار کیجئے میں صرف نصوص قرآن وحدیث کا نام لیتا ہوں اے حضرت نمازوں کی توقیت اُن کے لئے اوقات کی تعیین تو ضروریاتِ دین سے ہے اور ہمارا آپ کا تمام اُمتِ مرحومہ کا اجماع قائم کہ وقت سے پہلے نماز باطل اور عمداً قضا کردینا وقت کھودینا حرام تو اب ظنیت وقطعیت عمومات کی بحث سے کچھ علاقہ نہ رہا۔ اس فعل جمع کا جو حاصل ہے یعنی نماز پیش از وقت یا تفویت وقت اُس کی حرمت پر تو ہم اور آپ سب متفق ہولئے اب آپ مدعی ہیں کہ اس حرام قطعی کی یہ صورت خاص حلال ہے جیسا وہ حرام قطعی ہے ویسا ہی قطعی ثبوت اس کی حلّت کا دیجئے ورنہ یقینی کے حضور ظنی محتمل کا نام نہ لیجئے خدا کی شان اور تو اور جمع تقدیم میں بھی یہی جرات کے ادعا کہ تاویل کو دخل نہیں احادیث صحاح قطعًا دلالت کرتی ہیں حالانکہ مفسر ویقینی ہونا درکنار ابوداؤد سا امام جلیل الشان تصریح فرماگیا کہ اس کے بارے میں اصلاً کوئی حدیث صحیح بھی نہ ہوئی مگر ہاں یہ کہے کہ اپنی زبان اپنا دعوی ہے ثبوت مانگنے والے کا کچھ دینا دہرایا ہے **ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔**

**لطیفہ:** مُلّاجی نے ایک مثل پر انتہائے ظہر کے اثبات میں حدیث سائل بروایت نسائی عن جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث امامت جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام سے استدلال کیا جن میں تھا کہ پہلے دن کی ظہر حضور اعلی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سُورج ڈھلتے ہی پڑھی اور دُوسرے دن کی اُس وقت کہ سایہ ایک مثل کو پہنچ گیا اس تمسک پر اعتراض ہوتا تھا کہ ان حدیثوں میں کل کی عصر بھی تو اسی وقت پڑھنی آئی ہے تو ایک مثل پر وقتِ ظہر ختم ہوجانا نہ نکلا بلکہ بعد مثل ظہر وعصر دونوں نمازوں میں وقت مشترک ہونا مستفاد ہوا ملّاجی اُس کے دفع میں فرماتے ہیں روایت نسائی کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت[عـہ] نے پہلے دن عصر جب پڑھی کہ ایک مثل سایہ آگیا اور دوسرے دن ظہر سے

---

عـہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲منہ

ف۱ معیار الحق ص ۴۰۳

ایک مثل پر فارغ ہو لئے یہ معنے نہیں کہ کچھ وقت بطور چار رکعت دونوں نمازوں میں مشترک ہے دلیل مرجح باعث اختیار کرنے معنی اوّل کی یہ ہے کہ روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمرو سے **ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال وقت الظھر الی ان یحضر العصر** اور کہا اللہ تعالٰی نے اِ۱۰الصَّلٰوۃَ.......... یعنی ہر نماز کا وقت علیحدہ علیحدہ ہے اسی واسطے فرمایا آنحضرت عــہ نے **انما التفریط علی من لم یصل حتی یجیئ وقت الصلاۃ الاخری رواہ مسلم وغیرہ** تو مقتضا احادیث اور اس آیت کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز ادا نہیں ہو سکتی پھر اگر حدیث جابر میں معنی وہ نہ کریں جو ہم نے کئے ہیں کہ پڑھ چکے ایک مثل میں بلکہ یہ کریں کہ پڑھنی شروع کی جب کہ ایک مثل ہوئی تو تعارض ہوگا درمیان ان احادیث کے جن سے امتیاز اوقات ہر نماز کی معلوم ہوتی ہے اور اس حدیث جابر میں جس سے اشتراک نکالتے ہیں اور وقت تعارض موافقت کرنی چاہے اور صورت موافقت کی یہ ہے جو ہم نے بیان کی اور شاہد اس کی حدیث جبریل ہے معنی اس کے بھی وہی ہیں بعینہٖ اُسی دلیل سے جو گزری حدیث نسائی میں [305] اھ ملخصا۔

**الحمدللہ** یہ تو آیہ کریمہ اور ہماری حدیثوں سے حدیث ۲۶ و ۲۸ کی نسبت ملّاجی کی شہادت ہے کہ مقتضی احادیث وآیات کا یہی ہے کہ ایک نماز کے وقت میں دوسری ادا نہیں ہو سکتی مگر مجھے یہاں ملّاجی کا ظلم ظاہر کرنا ہے **فاقول وباللہ التوفیق**

**اولاً** [306] حدیث جبریل وحدیث سائل میں یہ معنے کہ ملّاجی نے شافعیہ کی تقلید جامد سے سیکھ کر جمائے ہر گز نہیں جمتے حدیث جبریل بروایت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ میں نسائی کے یہاں یوں ہے: **ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حین کان الظل مثل شخصہ فصلی العصر ثم اتاہ فی الیوم الثانی حین کان ظل الرجل مثل شخصہ فصلی الظھر** [307]۔

دوسری روایت میں ہے: **ثم مکث حتی اذاکان فیئ الرجل مثلہ جاءہ للعصر فقال قم یامحمد فصلی العصر ثم جاءہ من الغد حین کان فیئ الرجل مثلہ فقال قم یامحمد فصل فصلی الظھر** [308]۔

---

عــہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲منہ

---

[305] معیار الحق مسئلہ چہارم بحث آخر وقت ظہر مکتبہ نذیریہ لاہور ص ۳۱۶تا۳۲۱

[306] واضح رہے کہ "اولاً" کے ذیل میں مذکور تمام روایات کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔ اگر ضرورت ہو تو صفحہ ۲۷۸ کی طرف رجوع کریں۔ دائم

[307] النسائی کتاب المواقیت آخر وقت العصر مطبوعہ سلفیہ لاہور ۱/۶۰

[308] النسائی کتاب المواقیت اوّل وقت العشاء، مطبوعہ سلفیہ لاہور ۱/۶۲

مسند اسحٰق میں ابی مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہ یوں ہے: **اتاہ حین کان ظلہ مثلہ فقال قم فصل فقام فصلی العصر اربعا ثم اتاہ من الغد حین کان ظلہ مثلہ فقال لہ قم فصل فقام فصلی الظہر اربعا**[309]۔ دارقطنی وطبرانی وابوعمر کے یہاں بروایت عقبہ بن عمرو وبشیر بن عقبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما یوں ہے: **جاءہ حین کان ظل کل شیئ مثلہ فقال یا محمد صلی العصر فصلی ثم جاءہ الغد حین کان ظل کل شیئ مثلہ فقال صلی الظہر فصلی**[310] یہ سب حدیثیں تصریح صریح ہیں کہ روح امین علیہ الصلاۃ والتسلیم ظہر کے لئے حاضر اس وقت ہُوئے جب سایہ ایک مثل کو پہنچ چکا تھا اس وقت نماز پڑھنے کے لئے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پڑھی اس کے یہ معنی کیونکر ممکن کہ ختمِ مثل تک نماز سے فارغ ہولے تھے۔ حدیث سائل بروایت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ابوداؤد کے یہاں یوں ہے: **امر بلالا فاقام الفجر حین انشق (الی قولہ) فاقام الظہر فی وقت العصر الذی کان قبلہ**[311]۔

اس میں تصریح ہے کہ ایک مثل ہونے پر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ظہر کی تکبیر کہی تو مثل تک فراغ کیسا۔

**ثانیاً** آیہ کریمہ تو آپ کے نزدیک عام ہے اور احادیث جبریل وسائل خاص اور آپ کے اصول میں عام وخاص متعارض نہیں بلکہ عام اُس خاص سے مخصص ہوجائے گا والہذا خود بھی یہاں معارضہ صرف احادیث میں مانا نہ آیت وحدیث میں پھر اُن حدیثوں کے مقابل آیت کا پیش کرنا کیا معنی، کیا آپ کے داؤں کو آیت عام نہیں رہتی تخصیص حرام ہوجاتی ہے۔

**ثالثاً** احادیث میں دفع معارضہ یوں بھی ممکن کہ حدیث تفریط میں **وقت الصلاۃ الاخرٰی**[312] سے اُس کا وقت خاص مراد لیجئے یعنی نماز قضا جب ہوتی ہے کہ دوسری نماز کا وقتِ خاص آجائے جب تک وقتِ مشترک باقی ہے قضا نہ ہُوئی اور حدیث عبداللہ بن عمرو میں ظہر خواہ عصر دونوں سے جس میں چاہے وقت خاص لے لیجئے اور دوسری میں وقت مطلق یعنی ظہر کا وقت خاص وقت عصر آنے تک ہے جب عصر کا وقت آیا ظہر کا خاص وقت نہ رہا اگرچہ مشترک باقی ہو یا ظہر کا وقت عصر کے وقت خاص آنے تک ہے کہ اس کے بعد ظہر کا وقت خاص خواہ

---

[309] نصب الرایۃ بحوالہ سند اسحٰق بن راہویہ باب المواقیت مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۲۲۳

[310] دارقطنی بحوالہ سند اسحٰق بن راہویہ باب المواقیت مکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۱/۲۵۶

[311] ترمذی باب المواقیت مطبوعہ رشیدیہ دہلی ۱/۲۵

[312] ترمذی باب المواقیت مطبوعہ رشیدیہ دہلی ۱/۲۵

مشترک اصلاً نہیں رہتا تو صورت موافقت اسی میں منحصر نہ تھی جس سے آپ احتمالِ اشتراک [عہ] کو دفع کرسکیں، ملّاجی مدعی بننا آسان ہے مگر اقامت دلیل کے گرانبار عہدوں سے سلامت نکل جانا مشکل۔

اب اس صریح ظلم وناانصافی کو دیکھیے کہ مسئلہ وقتِ ظہر میں آیت واحادیث توقیت کے عموم وظواہر پر وہ ایمان کہ نہ آیت صالح تخصیص نہ یہ حدیثیں لائق تاویل نہ ان کے مقابل صحاح حدیث قابل قبول بلکہ واجب کہ وہ حدیثیں تاویلوں کی گھڑت سے موافق کرلی جائیں اگرچہ وہ اُس تاویل سے صاف ابا کرتی ہوں اور ان میں ہرگز تاویل نہ کی جائے اگرچہ بے دقّت اُسے جگہ دیتی ہوں۔اور جب مسئلہ جمع کی باری آئے فورًا نگاہ پلٹ جائے اب آیت واحادیث واجب التخصیص،اور اُن کے مقابل نری احتمالی چند روایات واجب الاعتماد و قطعی التنصیص،اور ان کے لئے آیات واحادیث کے مطابق صاف ونظیف محامل مردود وباطل، غرض شریعت اپنے گھر کی ہے،اجتہاد کی کوٹھری دوہرے در کی ہے۔دیانت کاٹٹّو دونوں باگوں کستا ہے،پورب کی سڑک میں پچھم کا رستہ ہے ع :

گر میں گیااِدھر سے اُدھر سے نکل گیا

**لطیفہ:** حدیث بست وہشتم مروی صحیح مسلم شریف کے جواب میں ملّاجی کی نزاکتیں قابلِ تماشا۔

**اوّلاً :** [ف۱] یہ حدیث اُسی شخص کے حق میں ہے کہ بلاعذر تاخیر کرے نہ اُس کے حق میں جو مسافر ہو، یہ وہی دعوی باطلہ تخصیص بے مخصص ہے۔

**ثانیا:** سبب حدیث خود نماز سفر کا سوتے میں قضا ہوجانا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس وقت سفر ہی میں تھے تو نماز سفر کو اس حکم سے خارج ماننا طرفہ جہالت ہے۔

**ثالثا:** عذر بدتر از گناہ سُنئے فرماتے [ف۲] ہیں اگر کہو کہ یہ حدیث سفر میں فرمائی تھی پس مسافر کو حکم اس کا شامل ہوگا تو کہا جائے گا کہ ظرف قول کی باعث اور قرینہ اُس کی تعمیم یا تخصیص پر نہیں ہوتی۔

**اقول:** ملّاجی! کسی پڑھے لکھے سے ظرف وسبب کا فرق سیکھو یہ نہیں کہا جاتا کہ حدیث سفر میں فرمائی تھی بلکہ مطلب یہ ہے کہ نمازِ سفر کا قضا ہونا سببِ ارشاد ہوا تو خود سببِ نص حکم نص سے کیونکر جُدا رہے گا کیا ظلم ہے کہ نص کا خاص جس مورد میں ورود وہی خارج ونامقصود،اور نص اس کے مباین پر مقصور ومحدود۔

---

**عہ اقول:** ظاہر ہے کہ احتمال اشتراک مسئلہ مجمع میں قائل جمع کو اصلاً نافع نہیں جمع تقدیم سے تو اُسے مس ہی نہیں اور جمع تاخیر بھی اس کے قائل کے نزدیک صرف آغاز وابتدائے وقت آخر بقدر چار رکعت سے مخصوص نہیں معہذا جب وقت مشترک ٹھہرا پہلی نماز بھی اپنے وقت پر ہُوئی اور اس کے بعد دُوسری بھی اپنے وقت میں، یہ جمع صوری ہے نہ حقیقی کہ ایک نماز اپنے وقت سے خارج ہو کر دُوسری کے وقت میں پڑھی جائے کما لایخفی ۱۲منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

ف۱معیار الحق مسئلہ پنجم جمع بین الصلاتین ص ۴۱۷،ف۲معیار الحق ص ۴۱۷،ف۲معیار الحق ص ۴۱۷

**رابعًا :** قیامت دلربا نزاکت تو یہ کی کہ فرماتے ف۱ ہیں اگر ظرف کو دخل ہو تو کہا جائے گا کہ یہ قول آنحضرت عـہ نے وقت نماز فجر کے اور فوت ہو جانے نماز فجر کے نیند میں فرمایا تھا پس حکم سفر فجر ہی کا بیان کیا جس کا جمع کرنا کسی نماز سے ممکن نہ تھا نہ ظہر وعصر مغرب عشا سفر کی کا۔

**اقول:** بھئی یہ تو خوب ہی کِیکا، ہاں مُلّاجی! حدیث میں کاہے کا ارشاد ہو رہا ہے فجر سفر کی کا نہ اور نمازوں سفر کی کا یعنی صبح کی نماز میں تقصیر اُس وقت ہوگی کہ تُو اُسے نہ پڑھے یہاں تک کہ ظہر کا وقت آجائے بہت معقول سورج نکلے پہر دن چڑھے ٹھیک دوپہر ہو جب تک نمازِ فجر اُٹھا رکھئے کچھ تقصیر نہیں جب ظہر کا وقت آئے اس وقت تقصیر ہوگی انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون o مُلّاجی! دِلّی میں تو اچھّے اچھے حکیم سُنے گئے ہیں، لکھنے چلے تھے تو پہلے دماغ کی نبض دکھالی ہوتی، نمازیں پانچ ہیں اُن میں چار متوالی الاوقات اور فجر جُدا سب کا حکم بیان کیجئے تو بطور تغلیب یہ کلمہ صحیح جیسا کہ حدیث ۳۱ و ۳۲ میں اقوالِ حضرت ابوہریرہ وابنِ عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے گزرا کہ خاص فجر کا حکم ان لفظوں سے ارشاد ہو کہ جب تک ظہر نہ آئے فجر نہ پڑھنے میں تقصیر نہیں۔

**خامسا:** اقول مُلّاجی! اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا تو اخراج ظہر وعصر ومغرب وعشا کے کیا معنے، یہ کیا ستم جہالت ہے کہ آپ کا خصم اطلاق نص وشمول مورد سے تمسک کرے آپ جواب میں اقتصار علی المورد پیش کردیں یا وہ بے نمکی کہ دخول مورد سے راسًا انکار یا یہ شوراشوری کہ اُسی پر انقطاع اُسی میں انحصار غرض سیدھا چلنا ہر طرح ناگوار۔

**سادسًا:** اب اور آنکھیں کھُلیں تو علاوہ کی پوٹ باندھی ف۲ کہ مسافر جمع کرنے والے کو ضرور ہے کہ ارادہ جمع کا پہلی نماز کے وقت کے اندر اندر کرر کھے جس نے ارادہ نہ کیا اُس کی جمع درست نہ ہوگی پس اگر مسافر کو بھی شامل کرو تو ایسا مسافر مورد ومحمل حدیث کا ہوگا۔

**اقول:** یہ ایسا ویسا تم کہہ رہے ہو یا حدیث ارشاد فرمارہی ہے حدیث میں تو ایسے ویسے کی کہیں بُو بھی نہیں کہا اپنی ہوائے نفس پر احادیث کا ڈھال لانا ہی عمل بالحدیث ہے۔

**سابعًا اقول:** خود مسافر کو شامل کہہ رہے ہو نہ مسافر سے خاص تو لاجرم حدیث وہ حکم فرمارہی ہے جو مسافر ومقیم سب کو شامل کیا بھلا چنگا مقیم بھی اگر وقت کے اندر اندر نیت رکھے کہ یہ نماز وقت گزر جانے کے بعد پڑھ لوں گا تو تقصیر نہیں کھُلا کھُلا رافضیوں کا مذہب کیوں نہیں لکھ دیتے اور بعد خرابی بصرہ نہیں بلکہ تباہی کوفہ اگر حاصل ٹھہرے گا تو وہی کہ حدیث احادیث جمع سے مخصوص یہ شامت امام سے وہی آپ کا عذر معمولی جابجا ہے پھر اُسے

---

عـہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲منہ (م)

ف۱معیار الحق ص ۴۱۷، ف۲ معیار الحق ص ۴۱۷

علاوہ کس منہ سے کہہ رہے ہو، مُلّاجی! کبھی کسی کرّے سے پالا نہ پڑا ہوگا کہ عمل بالحدیث کا دعوٰی بُھلادیتا، سبحٰن اللہ تحریف احادیث اور اُس کا نام عمل بالحدیث اسمٌ طیب وعملٌ خبیث، ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

## قسم دوم نصوص عامہ

**حدیث ۳۳:** صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داؤد وسنن نسائی ومصنّف طحاوی میں بطرق عدیدہ والفاظ مجملہ ومفصلہ مختصرہ ومطولہ مروی وھذا لفظ البخاری حدثنا عمر بن حفص بن غیاث ثنا ابی ثنا الاعمش ثنی عمارۃ عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال مارأیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتھا الاصلاتین جمع بین المغرب والعشاء وصلی الفجر قبل میقاتھا[313] ولمسلم حدثنا یحیی بن یحیی وابوبکر بن ابی شیبۃ وابوکریب جمیعا عن ابی معویۃ قال یحیٰی اخبرنا ابومعویۃ عن الاعمش عن عمارۃ عن عبدالرحمٰن بن یزید عن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال مارأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی صلاۃ الالمیقاتھا الاصلاتین صلاۃ المغرب والعشاء بجمع وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا[314] **وحدثناہ** عثمٰن بن ابی شیبۃ واسحٰق بن ابرھیم جمیعا عن جریر عن الاعمش بھذا الاسناد قال قبل وقتھا بغلس[315] (یعنی حضرتِ حاضر سفر وحضر ومصاحب وملازم جلوت وخلوتِ سید البشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ سابقین اوّلین فی الاسلام وملازمین خاص حضور سید الانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے تھے بوجہ کمال قرب بارگاہ اہلبیت[عہ] رسالت

---

عہ بخاری مسلم ترمذی نسائی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے:

| | |
|---|---|
| قال قدمت اناواخی من الیمن فمکثنا حینا مانری الا ان عبداللہ بن مسعود رجل من اھلبیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمانری من دخولہ ودخول امّہ علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[316]۔(م) | فرمایا: میں اور میرے بھائی یمن سے آئے تو مدت تک ہم سمجھا کئے کہ عبداللہ بن مسعود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہیں اُنہیں اور اُن کی ماں کو جو بکثرت کاشانہ رسالت میں آتے جاتے دیکھتے تھے۔ ۱۲منہ |

---

313 صحیح بخاری باب متی یصلی الفجر بجمع مطبوعہ مطبع ہاشمی میرٹھ ۱/۲۲۸
314 صحیح مسلم باب استحباب زیادۃ التغلیس بصلٰوۃ الصبح مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۴۱۷
315 صحیح مسلم باب استحباب زیادۃ التغلیس بصلٰوۃ الصبح مطبوعہ اصح المطابع کراچی ۱/۴۱۷
316 صحیح بخاری مناقب عبداللہ بن مسعود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۵۳۱

سے سمجھے جاتے اور سفر وحضر میں خدمت عـــہ والا منزلت منزلت بستر گستری ومسواک ومطہرہ داری وکفش برداری محبوب باری صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے معزز وممتاز رہتے، ارشاد فرماتے ہیں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز اُس کے غیر وقت میں پڑھی ہو مگر دو۲ نمازیں کہ ایک اُن میں سے نماز مغرب ہے جسے مزدلفہ میں عشاء کے وقت پڑھا تھا اور وہاں فجر بھی روز کے معمولی وقت سے پیشتر تاریکی میں پڑھی)

**حدیث ۳۴:** سنن ابی داؤد میں ہے: **حدثنا قتیبة ناعبداللہ بن نافع عن ابی مودود عن سلیمن بن ابی یحیٰیعن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال ما جمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بین المغرب والعشاء قط فی السفر الا مرة**[317] (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی کسی سفر میں مغرب وعشاء ملا کر نہ پڑھی سوا ایک بار کے) ظاہر ہے کہ وہ بار وہی سفر حجۃ الوداع ہے کہ شب نہم ذی الحجہ مزدلفہ میں جمع فرمائی جس پر سب کا اتفاق ہے۔

**اقول:** اس حدیث کی سند حسن جید ہے، قتیبہ تو قتیبہ ہیں ثقہ ثبت رجال ستّہ سے، اور عبداللہ بن نافع ثقہ صحیح الکتاب رجال صحیح مسلم سے اور سلیمٰن بن ابی یحیٰی **لاباس بہ** (اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ت) ابن حبان نے اُنہیں ثقات تابعین میں ذکر کیا، رہے ابومودود وہ عبدالعزیز بن ابی سلیمن مدنی ہذلی مقبول ہیں **کما فی**

---

عـــہ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت علقمہ سے مروی ہیں ملک شام میں گیا دو۲ رکعت پڑھ کر دعا مانگی: الٰہی! مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر فرما۔ پھر ایک قوم کی طرف گیا اُن کے پاس بیٹھا تو ایک شیخ تشریف لائے میرے برابر آکر بیٹھ گئے میں نے پُوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ میں نے کہا میں نے اللہ عزوجل سے دُعا کی تھی کہ کوئی نیک ہم نشین مجھے میسر کرے، اللہ تعالٰی نے آپ ملادیئے۔ فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے کہا اہلِ کوفہ سے۔ فرمایا:

| | |
|---|---|
| **اولیس عندکم ابن ام عبد صاحب النعلین والوسادة والمطھرة**[318]۔ | کیا تمہارے پاس عبداللہ بن مسعود نہیں وہ نعلین ومسند خواب وظروف وضو وطہارت والے۔ |

یعنی جن کے متعلق یہ خدمتیں تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جس مجلس میں تشریف فرما ہوں نعلین اُٹھا کر رکھیں اُٹھتے وقت سامنے حاضر کریں سوتے وقت بچھونا بچھائیں اوقاتِ نماز پر پانی حاضر لائیں ظاہر ہے کہ انہیں خلوت وجلوت ہر حالت میں کیسی ملازمت دائمی کی دولت عطا فرمائی پھر ان کے علم کے بعد کسی کی کیا حاجت ہے **قالہ القاضی کما نقلہ فی المرقاة** ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

---

317 سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب الجمع بین الصلاتین آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۷۱

318 صحیح بخاری مناقب عبداللہ بن مسعود قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۳۱

التقریب۔ حافظ الشان نے تہذیب التنذیب میں فرمایا: سلیمٰن بن ابی یحیٰی حجازی روی عن ابی ھریرۃ وابن عمر ،وعنہ ابن عجلان وداؤد بن قیس وابوموددود عبدالعزیز بن ابی سلیمٰن ،قال ابوحاتم ،مابحدیثہ باس ،وذکرہ ابن حبان فی الثقات ،روی لہ ابوداود حدیثا واحدا فی الجمع بین المغرب والعشاء [319]۔

**ثمّ اقول:** بعد نظافت سند مثل حدیث کابروایت ایوب عن نافع عن ابن عمر بلفظ لم یر ابن عمر جمع بینھما قط الاتلك اللیلۃ (ابن عمر کو نہیں دیکھا کہ دو ۲ نمازوں کو جمع کیا ہو سوائے اس رات کے۔ت) مروی ہونا کچھ مضر نہیں اگر یہاں نافع فعل ابن عمر اور وہاں ابن عمر فعل سید البشر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم روایت کریں کیا منافات ہے خصوصًا یروی عن ایوب معضل ہے اور معضل ملّاجی کے نزدیک محض مردود ومہمل اور وہ بھی بصیغہ مجہول کو غالبًا مشیر ضعف ہے تو ایسی تعلیق حدیث سند متصل کے کب معارض ہوسکتی ہے۔

**حدیث ۳۵:** مؤطائے امام محمد میں ہے: قال محمد بلغنا عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ کتب فی الاٰفاق ینھاھم ان یجمعوا بین الصلاۃ واخبرھم ان الجمع بین الصلاتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکبائر اخبرنا بذلك الثقات عن العلاء بن الحارث عن مکحول [320]۔ (یعنی امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے کہ کوئی شخص دو ۲ نمازیں جمع نہ کرنے پائے اور اُن میں ارشاد فرمادیا کہ ایک وقت میں دو ۲ نمازیں ملانا گناہِ کبیرہ ہے)

الحمد للہ امام عادل فاروق الحق والباطل نے حق واضح فرمادیا اور اُن کے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے نے گویا مسئلے کو درجہ اجماع تک مترقی کیا۔

**اقول:** یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجّت ہے علاء بن الحارث تابعی صدوق حقیہ رجال صحیح مسلم وسنن اربعہ سے ہیں۔

| | |
|---|---|
| واختلاطہ لایضر عندنا مالم یثبت الاخذ بعدہ فقد ذکر المحقق علی الاطلاق فی فتح القدیر کتاب الصلاۃ باب الشھید | علاء کا مختلط ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں ہے جب تک یہ ثابت نہ ہوکہ یہ روایت اس سے اختلاط سے بعد لی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر کی |

[319] تہذیب التنذیب راوی ۳۷۹ مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد ۴/۲۲۸)

[320] مؤطا امام احمد باب الجمع بین الصلاتین فی السفر والمطر مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۳۲

| | |
|---|---|
| حدیث احمد ثنا عفان بن مسلم ثنا حماد بن سلمۃ ثنا عطاء بن السائب ومعلوم ان عطاء بن السائب ممن اختلط فقال ارجوان حماد بن سلمۃ ممن اخذ منہ قبل التغیر ثم ذکر الدلیل علیہ ثم قال وعلی الابہام لاینزل علی الحسن[321]۔(ملخصًا) | کتاب الصلٰوۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جس کا ایک راوی عطاء ابن سائب ہے۔اور عطاء ابن سائب کا مختلط ہونا سب کو معلوم ہے، مگر ابن ہمام نے کہا کہ مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاط میں مبتلا ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اس کی دلیل بیان کی اور کہا کہ اگر ابہام پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں ہے۔(ت) |

اور امام مکحول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم واربعہ سے ہیں۔

| | |
|---|---|
| والمرسل حجۃ عندنا وعند الجمہور اما ابہام شیوخ محمد فتوثیق المبہم مقبول عندنا کمافی المسلم وغیرہ لاسیما من مثل الامام محمد ومع قطع النظر عنہ فلقائل ان یقول قدانجبر بالتعدد فی فتح المغیث فی ذکر الملقوب رونیاھا فی مشایخ البخاری لابی احمد بن عدی قال سمعت عدۃ مشایخ یحکون وذکرھا ومن طریق ابن عدی رواھا الخطیب فی تاریخہ وغیرہ ولایضر جہالۃ شیوخ ابن عدی فیھا فانھم عدد ینجبر بہ جہالتھم[322]۔ | مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔رہا محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے، جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے، خصوصًا جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو، اور اس سے قطع نظریہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اس کی یہ خامی دور ہوگئی ہے۔فتح المغیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ "مشائخ البخاری" میں احمد ابن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ کو یہ حدیث بیان کرتے سنا ہے۔ابن عدی ہی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی۔اور ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا مضر نہیں ہے کیونکہ ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس کی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہتے۔(ت) |

**حدیث ۳۶**: امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ آثار ماثورہ کتاب الحجج عیسٰی بن ابان میں روایت فرماتے ہیں: **اخبرنا اسمٰعیل بن ابرھیم البصری عن خالد الحذاء عن حمید بن ھلال عن ابی قتادۃ**

---

[321] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب الشہید مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۰۴/۲

[322] فتح المغیث المقلوب دار الامام الطبری مطبوعہ بیروت ۳۲۱/۱

العدوی قال سمعت قراءۃ کتاب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ثلث من الکبائر الجمع بین الصلاتین والفرار من الزجف والنھبۃ[323] (یعنی حضرت ابو قتادہ عدوی کہ اجلہ اکابر وثقات تابعین سے ہیں بلکہ بعض نے اُنہیں صحابہ میں گنا، فرماتے ہیں میں نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا شقّہ وفرمان سنا کہ تین ۳ باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں: دو۲ نمازیں جمع کرنا اور جہاد میں کفار کے مقابلے سے بھاگنا اور کسی کا مال لُوٹ لینا)

**اقول:** یہ حدیث اعلٰی درجہ کی صحیح ہے اس کے سب رجال اسمٰعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں وللہ الحمد۔

**لطیفہ:** حدیث مؤطا کے جواب میں تو مُلّاجی کو وہی اُن کا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلاعذر تھا۔

**اقول:** اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھُلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے جہاں چاہیں کہہ دیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے، حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا:

**اوّل:** انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیّہ قائل مفہوم نہیں، اس جواب کی حکایت خود اُس کے رَد میں کفایت ہے اُس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے انکار جمع تو اس کا صریح منطوق ومدلول مطابقی ومنصوص عبارۃ النص ہے۔

**اقول:** اولاً اُس کی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا مُلّاجی مدعی اجتہاد وحُرمت تقلید ابو حنیفہ وشافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم رَد کرنے کیلئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامد کرتے شاید رِد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز وصحیح ہوگا اب نہ اُس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ .....أ........أ........ا.[324] (انہوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے علاوہ اپنا رب بنالیا۔ت) کی آفت ... اللہِ أ.........[325] (اللہ کے نزدیک بڑا جُرم ہے کہ تم اس کام کا کہو جو خود نہیں کرتے۔ت)

**ثانیاً:** بفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نا مسلّم کہ حنفیّہ اس کے قائل نہیں صرف عبارات شارع غیر متعلقہ

---

[323] کتاب الحجۃ باب الجمع بین الصلاتین دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۶۵

[324] القرآن ۹/۳۱

[325] القرآن ۶۱/۳

بعقوبات میں اس کی نفی کرتے ہیں کلام صحابہ ومن بعدہم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرعی ومعتبر کمانص علیہ فی تحریر الاصول والنہر الفائق والدرالمختار وغیرھا من الاسفار قد ذکرنا نصوصھا فی رسالتنا القطوف الدانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ ۱۳۔

دوم: ایک رام پوری ملّا سے نقل کیا کہ ابنِ مسعود سے مسند ابی یعلی میں یہ روایت بھی ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلاتین فی السفر[326] (رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے۔ت) تو موجہ ہے کہ حدیث صحیحین کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلی کو حالت سیر پر حمل کریں یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کرجائے گا۔

**اوّلاً** ملّاجی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے[ف۱] ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح حسن غریب معروف شاذ منکر مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے، پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا[ف۲] اس کتاب کی حدیث بدون تصحیح کسی محدّث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے یہ کتاب اُس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لیے ایک رام پوری ملّا کی تقلید سے حلال بتاؤ.....ا........[327]۔

**ثانیاً اقول:** مُلّاجی! کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح ومجمل ومتعین ومحتمل کا فرق سکھائے حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابویعلٰی حقیقی جمع کا اصلاً پتا نہیں دیتی بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتارہی ہیں تمہاری ذی ہوشی کہ نص ومحتمل کو لڑا کر اختلاف محامل سے راہِ توفیق ڈھونڈتے ہو۔

**لطیفہ: اقول** مُلّاجی کا اضطراب قابلِ تماشا ہے کہ ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتاتے ہیں کہیں نافی سمجھ کر چودہ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین اب رامپوری ملّا کی تقلید سے وہ احدی الروایتین بھی گئی ابنِ مسعود خاصے مبثتان جمع میں ٹھہر گئے۔

**سوم:** جسے مُلّاجی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہُوئے ہیں اُن دو کو عربی میں بولے تھے یہاں چمک چمک کر اردو میں چہک رہے[ف۳] ہیں کہ اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹے گا

---

[326] مسند ابویعلی مسند ابن مسعود حدیث ۵۳۹۱ مطبوعہ علوم القرآن بیروت ۵/۱۸۱

[327] القرآن ۹/۳۱

ف۱ معیار الحق ص ۳۹۷ ف۲ معیار الحق ص ۴۰۰ ف۳ معیار الحق ص

کہ جمع بین الظہر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود کے سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے پس جو تم جواب رکھتے ہواُسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابنِ مسعود کا جمع فی العرفات کو بنابر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی کیونکہ چودہ صحابی سوا ابن مسعود کے اُس کے ناقل ہیں تو اسی واسطے ابنِ مسعود نے اس کا استثنا نہ کیا اور اب محمل نفی کا جمع بلاعذر ہوگی اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالمقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقائسہ سے وعلٰی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے۔اس جواب کو مُلّاجی نے گُلِ سرسَبد بنا کر سب سے اوّل ذکر کیا اُن دو کی تو امام نووی وسلام اللہ رامپوری کی طرف نسبت کی مگر اسے بہت پسند کرکے بلانقل ونسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علمائے اعلام حنفیّہ کرام نے افادہ فرمایا اُس کا نفیس وجلیل مطلب مّلاجی کی فہم تنگ میں اصلًا نہ دھنسا اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا،اب فقیر غفرلہ المولی القدیر سے تحقیق حق سُنئے **فاقول** وبحول ربی اصول **اوّلًا** مّلاجی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھے کہ سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں مگر دو۲ ذکر کیں مغرب وصبح مزدلفہ اور تیسری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی اس ادعائے باطل کا لفافہ تو بحمد اللہ تعالٰی اوپر کھل چکا کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں حضرت نے چودہ۱۴ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس۱۰ سے دست بردار ہوئے چار۴ باقی ماندہ میں دو۲ کی روایتیں نِری بے علاقہ اُتر گئیں،رہے دو۲،وہاں بعونہ تعالٰی وہ قاہر باہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہوگا،اگر بالفرض دو۲ سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرنِ صحابہ میں شہرت ہے،مگر یہاں تو کلامِ علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صرف انہیں دو۲ نمازوں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت،انہیں دو۲ کو ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا انہیں دونوں کو صلاتین کہہ کر یہاں شمار فرمایا اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام لیا صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع، قال عزوجل: ۰۰۰۰ا۰۰ا۰[328] (اور تمہارے لے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ت) خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم کا ارشاد دیکھئے کہ پوچھا گیا کیا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے؟ فرمایا: **لا الابجمع** (نہ مگر مزدلفہ میں) کماقدمنا

---

[328] القرآن ۸۱/۱۶

عن سنن النسائی۔ ملّاجی! یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرۃً چھوڑ دیا ہے، اور سُنئے امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| العمل علی ھذا عند اھل العلم ان لایجمع بین الصلاتین الا فی السفر او بعرفۃ[329]۔ | اہل علم کے ہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر کے اور یومِ عرفہ کے دو ۲ نمازیں جمع نہ کرے۔ (ت) |

ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثناء کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا تو ہے یہ کہ دونوں جمعیں متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دُوسری کا یقینا مذّکر خصوصًا نمازِ عرفہ کہ اظہر واشہر تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے غرض ان صلاتین کی دوسری نمازِ ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر وہ مسئلہ جُداگانہ کا افادہ ہے کہ دو ۲ نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں اور بلاشُبہہ اجماعِ اُمّت ہے کہ فجر حقیقۃً وقت سے پہلے نہ تھی نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز، اور خود اسی حدیث ابومسعود کے لفظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش **قال قبل وقتھا بغلس**[330] اُس پر شاہد، اگر رات میں پڑھی جاتی ذکر غلس کے کیا معنی تھے صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

| | |
|---|---|
| اذقال حدثنا عبداللہ بن رجاء ثنا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن عبدالرحمٰن بن یزید قال خرجنا مع عبداللہ الی مکۃ ثم قدمنا جمعا (وفیہ) ثم صلی الفجر حین طلع الفجر الحدیث[331] وقال حدثنا عمرو بن خالد ثنا زھیر ثنا ابواسحٰق سمعت عبدالرحمٰن بن یزید یقول حج عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فاتینا المزدلفۃ (وفیہ) فلما طلع الفجر قال ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان لایصلی ھذہ الساعۃ الاھذہ الصلاۃ فی ھذا المکان من ھذا الیوم الحدیث[332]۔ | کہا، حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ ابن رجاء نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحٰق سے، اس نے عبدالرحمٰن سے کہ ہم عبداللہ کے ساتھ مکّہ آئے، پھر مزدلفہ آئے۔ اس روایت میں ہے کہ پھر فجر پڑھی جب فجر طلوع ہُوئی، الحدیث۔ اور کہا، حدیث بیان کی عمر بن خالد نے زہیر سے، اس نے ابواسحاق سے کہ میں نے عبدالرحمٰن ابن یزید سے سُنا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حج کیا تو ہم مزدلفہ کو آئے۔ اس میں ہے جب فجر طلوع ہُوئی تو کہا کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس وقت میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر یہ نماز، اِسی جگہ، اِسی دن، الحدیث۔ (ت) |

[329] جامع ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الجمع بین الصلاتین مطبوعہ رشیدیہ دہلی ۲۶/۱

[330] صحیح مسلم استحباب زیادۃ التغلیس الخ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۴۱۷/۱

[331] بخاری شریف کتاب المناسک باب متی یصلی الفجر بجمع مطبوعہ قدیمی اصح المطابع کراچی ۲۲۸/۱

[332] بخاری شریف باب من اذن واقام لکل واحدۃ منھما مطبوعہ قدیمی اصح المطابع کراچی ۲۲۷/۱

اور یہ بھی اجماع موافق ومخالف ہے کہ عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ حقیقۃً غیر وقت میں پڑھیں تو فجر نحر ومغرب مزدلفہ کا حکم یقینا مختلف ہے ہاں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں نہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ممکن خصوصًا مُلّاجی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر ومتبادر وہی معنی ہیں جو اُن عصر ومغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع تو واجب ہوا کہ جملہ صلّی الفجر اُن صلاتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلاتین سے وہی عصر ومغرب مراد تو اُن میں اصلاً کسی کا ذکر ہرگز متروک نہیں، ہاں تفصیل میں پتے کیلئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار دوسری کا ذکر مطوی کیا بحمد اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے مُلّاجی کی فہم بمیس اور ناحق آنچہ انسان میکند کی ہوس، مُلّاجی! اب اُس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھئے خدا کی شان ؎

او گمان بردہ کہ من کردم چو او

فرق را کے بیند آں استیزہ جو

**فائدہ:** یہ معنی نفیس فیض فتاح علیم جل مجدہ سے قلبِ فقیر پر القاء ہوئے پھر ارکانِ اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرّہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہٖ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں والحمدللہ علی حسن التفہیم ارشاد فرماتے ہیں رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ:

| | |
|---|---|
| وایضا، خبرالجمع انما نقلوا فی غزوۃ تبوک، وکان فی تلك الغزوۃ الاف من الرجال، وکان کل صلوا خلف رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، ولم یخبر منہم الاواحد اواثنان، ولم یشتھر، ولم یروغیرہ، بل بعض الحاضرین انکروا ذلک، حتی قال ابن مسعود: مارأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتھا؛ الاصلی صلٰوتین جمع بین المغرب والعشاء بجمع، وصلی الفجر یومئذ قبل میقاتھا، رواہ الشیخان | نیز دو نمازوں کو جمع کرنے کی خبر صرف غزوہ تبوک میں منقول ہے اور اس غزوے میں ہزاروں لوگ شامل تھے اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھیں تھیں، مگر ایک یا دو کے علاوہ کسی نے جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا، نہ یہ بات مشہور ہُوئی، اس روایت کے علاوہ جمع کی کوئی روایت نہیں آئی ہے، بلکہ بعض حاضرین تبوک نے اس جمع سے صاف انکار کیا ہے، حتی کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن ام عبد (یعنی ابن مسعود) کی باتوں سے تمسک کیا کرو |

| | |
|---|---|
| وابوداود والنسائی، فنفی ابن مسعود، الذی قال فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: تمسکوا بعھد ابن اُمّ عبد، تقدیم صلاۃ عن الوقت وتاخیرھا، واخبر بانہ لم یقع الافی صلاتین، بین احدھما، وھو المغرب بجمع اخرھا الٰی وقت العشاء، ولم یبین الاخر، وھو العصر یوم عرفۃ، بتقدیمہ فی وقت الظھر، لشھرتہ، و لیعلم بالمقایسۃ، واخبر خبرا اٰخر، وھو تقدیم الفجر عن الوقت المسنون المعتاد عندہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واذا کان حال خبر الجمع ماذکرنا وجب ردہ اوتاویلہ[333]۔ | نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کوئی نماز بغیر وقت کے پڑھی ہو مگر دو۲ نمازیں، مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کیا اور اس دن فجر کی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھی۔ بحوالہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اس طرح ابن مسعود نے نماز کی اپنے وقت سے تقدیم وتاخیر کی نفی کردی ہے اور بتادیا ہے کہ ایسا صرف دو۲ نمازوں میں ہُوا تھا، جن میں سے ایک نماز کا تو انہوں نے ذکر کردیا، یعنی مزدلفہ کی مغرب، کہ اس کو عشاء تک مؤخر کیا تھا، مگر دوسری نماز کا ذکر نہیں کیا، یعنی عرفہ کی عصر کا، کہ اس کے ظہر کے وقت میں مقدم کرکے پڑھا تھا، عدمِ ذکر کی وجہ، اس کا مشہور ہونا ہے، نیز یہ بات قیاس سے بھی معلوم ہوسکتی ہے۔ چنانچہ اس کی بجائے انہوں نے دوسرا واقعہ بیان کردیا کہ فجر کو، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مسنون اور اپنے معتاد وقت سے پہلے پڑھا، تو جب جمع کی روایت کا حال یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا، تو ضروری ہے کہ یاتو اس کو رَد کردیا جائے یا کوئی تاویل کی جائے۔ (ت) |

اور اس کے مطالعہ سے بحمد اللہ تعالٰی ایک اور توارد حسن معلوم ہوا فقیر غفرلہ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے پہلے جواب میں غروب شفق کو قرب غروب پر حمل اور اس محتمل کو اُن نصوص صریحہ مفسرہ کی طرف رد کیا اور قصہ مرویہ ابن عمر کو واحد بتایا تھا بعینہٖ یہی مسلک ملک العلماء نے اختیار فرمایا، فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| بل المراد بغروب الشفق، قرب غروبہ، لان القصۃ واحدۃ، وماذکرنا من قبل مفسرلا یقبل التاویل، فیاوّل بقرب غروب الشفق، اویقال: ھذا من وھم بعض الرواۃ، واماماذکرنا اولا، فھو مطابق | غروبِ شفق سے مراد غروب کے قریب ہونا ہے کیونکہ قصّہ ایک ہی ہے اور ہم نے پہلے جو روایت بیان کی ہے وہ مفسّر ہے، تاویل کا احتمال نہیں رکھتی، اس لئے یاتو غروب شفق کی، قربِ غروب سے تاویل کرنی پڑے گی، یا یہ کہا جائے گا کہ یہ کسی راوی کا وہم ہے اور پہلے |

[333] ارکان اربعہ لبحر العلوم تتمہ فی الجمع بین اصلاتین مطبوعہ مطبع علوی انڈیا ص ۱۴۶

| | |
|---|---|
| للامر المتقرر فی الشرع من تعیین الاوقات[334]۔ | جو ہم نے روایت ذکر کی ہے، وہ شرع میں جو کچھ مقرر ہو چکا ہے یعنی تعیین اوقات، اس کے مطابق ہے۔(ت) |

بحمد اللہ تعالٰی تیسر اتوار داور واضح ہوا حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ میں کلامِ فقیر یاد کیجئے کہ اس روایت میں اسی طرح مقال واقع ہوئی مگر فقیر کہتا ہے اس کا کون سا حرف جمع حقیقی میں نص ہے الخ بعینہٖ یہی طریقہ مع شی زائد مولانا بحر قدس سرہ، چلے بعد عبارت مذکور فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اما جمع التقدیم فلم یرو الافی الروایات الشاذۃ لا اعتداد بھا عند سطوع شمس القاطع ثم لیس فی روایۃ ابی داود عن معاذ مایدل علی تقدیم العصر عن وقتھا؛ وانما فیہ.اذازاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظھر والعصر ،ویجوز انیکون الجمع بان یؤخر الظھر الی اٰخر وقتھا ویعجل العصر اول وقتھا۔او ان المراد بالجمع.الجمع فی نزول واحد؛ وانکانتا ادیتا فی وقتیھا فافھم۔ھکذا ینبغی ان یفھم المقام[335]۔ | رہی جمع تقدیم، تو اس کا ذکر صرف شاذ روایات میں ہے اور قطعی دلیل کا سورج طلوع ہونے کے بعد ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ پھر ابوداود کی روایت میں ایسا لفظ ہے بھی نہیں جو عصر کی اپنے وقت سے تقدیم پر دلالت کرتا ہو۔ اس میں تو صرف اتنا ہے کہ اگر روانگی سے پہلے سُورج ڈھل جاتا تھا تو ظہر وعصر کو جمع کر لیتے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ جمع اسی طرح کرتے ہوں کہ ظہر کو آخر وقت تک مؤخر کر دیتے ہوں اور عصر اوّل وقت میں پڑھ لیتے ہوں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جمع سے مراد یہ ہے کہ دونوں کو پڑھنے کیلئے ایک ہی مرتبہ اُترتے تھے، اگرچہ ادا اپنے اپنے وقت میں کرتے تھے۔ اس کو سمجھو۔ اسی طرح اس مقام کو سمجھنا چاہیے۔(ت) |

اور واقعی بحمد اللہ تعالٰی یہ تینوں مطالب عالیہ وہ جواہر غالیہ ہیں جن کی قدر اہلِ انصاف ہی جانیں گے علامہ بحر قدس سرہ، سا فاضل جامع اجل واغر دقیق النظر اگر ایک بیان مسلسل مجمل مختصر میں اُنہیں افادہ فرما جائے ان کی شان تدقیق سے کیا مستبعد پھر بھی ایک رنگ افتخار اُن کے کلام سے مترشح کہ فرماتے ہیں ھکذا ینبغی ان یفھم المقام مگر فقیر حقیر قاصر فاتر پر ان جلائل قدسیہ زاہرہ اور اُن کے ساتھ اور دقائق وحقائق باہرہ مذکورہ کثیرہ وافرہ کا افادہ محض عطیہ علیہ حضرت وہاب جواد بے سبقت استحقاق وتقدم استعداد ہے ذلك فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون ٥ ربی لك الحمد کماینبغی لجلال وجھك

[334] رسائل الارکان تتمہ فی الجمع بین اصلاتین مطبوعہ مطبع علوی ص ۱۴۷ و ۱۴۸

[335] رسائل الارکان تتمہ فی الجمع بین اصلاتین مطبوعہ مطبع علوی ص ۱۴۸

وکمال الائک ودفور نعمائک صل وسلم وبارک علی اکرم انبیائک محمد والہ وسائر اصفیائک اٰمین۔ مولانا قدس سرہ، ان نفائس عزیزہ کو بیان کرکے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| انظر ماادق نظر ائمتنا حیث لاتفوت عنهم دقیقة[336]۔ | دیکھ تو ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی نظر کیسی دقیق ہے کہ کوئی دقیقہ ان سے فروگزاشت نہیں ہوتا۔ (ت) |

فقیر کہتا ہے ہاں واللہ آپ کے ائمہ اور کیا جانا کیسے ائمہ مالکان ازمہ وکاشفانِ غُمہ ایسے ہی دقیق النظر وعالی مدارک وشاہان بزم وشیرانِ معارک ہیں کہ منازل دقیق اجتہاد میں اوروں کے مساعی جمیلہ اُن کے توسن برق رفتار کی گرد کو نہ پہنچے اور کیوں نہ ہو کہ آخر وہ وہی ہیں کہ اگر ایمان وعلم ثریا پر معلق ہوتا لے آتے آج کل کے کورانِ بے بصر اُن کے معارج علیہ سے بے خبر، اگر آئینہ عالمتاب میں اپنا منہ دیکھ کر طعن وتشنیع سے پیش آئیں کیا کیجئے۔

مہ فشاند نور وسگ عوعو کند
کر کسے بر خلقت خودمے تند

(چاند روشنی پھیلاتا ہے اور کتّا بھونکتا ہے ہر کوئی اپنی فطرت کے مطابق چلتا ہے)

ان حضرات کی طویل وعریض بدزبانیوں کا نمونہ یہیں دیکھ لیجئے مسئلہ جمع میں مُلّاجی کے دعوے تھے کہ وہ دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اور اُس کا خلاف کسی حدیث سے ثابت نہیں نہ جمع صوری پر اصلًا کوئی دلیل حنفیّہ کے پاس ہے اب بحول وقوت رب قدیر سب اہلِ انصاف نے دیکھ لیا کہ کس ہستی پر یہ لن ترانی کس بِرتے پر تتّا پانی ولاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

**ثانیاً اقول:** وباللہ التوفیق اگر نظر تتبّع کو رخصت جولاں دیجئے تو بعونہ تعالٰی واضح ہو کہ یہ جواب علماً محض تنزّلی تھا ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرماچکے، یہی حدیث سُنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے:

| | |
|---|---|
| اخبرنا اسمعیل بن مسعود عن خالد عن شعبة عن سلیمٰن عن عمارة بن عمیر عن عبدالرحمٰن بن یزید عن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنه قال: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یصلی الصلاة لوقتها الا بجمع فی مزدلفة وعرفات[337]۔ | ہمیں خبر دی اسمٰعیل بن مسعود نے خالد سے شعبہ سے عمارہ بن عمیر سے عبدالرحمٰن بن یزید سے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ وعرفات میں۔ |

---

[336] ارکان اربعہ لبحرالعلوم تتمہ فی الجمع بین الصلاتین مطبوعہ مطبع علوی انڈیا ص ۱۴۸

[337] النسائی کتاب الجمع بین الظہر والعصر بعرفۃ مکتبہ سلفیہ لاہور ۳۹/۲

مُلّاجی! اب کہے مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا! مُلّاجی! ابھی آپ کی نازک چھاتی پر دلّی کی پہاڑی آئی ہے سخت جانی کے آسرے پر سانس باقی ہو تو سر بچائیے کہ عنقریب مکّہ کا پہاڑ ابو قبیس آتا ہے۔ ملّاجی! دعوی اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغیرہما صحاح وسنن مسانید ومعاجیم وجوامع واجزا وغیرہا میں دیکھے صدہا مثالیں اس کے پائیے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں کوئی پُوری کوئی ایک ٹکڑا کوئی دُوسرا کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح جمع طرق سے پُوری بات کا پتا چلتا ہے ولہذا امام الشان ابو حاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں ہم جب تک حدیث کو ساٹھ ۶۰ وجہ سے نہ لکھتے اُس کی حقیقت نہ پہچانتے۔ یہاں بھی مخرج حدیث اعمش بن عمارۃ عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ ہے اعمش کے بعد حدیث منتشر ہُوئی اُن سے حفص بن غیاث وابو معٰویہ وابو عوانہ وعبدالواحد بن زیاد وجریر وسفیان وداؤد وشعبہ وغیرہم اجلّہ نے روایت کی یہ روایتیں الفاظ واطوار وبسط واختصار وذکر واقتصار میں طرق شتی پر آئیں کسی میں مغرب وفجر کا ذکر ہے ظہر عرفہ مذکور نہیں **کروایۃ الصّحیحین** کسی میں ظہر عرفہ ومغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں کروایۃ النسائی کسی میں صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر وفجر وصے غہ مارایت وغیرہ کچھ مسطور نہیں

| | |
|---|---|
| **کحدیث النسائی ایضاً فی المناسک، باب جمع الصلاتین بالمزدلفۃ، اخبرنا القاسم بن زکریا ثنا مصعب بن المقدام عن داود عن الاعمش عن عمارۃ عن عبدالرحمٰن بن یزید عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جمع بین المغرب والعشاء بجمع**[338]۔ | جیسا کہ نسائی کی حدیث جو کتاب المناسک، باب جمع الصلاتین بمزدلفہ میں ہے حدیث بیان کی ہم سے قاسم ابن زکریا نے مصعب ابن مقدام سے، اس نے داؤد سے، اس نے اعمش سے، اس نے عمارہ سے، اس نے عبدالرحمٰن ابن یزید سے، اس نے ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔ (ت) |

اکثر میں نمازِ فجر پیش از وقت مذکور ہے **وھو بطریق کل ماذکرنا من رواۃ الاعمش ماخلا جریرا** (سوائے جریر کے، اعمش کے جتنے راوی ہم نے ذکر کیے ہیں وہ اسی طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ ت) کسی میں لفظ بغلس مفید واقع ومصرح مرام کی تصریح ہے **کمامر لمسلم من حدیث الضبی** (جیسا کہ مسلم کے حوالے سے ضبی کی حدیث گزری ہے۔ ت) ان تنوعات سے نہ وہ حدیثیں متعدد ہو جائیں گی نہ ایک طریق دوسرے کا نافی ومنافی ہوگا بلکہ ان کے اجتماع سے جو حاصل ہو وہ حدیث تام قرار پائے گا۔ اب خواہ یہ اختلاف رواۃ اعمش کی روایت بالمعنی سے ناشئ ہُوا خواہ خود اعمش نے

---

[338] سنن النسائی الجمع بین الصلوٰۃ بالمزدلفۃ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور ۲/۴۰

مختلف اوقات میں مختلف طور پر روایت بالمعنی کی اور ہر راوی نے اپنی مسموع پہنچائی چاہے یہ تنویع اعمش نے خود کی چاہے عمارہ یا عبدالرحمٰن سے ہوئی اور وہ سب اعمش نے سُنی یا اعمش کو پہنچی خواہ اصل منتہائے سند سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اوقات عدیدہ میں حسبِ حاجت مختلف طوروں پر ارشاد فرمائی مثلاً شبِ مزدلفہ راہِ مزدلفہ میں یا وہاں پہنچ کر آج کی مغرب وفجر کا مسئلہ ارشاد کرنے کیلئے صرف اُنہیں دو۲ کا ذکر فرمایا عصر تو سب کے سامنے ابھی جمع کرچکے تھے اُس کے بیان کی حاجت کیا تھی دوسرے وقت جمع بین الصلاتین کا مسئلہ پیش ہو وہاں ذکرِ فجر کی حاجت نہ تھی عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کے ذکر پر قناعت کی کہ سوا ان دو۲ نمازوں کے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی جمع نہ فرمائی اور کسی وقت مغرب وعشائے مزدلفہ کا ذکر ہو کہ ان میں جس سنّت کیا ہے اس وقت یہ پچھلی حدیث مختصر افادہ کی۔

**ثم اقول:** لطف یہ کہ یہی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ دوسرے مخرج مروی صحیح بخاری وسنن نسائی سے سیدنا امام محمد نے آثار مرویہ کتاب الحجج میں بسندِ جلیل وصحیح جس کے سب رواۃ اجلّہ ثقات وائمہ اثبات ورجال صحیحین بلکہ صحاح ستّہ سے ہیں یوں روایت فرمائی:

| | |
|---|---|
| اخبرنا سلام بن سلیم الحنفی عن ابی اسحٰق السبیعی عن عبدالرحمٰن بن الاسود عن علقمۃ بن قیس والاسود بن یزید قالا کان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول لاجمع بین الصلاتین الابعرفۃ الظہر والعصر[339]۔ | سلام بن سلیمٰن الحنفی ابواسحاق سبیعی سے وہ عبدالرحمٰن بن اسود سے وہ علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید سے راوی ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے تھے جمع بین الصلاتین جائز نہیں مگر عرفہ میں ظہر وعصر۔ |

کیوں مُلّاجی! اب یہاں کہہ دینا کہ ابن مسعود نے فقط جمع عرفات دیکھی جمع مزدلفہ خارج رہی حالانکہ ہرگز نہ اس سے اعراض نہ اس پر اعتراض بلکہ ہر محل وموقع کلام میں وہاں کی قدر حاجت پر اقتصار ہے یہاں مسافر کے جمع بین الظہر والعصر کا ذکر ہوگا اُس پر فرمایا کہ ان میں جمع صرف روز عرفہ عرفات میں ہے اس کے سوا ناجائز، ولہذا الصلاتین معرف بلام فرمایا جس میں اصل عہد ہے۔ مُلّاجی! کُتبِ حدیث آنکھ کھول کر دیکھو روایات بالمعنٰی کے یہی انداز آتے ہیں خصوصاً امام بخاری تو بذاتِ خود اپنی جامع صحیح میں اس کے عادی ہیں حدیث کو ابواب مختلفہ میں بقدر حاجت پارہ پارہ کرکے لاتے ہیں اس سے ایک پارہ دوسرے کو رَد نہیں کرتا بلکہ وہ مجموع حدیث کامل ٹھہرتی ہے۔

[339] کتاب الحجۃ باب الجمع بین الصلاتین دار المعارف النعمانیہ لاہور ۱/۱۶۵

اس سے بحمد اللہ تعالٰی واضح وآشکار ہوا کہ یہ حدیث بھی تمام وکمال یوں ہے کہ میں نے کبھی نہ دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو[۲] نمازیں جمع فرمائی ہوں کبھی کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے یا وقت کے بعد پڑھی ہو مگر صرف دو[۲] عصر عرفہ وقت ظہر اور مغرب مزدلفہ وقت عشائ، اور اُس دن فجر کو بھی وقت مسنون ومعمول سے پہلے طلوعِ فجر کے بعد ہی تاریکی میں پڑھ لیا تھا اُس دن کے سوا کبھی ایسا بھی نہ کیا۔ **الحمدللہ** کہ آفتابِ حق وصواب بے پردہ وحجاب رابعۃ النہار پر پہنچا، اب اس حدیث نسائی جامع ذکر عرفہ ومزدلفہ پر مُلّاجی نے بکمال مکابرہ جو چوٹیں کی ہیں اُن کی خدمت گزاری کیجئے اور ماہ ضیا پناہ رسالہ کو باذنہٖ تعالٰی شب تمام کامژدہ دیجئے **واللہ المعین وبہ نستعین۔**

**لطیفہ:** یارب جہل جاہلین سے تیری پناہ، مُلّاجی تورَدِ احادیث وجرح ثقات وقدح صحاح کے دھنی ہیں۔ عمل بالحدیث کے ادعائی راج میں انہیں مکابروں کی دیواریں چُنی ہیں۔ حدیث صحیح نسائی شریف کو دیکھا کہ انہیں مصیبت کا پہاڑ توڑے گی۔ حضرت نے گُلِ سر سبد کو گِل تہ گلخن بنا چھوڑے گی لہٰذا نیامِ حیا سے تیغِ ادا نکالی اور احادیث صحاح میں تکمیل مضمون فریقا تکذبون وفریقا تقتلون کی یوں بناڈالی ف ا حدیث نسائی کی نامقبول اور مجروح اور متروک ہے دو[۲] راوی اس کے مجروح ہیں ایک سلیمٰن بن ارقم کہ اُس کی توثیق کسی نے نہیں کی بلکہ ضعیف کہا اس کو تقریب میں سلیمٰن بن ارقم ضعیف اور ایک خالد بن مخلد کہ یہ شخص رافضی تھا اور صاحبِ احادیث افراد کا کہا تقریب میں خالد بن مخلد صدوق متشیع ولہ افراد۔

**اقول: اوّلاً** وہی مُلّاجی کی قدیمی سفاہت تشیّع ورفض کے فرق سے جہالت۔

**ثانیا:** صحیحین سے وہی پُرانی عداوت خالد بن مخلد نہ صرف نسائی بلکہ بخاری ومسلم وغیرہما جملہ صحاح ستہ کے رجال سے ہے امام بخاری کا خاص اُستاذ اور مسلم وغیرہ کا اُستاذ الاستاذ۔

**ثالثا:** مُلّاجی! تم نے تو علمِ حدیث کی الف بے بھی نہ پڑھی اور ادعائے اجتہاد کی یوں بے وقت چڑھی ذرا کسی پڑھے لکھے سے ضعیف ومتشیع وصاحبِ افراد اور متروک الحدیث میں فرق سیکھو، متشیع وصاحبِ افراد ہونا تو اصلاً موجبِ ضعف نہیں، صحیحین دیکھئے ان کے رواۃ میں کتنے متشیع عـہ۱ موجود ہیں اور لہ عـہ۲ افراد والوں کی کیا گنتی جبکہ ہم حواشی فصل اول میں بکثرت **لہ اوھام یھم، ربما وھم، یخطیئ، یخطیئ کثیرا، کثیر الخطائ، کثیر الغلط** وغیرہا والے ذکر کر آئے، رہا ضعیف اُس میں اور متروک میں بھی زمین وآسمان کا بل ہے ضعیف کی حدیث معتبر ومکتوب اور متابعات وشواہد میں مقبول ومطلوب ہے بخلاف متروک اس معنی اور اس کے متعلقات کی

---

عـہ۱ مثل ابان خ بن یزید العطار، یزید ع بن ابی انیسۃ، عبدالرحمٰن خ بن غزوان وغیرہم ۱۲ منہ (م)

عـہ۲ جن میں تیس ۳۰ سے زیادہ حواشی فصل اول پر مذکور ہوئے ۱۲ منہ (م)

ف ا معیار الحق ص ۳۸۴

تحقیقاتِ جلیلہ فقیر غفرلہ القدیر کے رسالہ **الهاد الكاف فی حكم الضعاف** ۱۳۱۳ھ میں مطالعہ کیجئے اور سر دست اپنی مبلغ علم تقریب ہی دیکھئے کہ ضعیف درجہ ثامنہ اور متروک اُس کے دو۲ پایہ نیچے درجہ عاشرہ میں ہے خود عـــہ بعض ضعفار جال شیخین میں اگرچہ متابعۃً یایوں بھی واقع جس سے اُن کا نامتروک ہونا واضح۔

| | |
|---|---|
| عـــہ مثل اسید بن زید، اسباط ابوالیسع، عبدالکریم بن ابی المخار، والاشعث بن سوار، زمعة بن صالح، محمد بن یزید الرفاعی، محمد بن عبدالرحمٰن مولی بنی زهرة، احمد بن یزید الحرانی، ابی بن عباس وغیرهم، قال فی التقریب فی الخمسة الاول: ضعیف، والسادس لیس بالقوی، والسابع مجهول، والثامن ضعفه ابو حاتم، والتاسع فیه ضعف۔ وعبدالکریم، علم له المزی فی التهذیب خت، وتبعه فی المیزان، فقال: اخرج له خ تعلیقا، وم متابعة۔ وکذا تابعه الحافظ فی رموز التقریب، ثم نبه ان الصواب خ، حیث ذکر ماله فی الجامع الصحیح، ثم قال: هذا موصول ولیس معلقا۔ وقال فی الرفاعی: ذکره ابن عدی فی شیوخ البخاری، وجزم الخطیب بان البخاری رؤی عنه؛ لکن قدقال البخاری: رأیتهم مجمعین علی ضعفه[340]۔ اھ قلت: المثبت اثبت، فلذا | مثلاً (۱) اسید (۲) اسباط (۳) عبدالکریم (۴) اشعث (۵) زمعہ (۶) محمد ابن یزید رفاعی (۷) محمد بن عبدالرحمٰن (۸) احمد (۹) اُبَی اور دوسرے۔ تقریب میں کہا کہ پہلے پانچ ضعیف ہیں، چھٹا بھی خاص قوی نہیں ہے، ساتواں مجہول ہے، آٹھویں کو ابوحاتم نے ضعیف کہا ہے، نویں میں بھی ضعف ہے۔ عبدالکریم کے لئے مزی نے تہذیب میں "خت" کی علامت لگائی ہے (واضح رہے کہ "خ" سے مراد بخاری ہے اور "ت" سے تعلیق، یعنی بخاری نے بھی اس کی روایت تعلیقًا لی ہے) میزان میں بھی تہذیب کی پیروی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے بخاری نے تعلیقًا اور مسلم نے متابعۃً روایت کی ہے۔ اسی طرح حافظ نے بھی تقریب کی علامات میں اس کی پیروی کی ہے لیکن پھر متنبہ کیا ہے کہ صحیح "خ" ہے ("خت" نہیں) چنانچہ حافظ نے پہلے تو عبدالکریم کی وہ روایت ذکر کی ہے جو بخاری میں ہے، پھر کہا ہے کہ یہ روایت وصل کے ساتھ ہے نہ کہ تعلیق کے طور پر۔ (اس لئے "خ" کے ساتھ "ت" نہیں ہونی چاہیے کیونکہ "ت" تعلیق کی علامت ہے) (محمد ابن یزید) رفاعی کے بارے میں کہا ہے |

340 تقریب التہذیب ترجمہ نمبر ۶۴۲۱ محمد بن یزید دار الکتب العمیۃ بیروت ۲/ ۱۴۸/۱۴۷

**رابعا:** یہ سب کلام ملّاجی کی غیبی بول عیبی احکام مان کر تھا حضرت کی اندرونی حالت دیکھے ے تو پھر حسبِ عادت جو رواۃِ حدیث بے نسب ونسبت پائے ان میں جہاں تحریف وتصرف کا موقع ملا وہی تبدیل کا رنگ لائے سند میں تھا عن شعبۃ عن سلیمٰن۔اب ملّاجی اپنی مبلغ علم تقریب کھول کر بیٹھے رواۃ نسائی میں شعبہ نام کا کوئی نہ ملا جس پر تقریب میں کچھ بھی جرح کی ہو لہذا وہاں بس نہ چلا سلیمٰن کو دیکھیں تو پہلی بسم اللہ یہی سلیمٰن بن ارقم ضعیف نظر پڑا حکم جڑ دیا کہ سند میں وہی مراد اور حدیث مردود،ملّاجی! اپنے دھرم کی قسم سچ بتانا یہ جبروتی حکم آپ نے کس دلیل سے جمایا، کیا اسی کا نام محدّثی ہے، سچّے ہو تو برہان لاؤ ورنہ اپنے کذب وعیب رجم بالغیب پر ایمان ۰۰۰ا ......... حق طلبان وحق نیوش کو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مخرج حدیث اعمش عن عمارۃ عن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بخاری مسلم ابوداؤد نسائی وغیرہم سب کے یہاں حدیث عمارہ بطریق امام اعمش ہی مذکور، صحیحین کی تین سندیں بطرق **حفص بن غیاث وابی معٰویۃ وجریر کلھم عن الاعمش عن عمارۃ** صدر کلام میں، اور ایک سند نسائی بطریق داود عن الاعمش عن عمارۃ اس کے بعد سُن چکے۔ پنجم نسائی کتاب الصلاۃ میں ہے: **اخبرنا قتیبۃ ثنا سفیان نا الاعمش عن عمارۃ**[341] الخ۔ ششم: نسائی مناسک **باب الوقت**

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

**علمنا علیہ خ،واخرناھا عن لمکان تردد الحافظ۔والانصاف ان فلیحا وعبادا وامثالھا ایضا ضعفائ،والعذر ماافادہ الامام ابن الصلاح وتبعہ النووی وغیرہ فارجع واعرف۔واللہ تعالٰی اعلم (م)**

کہ اس کو ابن عدی نے بخاری کے اساتذہ میں ذکر کیا ہے اور خطیب نے یقین ظاہر کیا ہے کہ بخاری نے اس سے روایت کی ہے، لیکن بخاری ہی نے کہا ہے کہ میں نے محدثین کو اس کے ضعف پر متفق پایا ہے اھ میں نے کہا ثابت کرنے والے کی بات زیادہ پختہ ہوتی ہے (اور ابن عدی نے اس کا شیخ بخاری ہونا ثابت کیا ہے) اس لئے ہم نے بھی اس کے نام پر "خ" کی علامت لگائی ہے۔ لیکن حافظ کو چونکہ اس کے شیخ بخاری ہونے میں تردّد ہے اس لئے "خ" کو ہم نے "م" کے بعد لگایا ہے ("م" سے مراد مسلم ہے) اور انصاف کی بات یہ ہے کہ فلیح، عباد اور ان جیسے اور کوئی راوی بھی ضعیف ہیں (اس کے باوجود ان کی روایات صحاح میں پائی جاتی ہیں) امام ابن الصلاح نے اس کی معذرت خواہانہ وجہ بیان کی ہے اور نووی وغیرہ نے بھی ان کا اتباع کیا ہے، اس لئے ان کی طرف مراجعت کرو اور سمجھو! واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

---

[341] نسائی النسائی الجمع بین المغرب والعشاء الخ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۰۰

الذی یصلی فیہ الصبح بالمزدلفۃ اخبرنا محمد بن العلاء ثنا ابومعٰویۃ عن الاعمش عن عمارۃ[342] الخ **ہفتم**: سنن ابی داؤد حدثنا مسدد وان عبدالواحد بن زیاد وابا عوانۃ وابا معٰویۃ حدثوھم عن الاعمش عن عمارۃ[343]۔

**ہشتم**: امام طحاوی حدثنا حسین بن نصر ثنا قبیصۃ بن عقبۃ والفریابی قالا ثنا سفیٰن عن الاعمش عن عمارۃ بن عمیر[344] الخ۔ یہ امام اعمش اجل ثقہ ثبت حجت حافظ ضابط کبیر القدر جلیل الفخر اجلہ ائمہ تابعین ورجال صحاح ستّہ سے ہیں جن کی وثاقت عدالت جلالت آفتاب نیمروز سے روشن تر ان کا اہم مبارک سلیمٰن ہے وہی یہاں مراد، کاش تضعیف ابن ارقم دیکھ پانے کی خوشی ملّاجی کی آنکھیں بند نہ کردیتی تو آگے سُوجھتا کہ دنیا میں ایک یہی سلیمٰن نہیں دو۲ ورق لوٹتے تو اسی تقریب میں تھا: سلیمٰن بن مھران الاعمش ثقۃ حافظ عارف بالقراء ات ورع[345] (سلیمٰن ابن مہران اعمش، ثقہ ہے، حافظ ہے، قراءۃ کو جاننے والا ہے، متقی ہے۔ت) جن حضرات کا جوشِ تمیز اس حد تک پہنچا ہو اُن سے کیا کہا جائے کہ ان سلیمٰن سے راوی بھی آپ نے دیکھے کون ہیں امیر المومنین فی الحدیث امام شعبہ بن الحجاج جنہیں التزام تھا کہ ضعیف لوگوں سے حدیث روایت نہ کریں گے جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین میں مذکور وہ اور ابن ارقم سے روایت مگر ناواقفوں سے ان باتوں کی کیا شکایت!

**خامسًا**: حضرت کو اپنی پرانی مشق صاف کرنے کو اُسی طرح کا ایک اور نام ہاتھ لگا یعنی خالد امام نسائی نے فرمایا تھا: اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود عن خالد عن شعبۃ بیدھڑک حکم لگادیا کہ اس سے مراد خالد بن مخلد رافضی ہے ملّاجی! پانچ پیسے کی شیرینی تو ہم بھی چڑھائیں گے اگر ثبوت دو کہ یہاں خالد سے یہ شخص مراد ہے، مُلّاجی! تم کیا جانو کہ ائمہ محدثین کس حالت میں اپنے شیخ کے مجرد نام بے ذکر ممیّز پر اکتفا کرتے ہیں، ملّاجی صحابہ کرام میں عبداللہ کتنے بکثرت ہیں خصوصًا عبادلہ خمسہ رضی اللہ تعالٰی عنہم، پھر کیا وجہ ہے کہ جب بصری عن عبداللہ کہے تو عبداللہ بن عمرو بن عاص مفہوم ہوں گے، اور کوئی کہے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہم، پھر رواۃ مابعد میں تو عبداللہ صدہا ہیں مگر جب سوید کہیں حدثنا عبداللہ تو خواہ مخواہ ابن المبارک ہیں، محمدین کا شمار کون کرسکتا ہے مگر جب بندار کہیں عن محمد عن شعبۃ تو غندر کے سوا کسی طرف ذہن نہ جائے گا وعلٰی ہذا القیاس صدہا مثالیں ہیں جنہیں ادنٰی ادنٰی خدامِ حدیث جانتے سمجھتے پہچانتے ہیں۔ مُلّاجی! یہ

---

[342] سُنن النسائی الوقت الذی یصلی فیہ الصبح بالمزدلفہ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی ۴۶/۲

[343] سنن ابی داؤد باب الصلوٰۃ بجمع آفتاب عالم پریس لاہور ۲۶۷/۱

[344] شرح معانی الاثار الجمع بین اصلاتین مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱۳/۱

[345] تقریب التہذیب ترجمہ نمبر ۲۶۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت ۳۹۲/۱

خالد امام اجل ثقہ ثبت حافظ جلیل الشان خالد بن حارث بصری ہیں کہ امام شعبہ بن الحجاج بصری کے خُلّص تلامذۃ اور امام اسمٰعیل بن مسعود بصری کے اجل اساتذہ اور رجال صحاح ستّہ سے ہیں اسمٰعیل بن مسعود کو اُن سے اور اُنہیں شعبہ سے اکثار روایت بدرجہ غایت ہے، اسی سنن نسائی میں اسمٰعیل کی بیسیوں روایات اُن سے موجود، ان میں بہت خاص اسی طریق سے ہیں کہ اسمٰعیل خالد بن حارث سے اور خالد شعبہ بن الحجاج سے ان میں بہت جگہ خود اسمٰعیل نے نسبِ خالد مصرحًا بیان کیا ہے۔ بہت جگہ اُنہوں نے حسبِ عادت مطلق چھوڑا۔ امام نسائی نے واضح فرمادیا ہے بہت جگہ سابق ولاحق بیانوں کے اعتماد پر یوں ہی مطلق باقی رکھا ہے میں آپ کا حجاب ناواقفی توڑنے کو ہر قسم کی مصرح روایات سے بہ نشان کتاب وباب کچھ حاضر کروں۔

**طریق شعبۃ:** (۱) کتاب الافتتاح باب التطبیق اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ عن سلیمٰن[346] الخ۔

(۲) کتاب الطھارۃ باب النضح اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ[347] الخ۔

(۳) کتاب المواقیت الرخصہ فی الصلاۃ بعد العصر اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود عن خالد بن الحارث عن شعبۃ[348] الخ۔

(۴) کتاب الامامۃ، الجماعۃ اذا کانوا اثنین اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ[349] الخ۔

(۵) کتاب السھو باب التحری اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث عن شعبۃ[350] الخ۔

**(تصریح اسمٰعیل سوی مامر)**

(۶) کتاب الامامۃ الرخصۃ للامام فی التطویل اخبرنا اسمٰعیل بن مسعود ثنا خالد بن الحارث[351] الخ۔

---

[346] النسائی باب التطبیق مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۱۲۳

[347] النسائی باب النضح مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۱۹

[348] النسائی الرخصۃ فی الصلٰوۃ بعد العصر مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۶۷

[349] النسائی الجماعۃ اذا کانوا اثنین مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۹۷

[350] النسائی باب التحری مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۱۴۶

[351] النسائی الرخصۃ للامام فی التطویل مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۹۴

(۷) کتاب قیام اللیل، باب وقت رکعتی الفجر اخبرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث الخ۔[352] (۸) کتاب الزکوٰۃ، عطیۃ المرأۃ بغیر اذن زوجھا اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد بن حارث[353] الخ۔ (۹) المزارعۃ احادیث النھی عن کری الارض بالثلث والربع اخبرنا اسمعیل بن مسعود قال ثنا خالد بن الحارث[354] الخ۔ (۱۰) القسامۃ والقود، باب عقل الاصابع اخبرنا اسمعیل بن مسعود حدثنا خالد بن الحارث الخ۔[355]

**(التصریح النسائی)**

(۱۱) کتاب الحیض مضاجعۃ الحیض فی ثیاب حیضتھا اخبرنا اسمعیل بن مسعود حدثنا خالد ھو ابن الحارث الخ۔[356] (۱۲) قبیل کتاب الجمعۃ باب اذا قیل للرجل ھل صلیت اخبرنا اسمعیل بن مسعود و محمد بن عبدالاعلی قالا حدثنا خالد ھو ابن الحارث[357] الخ۔ (۱۳) کتاب الصیام التقدم قبل شھر رمضان اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد وھو ابن الحارث[358]۔ (۱۴) المزارعۃ من الاحادیث المذکورۃ اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد وھو ابن الحارث[359]۔ (۱۵) کتاب الاشربۃ الترخیص فی انتباذ البسر اخبرنا اسمعیل بن مسعود ثنا خالد یعنی ابن الحارث[360] الخ۔

کیوں مُلّاجی! یہ کیا دین و دیانت ہے کہ حدیثیں رَد کرنے کو ایسے جھُوٹے فقرے بناؤاور بے تکان جزم کرتے ہوئے پلک تک نہ جھپکاؤ، وہ تو خدا نے خیر کرلی کہ امام نسائی نے اسمٰعیل بن مسعود کہہ دیا تھا کہیں نرا اسمٰعیل ہوتا تو مُلّاجی کو کہتے کیا لگتا کہ یہ حدیث تم اہل سنّت کے نزدیک سخت مردود کہ اس کی سند میں اسمٰعیل دہلوی موجود،

---

352 سنن النسائی باب وقت رکعتی الفجر مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۲۰۶

353 سنن النسائی عطیۃ المراۃ الخ مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۲۸۹

354 سنن النسائی الثالث من الشروط فیہ المزارعۃ والوثائق مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۲/۱۴۴

355 سنن النسائی باب عقل الاصابع مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۲/۲۴۷

356 سنن النسائی مضاجعۃ الحیض الخ مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۴۳

357 سنن النسائی باب اذا قیل للرجل الخ مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۱۶۰

358 سنن النسائی التقدم قبل شھر رمضان مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۱/۲۴۹

359 سنن النسائی المزارعۃ من الاحادیث مذکورۃ مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۲/۱۴۶

360 سنن النسائی الترخیص فی انتباذ البسر الخ مطبوعہ مطبع سلفیہ لاہور ۲/۳۲۱

مُلّاجی! صرف ایک مسئلے میں اول تاآخر اتنی خرافات، علمِ حدیث کی کُھلی کُھلی باتوں سے یہ جاہلانہ مخالفات، اگر دیدہ ودانستہ ہیں تو شکایت کیا ہے کہ اخفائے حق وتلبیع باطل وتلبیس عامی واغوائے جاہل، طوائف ضالہ کا ہمیشہ داب رہاہے، اور اگر خود حضرت کی حدیث دانی اتنی ہے تو خدارا خدااور سول سے حیا کیجئے، اپنے دین دھرم پر دیا کیجئے یہ مُنہ اور اجتہاد کی لپک، یہ لیاقت اور مجتہدین پر ہمک، عمر وفا کرے تو آٹھ دس برس کسی ذی علم مقلد کی کفش برداری کیجئے، حدیث کے متون وشروح واصول ورجال کی کتابیں سمجھ کر پڑھ لیجئے اور یہ نہ شرمایئے کہ بوڑھے طوطوں کے پڑھنے پر لوگ ہنستے ہیں، ہنسنے دو ہنستے ہی گھر بستے ہیں، اگر علم مل گیا تو عین سعادت یا طلب میں مرگئے جب بھی شہادت، بشرطِ صحت ایمان وحسن نیت واللہ الھادی لقلب اخبت۔

الحمدللہ مہرِ حق متجلی ہوااور آفتابِ صواب متجلی، جن جن احادیث سے جمع بین الصلاتین کا ثبوت نہ سہل ثبوت بلکہ قطعی ثبوت زعم کیا گیا تھا واضح ہُوا کہ اُن میں ایک حرف مثبت مقال نہیں مذہب حنفی اثبات صوری ونفی حقیقی دونوں میں بے دلیل بتادیا تھا، روشن ہُوا کہ قرآن وحدیث اُسی کے موافق دلائل ساطعہ اُسی پر ناطق جن میں رَد وانکار کی اصلاً مجال نہیں، اور بعونہٖ تعالٰی بطفیل مسئلہ وہ تازہ مجملہ کہنہ مشغلہ ادعائے عمل بالحدیث کاأشغلااُس کا بھرم بھی من مانتا کھلاکہ ہوا سے غرض ہوس سے کام اور اتباعِ حدیث کا نام بدنام پُرانے پُرانے حدکے سیانے جب اپنی سخن پروری پر آئیں صحیح حدیثوں کو مردود بتائیں ثقہ ائمہ کو مطعون بتائیں، بخاری ومسلم پسِ پشت ڈالیں، اُن کے رواۃ واسانید میں شاخسانے نکالیں، ہزار چھل کریں سو ہزار پیچ جیسے بنے صحیح حدیثیں ہیچ، امام مالک وامام شافعی کی تقلید حرام نہ فقط حرام کہ شرک کا پے غام، مگر جب حنفیّہ کے مقابل دم پر بنے مجتہد چھوڑ مقلدوں کی تقلید سے گاڑھی چھنے، اب ایک ایک شافعی مالکی کو جھک جھک کر سلام اُس کے پاؤں پکڑ اُس کا دامن تھام، یہ بڑا پیشوا وہ بھاری امام، اُن میں جس کا کلام کہیں ہاتھ لگ گیا اگرچہ کیسا ہی ضعیف کتنا ہی خطا، بس خضر مل گئے غنچے کُھل گئے، اندرکے جی کے کواڑ کُھل گئے سب کوفت سوخت کے غبار دُھل گئے، وحی مل گئی ایمان لے آئے اُسی سے حنفیّہ پر حجت لائے، اب خبر دار کوئی پیچھے نہ پڑو احبار ورہبان کی آیت نہ پڑھو، چھٹکارے کی گھڑی بچاؤ کا وقت ہے، شرک بلا سے ہو اب تو مکت ہے۔ مسلمانو! حضرات کے یہ انداز دیکھے بھالے اپنا ایمان بچائے سنبھالے، فریب میں نہ آنا یہ زہر در جام ہیں دھوکا نہ کھانا، سبزہ بردام ہیں بے سہاروں کی چال ہر حال بُری ہے تقلید سے بری ائمہ سے بری ہے، بے راہ روی کا دھیان نہ لانا چادر سے زیادہ پاؤں نہ پھیلانا، اتباعِ ائمہ راہِ ہُدی ہے راہِ ہُدی کا والی خدا ہے، للہ الحمد ولی الھدایۃ منہ البدایۃ والیہ النھایۃ۔

## خلاصۃ الکلام وحسن الختام

الحمدللہ سخن اپنے ذروہ اقصٰی کو پہنچا اب ملخص کلام وحاصل مرام چند باتیں یاد رکھئے:

**اوّلاً** جمع صوری بدلائل صحیحہ روشن ثبوت سے بے پردہ وحجاب اور اُس کا انکار انکارِ آفتاب۔
**ثانیاً** کسی حدیث صحیح میں جمع تقدیم کا نام کو بھی اصلاً پتا نہیں اُس کی نسبت ادعای قطعی ثبوت محض نسج العنکبوت۔
**ثالثاً** جمع تاخیر میں بھی کوئی حدیث صحیح صریح جیسا کہ ادعا کیا جاتا ہے ہر گز موجود نہیں یا ضعاف ومناکیر ہیں یا محض بے علاقہ یا صاف محتمل اور محتملات سے ہوسِ اثبات مہمل ومختل۔
**رابعاً** جب جمع صوری پر ثبوت مفسر متعین ناقابل تاویل قائم تو محتملات خصوصاً حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اُسی کی طرف رجوع لازم کہ قاعدہ ارجاع محتمل بہ متعین ہے نہ عکس کہ سراسر نکس۔
**خامساً** نماز بعد شہادتین اہم فرائض واعظم ارکان اسلام ہے اور اُس میں رعایت وقت کی فرضیت اور اظہر ضروریاتِ دین سے جسے مسلمانوں کا ایک ایک بچّہ جانتا ہے یونہیں اوقاتِ خمسہ غایت شہرت واستفاضہ پر بالغ حد تواتر ہیں اگر حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حالتِ سفر میں جس کی ضرورت ہمیشہ ہر زمانہ میں ہر شخص کو رہی اور رہتی ہے چار نمازوں کے لئے اوقاتِ مشہورہ معلومہ معروفہ کے سوا قولاً یا فعلاً کوئی اور حکم عطا فرمایا ہوتا تو واجب تھا کہ جس شہرت جلیلہ کے ساتھ اوقاتِ خمسہ منقول ہوئے اُسی طرح یہ نیا وقت بھی نقل کیا جاتا آخر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فعل کسی خلوت میں نہ کیا غزوہ تبوک میں ہزارہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم ہمراہِ رکاب سعادت مآب تھے اگر حضور جمع فرماتے بلاشبہہ وہ سب کے سب دیکھتے اور کثرت رواۃ سے اسے بھی مشہور کر چھوڑتے یہ کیا کہ ایسی عظیم بات ایسے جلیل فرض کے ایسے ضروری لازم میں ایسی صریح تبدیل ایسے مجمع کثیر کے سامنے واقع ہو اور اُسے یہی دو ایک راوی روایت فرمائیں تو بلاشبہہ یہی جمع صوری فرمائی جس میں نہ وقت بدلا نہ کسی حکم میں تغیر نے راہ پائی کہ اُس کے اشتہار پر دواعی متوفر ہوتے نظرِ انصاف صاف ہو تو صرف ایک یہی کلام تمام دلائل خلاف کے جواب کو بس ہے کہ جب باوصف توفر دواعی نقل آحاد ہے تو لاجرم جمع صوری پر محمول کہ توفر مہجور اور بالفرض کوئی روایت مفسرہ ناقابل تاویل ملے تو متروک العمل کہ ایسی جگہ آحاد رہنا عقل سے دُور۔
**سادساً** نمازوں کے لئے تعیین وتخصیص اوقات وآیات قرآن عظیم واحادیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے قطعی الثبوت ہے اگر کہیں اُس کا خلاف مانیے تو وہ بھی ویسا ہی قطعی چاہیے جیسے عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا اجماعی مسئلہ ورنہ یقینی کے مقابل ظنی مضمحل۔
**سابعاً** بالفرع اگر مثل منع دلائل جمع بھی قابل سمع تسلیم کیجئے تاہم ترجیح منع کو ہے کہ جب حاظر ومبیح مجتمع ہوں تو حاظر مقدم ہے۔

**ثامناً** جانب جمع صرف نقل فعل ہے قول اگر ہے تو جمع صوری میں اور جانب منع دلائل قولیہ وفعلیہ دونوں موجود اور قول فعل پر مرجح تو مجموع قول وفعل محض نقل فعل پر بدرجہ اولٰی۔

**تاسعًا** افقہیت راوی اور مرجح منع ہے کہ ابن عمر وانس میں کسی کو فقاہت جلیلہ عبداللہ بن مسعود تک رسائی نہیں رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین، یہ وہی ابن مسعود ہیں جن کی نسبت حدیث میں ہے، حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **تمسکوا بعهد ابن ام عبد**[361]۔ (ابن اُم عبد کی باتوں سے تمسک کیا کرو) رواہ الترمذی عنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

(**نوٹ:** اصل متن ترمذی میں الفاظ یوں ہیں تمسکوا بعھد ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ نذیر احمد)

مرقاۃ میں ہے اسی لئے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن کی روایت وقول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے ہیں[362]۔ یہ وہی ابنِ مسعود ہیں جنہیں حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ صاحبِ سرِّرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے:

| | |
|---|---|
| ان اشبه الناس دلا وسمتا وهديا برسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم لابن ام عبد[363]۔ رواه البخاری ف والترمذی والنسائی۔ | بیشک چال ڈھال روش میں سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ |

یہ وہی ابنِ مسعود ہیں جنہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے: **کیف ملئ علما**[364] (ایک گٹھری ہیں علم سے بھری ہُوئی) نہایت یہ کہ حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: **رضیت لامتی ما رضی لها**

[361] جامع الترمذی مناقب عبداللہ بن مسعود مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۲۱

[362] مرقات المفاتیح جامع المناقب، الفصل الاول مطبوعہ مکتبہ امدایہ ملتان ۱۱/۴۰۹

[363] مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ بخاری باب جامع المناقب مطبع مجتبائی دہلی ص ۵۷۴)
(جامع الترمذی، مناقب عبداللہ بن مسعود امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۲۲)

ف۔ مشکوٰۃ میں بعینہٖ یہی الفاظ ہیں جبکہ ترمذی میں الفاظ یوں ہیں۔ کان اقرب الناس ھدیا ودلا وسمتا برسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ابن مسعود اور بخاری میں الفاظ یوں ہیں ما اعلم احدًا اقرب سمتا وھدیا ودلا بالنبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن ابن ام عبد۔

[364] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ترجمہ عبداللّٰہ بن مسعود امکتبہ اسلامیہ ریاض الشیخ ۳/۲۵۹

ابن ام عبد۔[365] (میں نے اپنی اُمت کے لئے پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود اس کے لئے پسند کرے رواہ الحاکم بسند صحیح۔

لاجرم ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم کے بعد وہ جناب تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے علم وفقاہت میں زائد ہیں، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

| | |
|---|---|
| ھو عند ائمتنا افقہ الصحابۃ بعد الخلفاء الاربعۃ[366]۔ | ہمارے ائمہ کے نزدیک ابنِ مسعود خلفاءِ اربعہ کے بعد سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔(ت) |

**عاشراً** عـــہ اگر بالفرض براہین منع وادلّہ جمع کانٹے کی تول برابر ہی سہی تاہم منع ہی کو ترجیح رہے گی کہ اس میں احتیاط زائد ہے اگر عنداللہ جمع درست بھی ہوئی تو ایک جائز بات ہے جس کے ترک میں بالاجماع گناہ نہیں بلکہ اتفاق اُس کا ترک ہی افضل ہے اور اگر عنداللہ نادرست ہے توجمع تاخیر میں نماز دانستہ قضا کرنی ہوگی اور جمع تقدیم میں سرے سے ادا ہی نہ ہوگی فرض گردن پر رہے گا تو ایسی بات جس کا ایک پہلو خلاف اولٰی اور دوسری جانب حرام وگناہ کبیرہ ہو عاقل کا کام یہی ہے کہ اُس سے احتراز کرے، یہاں جو ملّاجی ایمان کی آنکھ پر ٹھیکری رکھ کر لکھ گئے ہیں کہ ف۱ تشکیک مذکور اُس صورت میں جاری ہوتی ہے جس میں طرفین کا مذہب مدلّل بدلائل ہو اور صورت اختلاف کی ہو حالانکہ مسئلہ جمع میں مانعین کا دعوٰی بے دلیل ہے اور ناجائز کہنا اُن کا خلاف ہے اختلاف نہیں پس اگر صحت میں عمل مدلل بدلائل کے قول بے دلیل شک ڈال دیا کرے تو سیکڑوں اعمال باطل ہو جائیں اور حق و باطل میں کچھ تمیز نہ رہے،ان جھوٹی بالاخوانیوں سینہ زوری کی لَن ترانیوں کا کچّا چٹھّا بعونہ تعالٰی سب کُھل چُکا مگر حیا کا بھلا ہو جس کے آسرے جیتے ہیں یونہیں توآفتاب پر خاک اُڑا کر اندھوں کو سُجھادیا کرتے ہیں کہ حنفیّہ کا مذہب بے دلیل وخلاف حدیث ہے، خدا کی شان قرآن عظیم واحادیث رسول کریم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی اُن قاہر دلیلوں کو جنہیں سُن کر جگر تک دھمک پہنچی ہوگی بے دلیل ٹھہراؤ اور اپنے ضعیف وبے ثبوت قول کو قطعی یقینی مدلل بتاؤ اور عمل بالحدیث ودین ودیانت کا نام لیتے نہ شرماؤ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ع

آدمیاں گم شدند ملک گرفت اجتہاد

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ چند اوراق کہ بنظرِ احقاق حق لکھے۔ مولٰی تعالٰی عزّوجل اپنے کرم سے قبول فرمائے

---

عـــہ یعنی نصوص منقول وقواعد اصول سے قطع نظر کرکے یہ مقتضائے عقول ہے۔(م)

---

[365] المستدرک کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/۳۱۷

[366] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح باب جامع المناقب الفصل الاول عن عبداللہ بن عمر، مطبوعہ امدادیہ ملتان ۱۱/۴۰۹

ف۱ معیار الحق ص ۴۱۵

شرِ حُسّاد وشامتِ ذنوب سے محفوظ رکھے۔ وجہ ثبات واستقامت مقلدین کرام بنائے، یہ امید توان شاء اللہ تعالٰی القریب المجیب نقد وقت ہے مگر دشمنانِ حنفیت کو ہدایت ملنے عناد حنفیّہ کی راہ نہ چلنے کی طرف سے یاس سخت ہے کہ کھلے مکابروں میں جن صاحبوں کی یہ ہمتیں بڑھی ہیں یہ مشقیں چڑھی ہیں اُنہیں آئندہ ایسی اوران سے بڑھ کر اور ہزار ہٹ دھرمیاں کرتے کیا لگتا ہے، تحریف تعصب مکابری تحکم کا کیا علاج ہے سوا اس کے کہ شرِ شریران سے اپنے رب عزوجل کی پناہ لُوں اور بتوسل روح اکرم امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ اُس سے عرض کروں رب انّی اعوذبك من همزات الشیٰطین واعوذبك رب ان یحضرون○ وصلی اللہ تعالٰی علی الهادی الامین الامان المامون محمد واٰله وصحبه الکرام والذین هم بهدیهم یهتدون، الحمد للہ کہ یہ مبارک رسالہ نفیس عجالہ پانزدہم ماہ رجب مرجب ۱۳۱۳ھ ہجریہ علٰی صاحبہا افضل الصلاۃ والتحیۃ کو تمام اور بلحاظ تاریخ حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین ۱۳۱۳ھ نام ہوا ربّنا تقبل منّا انك انت السمیع العلیم وصلی اللہ تعالٰی علی سید المرسلین محمد واٰله وصحبه اجمعین اٰمین سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لااله الا انت استغفرك واتوب الیك واللہ سبحنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔